بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ وسوانح

الحاج مولانا محمد احمد صاحبؒ

تالیف

مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک بندۂ خدا، درویشِ خدا مست، فقر بوذرؓ وسلمانؓ کے وارث، رجوع ودعوت الی القرآن کے علمبردار، قرآن وسنت کی تعلیمات کے داعی اور اکابر علماءِ دیوبند کے مسلکِ اعتدال کے امین، تفسیر "درسِ قرآن" کے مؤلف الحاج حضرت مولانا محمد احمدؒ کا جامع سوانحی خاکہ

القاسم اکیڈمی ● جامعہ ابوھریرہ
برانچ پوسٹ آفس ● خالق آباد ضلع نوشہرہ ● سرحد پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب ------- سوانح محمد احمد صاحبؒ

تصنیف --------- مولانا عبدالقیوم حقانی

8465

ضخامت --------- 188 صفحات

تعداد --------- 1100

سن طباعت اوّل --------- ربیع الاول ۱۴۲۳ھ / جون ۲۰۰۲ء

سن طباعت سوم --------- محرم الحرام ۱۴۳۰ھ / جنوری 2009ء

ناشر --------- القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

☆ ☆ ☆

ملنے کے پتے

- ☆ صدیقی ٹرسٹ صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی
- ☆ مولانا سید محمد حقانی ' مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ
- ☆ مکتبہ رشیدیہ بیسمنٹ سردار پلازہ ' جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور
- ☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب جامعہ ابوہریرہ چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔

Marfat.com

انتساب

القاسم اکیڈمی کے مخلص کارکنوں

مولانا عماد الدین محمود صاحب

مولانا سید محمد حقانی صاحب

حافظ حبیب الرحمن صاحب

مولانا گل رحمان صاحب

مولانا جان محمد صاحب

کے نام

جنہوں نے عید الاضحیٰ کی تعطیلات میں دن رات ایک کر کے اس کتاب کی تدوین وترتیب، اخذ ونقل، کتابت وطباعت کے تمام مراحل میں ہمارے دست و بازو بن کر کام کیا اور آج ادارہ القاسم اکیڈمی ان احباب کے حضور یہ تحفہ عشق ومحبت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

Marfat.com

مولانا عبد القیوم حقانی

مہتمم جامعہ ابوھریرہ و سرپرست القاسم اکیڈمی

کی چند شاہکار تصانیف

- حقائق السنن شرح جامع السنن الترمذی
- شرح شمائل ترمذی
- توضیح السنن شرح آثار السنن
- اسلامی انقلاب اور اس کا فکری لائحہ عمل
- دفاع امام ابوحنیفہ
- امام اعظم کے حیرت انگیز واقعات
- علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات
- خطبات حقانی
- ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال
- کتابت اور تدوین حدیث
- صحبتے با اہل حق
- مرد مومن کا مقام اور ذمہ داریاں
- کشکول معرفت
- ساعتے با اولیاء
- مشاہیر کی علمی اور مطالعاتی زندگی
- سراغ زندگی
- ہدایہ اور صاحب ہدایہ
- میرے حضرت میرے شیخ
- شیخ الحدیث مولانا عبد الحق نمبر
- نقوش حقانی
- واقعات امام اعظم فارسی
- اسلامی سیاست
- حقانی کتابیں
- جمال یوسف
- اسلامی انقلاب
- تحفہ فکر وعمل
- سوانح مولانا مفتی محمود
- اسیر مالٹا
- سودی نظام کا تحفظ اور وکالت کیوں؟
- سوانح شیخ الحدیث مولانا عبد الحق
- میر کاروان مولانا فضل الرحمن
- ابوحنیفہ ہند مفتی کفایت اللہ نمبر
- محرف قرآن
- بزم منور (چار جلد مکمل)
- فقہی جواہر
- الادب الجاری فی ابیات صحیح البخاری
- عالمانہ مجاہدانہ تقریریں
- امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات پشتو

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
حرف آغاز ----------	۱۵
باب ۱	
پیدائش، ابتدائی تعلیم و تربیت، اساتذہ کرام، ترک ملازمت اور قرآن کی خدمت	۲۱
پیدائش ----------	۲۲
ابتدائی تعلیم و تربیت ----------	۲۲
ذہانت اور قوت حافظہ ----------	۲۲
اساتذہ کا اجمالی تذکرہ ----------	۲۳
آغاز کار روشن مستقبل ----------	۲۵
شادی و ملازمت ----------	۲۵
باب ۲	
خشیت و تقویٰ، سلسلہ بیعت، حسن معاشرت اور پابندی شریعت	۲۷
تمام عبادات کا خلاصہ تقویٰ ہے	۲۷
تقویٰ کا ثمرہ ----------	۲۸
سلسلہ بیعت ----------	۲۹
بیعت، تجدید بیعت اور خلافت	۲۹
دو خلافتوں کے باوجود مرید رہے	۳۰
پابندی شریعت ----------	۳۰
حسن معاشرت ----------	۳۱
چھتری مل جانے کی ----------	۳۲
ایک مکمل انسان ----------	۳۲
حج پر جاتے آتے وقت سامان برابر تھا	۳۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
دفتر کی گاڑی میں نہیں جاؤں گا	۳۳
شادیوں میں سنت کی پابندی--	۳۴
ڈھولک کی آواز سے نفرت---	۳۴
بارات میں بھی نماز کا اہتمام--	۳۵
سود سے اجتناب-------	۳۵
سرکاری کاغذ سے اجتناب--	۳۵
کمال احتیاط--------	۳۶
باب ۳	
اتباع سنت، استقامت اور کرامت	۳۷
کشف و کرامت اور اتباع---	۳۷
کرامت کی حقیقت------	۳۸
کرامات اولیاء، انبیاء کے معجزات	۳۹
قطب زمان---------	۳۹
کشف باطن---------	۴۰
صوفی عبدالمالک کا تعارف--	۴۰
والدہ کی دعا، عارضہ کینسر کا کامیاب علاج	۴۱
محمد طاہر کی بیماری------	۴۱
حج کی منظوری--------	۴۲
والدہ کی خدمت کو ترجیح---	۴۲
گناہوں کا تحفہ، والدہ کا وسیلہ-	۴۳
صوفی عبدالمالک کی خدمت میں	۴۳
صوفی عبدالمالک کی دعا---	۴۴
اور کینسر ختم ہو گیا------	۴۵
بے ہوش آسیب زدہ فوراً اٹھ بیٹھا	۴۶
گم شدہ فوراً مل گیا------	۴۶
حضور اقدس ﷺ کا پیغام تسلی-	۴۷
صوفی عبدالمالک کا ایک کشف	۴۸
باب السلام میں ملاقات---	۴۸
صحبت و مجالس کے اثرات--	۴۹
آپریشن کے وقت کرامت--	۵۰
خواب میں بشارت------	۵۰
باغِ جنت----------	۵۰
استقامت بڑی کرامت---	۵۰
محبوب کی سنت-------	۵۲
اتباع سنت اور اکابرین امت	۵۳
مہر نبوت کا بوسہ------	۵۵
سنتِ اعتکاف--------	۵۵
سنت پر عمل کے داعی-----	۵۶

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
باب ۴	
قرآن سے شغف اور والہیت	۵۷
تفسیر بالرائے کی مذمت ---	۵۹
مولانا یوسف لدھیانوی کی گواہی	۶۰
قرآن سے گہرا شغف ---	۶۱
قرآن کی تعلیم کا بنیادی نقطہ نظر	۶۲
قرآنی دعوت و تعلیم کا خلاصہ --	۶۴
رجوع الی القرآن ------	۶۴
مسلمانوں کا فرض اولین ---	۶۶
ہمارا ماضی اور حال ------	۶۷
قرآن زندگی کا اہم مشغلہ ---	۶۸
درس قرآن کی وجہ تالیف ---	۶۹
تالیف کا پس منظر ------	۷۰
درس قرآن اصول و خصوصیات	۷۱
گذارشات کے اسلوب ---	۷۳
درس قرآن کی عام اجازت --	۷۳
درس قرآن کی طباعتی تفصیلات	۷۴
درس قرآن جلد اول -----	۷۴
جلد دوم ------------	۷۵
جلد سوم ----------	۷۵
جلد چہارم ---------	۷۵
جلد پنجم ---------	۷۵
جلد ششم ---------	۷۶
جلد ہفتم ---------	۷۶
جلد ہشتم ---------	۷۶
جلد نہم ---------	۷۶
جلد دہم ---------	۷۶
جلد یازدہم --------	۷۷
منظوم خراج عقیدت ---	۷۸
باب ۵	
شخصیت و کردار اور صفات حمیدہ	۷۹
مؤلف کا تعلق -------	۷۹
پیکر شفقت و محبت -------	۸۰
دفاع امام ابو حنیفہ پر تعریف و تشجیع	۸۱
شفقتوں کی انتہا .. ----	۸۱
تواضع و انکساری -------	۸۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
خوردوں پر شفقت ----	۸۲
ابھی تو ہماری اصلاح نہیں ہوئی	۸۳
اصاغر نوازی اور علم پروری --	۸۳
چھوٹے بچوں پر شفقت ---	۸۴
ذوقِ عبادت ----	۸۴
انابت الی اللہ ----	۸۵
عشق رسول ﷺ ----	۸۶
آخری آرزو، مدینہ منورہ --	۸۷
بغل میں تفسیر قرآن ----	۸۷
حضورؐ کی جانب سے حج وعمرہ	۸۸
ندامت کے آنسو ----	۸۸
صبر وتوکل اور غیبی امداد ---	۸۹
پابندی اوقات کا اہتمام --	۸۹
حفاظتِ اوقات کا اہتمام ---	۹۰
مولانا محمد احمدؒ کمال عشق کی مثال ہے	۹۱
باب ٦	
نظریہ تعلیم وتربیت	۹۳
اسلام کا نظریہ پیدائش ----	۹۳
یورپ کے فرسودہ نظریہ کی تقلید -	۹۴

مضامین	صفحہ نمبر
حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات -	۹۴
بے جا مار پیٹ کے نقصانات -	۹۴
اساتذہ کے اوصاف ----	۹۵
طالب علم سے محبت کی انتہا -	۹۵
حضرت تھانویؒ کے ہدایات -	۹۶
تعلیم وتربیت کی ہدایات ---	۹۶
تمہید ----	۹۷
تجزیہ ----	۹۸
مار پٹائی کا پس منظر ----	۹۹
نگران کمیٹی کی ذمہ داری --	۱۰۰
خانقاہ میں مار پٹائی پر پابندی -	۱۰۲
اکابر کی تحریریں ----	۱۰۲
طالب علم کی بھلائی حضورؐ کی وصیت	۰۳
شاگردوں میں نشاط وشوق کی انگیخت	۰۴
نااہل، دینی خدمات کے متولی -	۱۰۶
شاگردوں کے تین حقوق ---	۱۰۶
طلباء کی استعداد بھی ملحوظ رہے -	۱۰۸
کوئی فن یا کتاب مضر یا مفید --	۱۰۹
نرمی وآسانی کا معاملہ ----	۱۰
علم نافع کی دعا ----	۱۱۰
دلجوئی کے متعلق ایک سوال --	۱۱۱
غصہ شاگرد کے لئے بہترین --	۱۱۲
بیوی کی تربیت وتادیب، شرعی حکم	۱۱۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
شاگردوں کی تادیب کیسی ہوں	۱۱۴
باب ۷	
حضرتؒ کے مکاتیب	۱۱۷
بریگیڈیئر محمد اشرف کے نام۔	۱۱۹
قضا نمازوں کا تعین وتعداد۔۔	۱۲۰
حزم واحتیاط کی تاکید۔۔۔۔	۱۲۱
فرائض وواجبات کی ادائیگی۔	۱۲۲
سفر وحضر کی قضاء کا حکم۔۔۔	۱۲۲
وصیت کرنا۔۔۔۔۔۔	۱۲۳
سچی توبہ۔۔۔۔۔	۱۲۴
قاری فیوض الرحمن کے نام۔۔	۱۲۵
دوسرا خط۔۔۔۔۔۔	۱۲۷
باب ۸	
تفسیری جھلکیاں اور اکابر کی رائے	۱۳۱
مقصد زندگی۔۔۔۔	۱۳۱
عباد الرحمن کے اوصاف۔۔۔	۱۳۳
قرآن کے حقائق وثمرات۔۔	۱۳۴
درس قرآن علماء کی نظر میں۔۔	۱۳۶
جامع ونافع تفسیر۔۔۔۔۔۔	۱۳۶
عظیم قرآنی خدمت۔۔۔۔	۱۳۶
مسلک اسلاف کی اتباع۔۔۔	۱۳۷
عوام کے لئے نافع۔۔۔۔۔	۱۳۷
مبارک سلسلہ۔۔۔۔۔۔	۱۳۷
مضامین پر اعتماد۔۔۔۔۔	۱۳۷
اپنے انداز کی پہلی تفسیر۔۔۔۔	۱۳۸
اختتامیہ۔۔۔۔۔۔۔	۱۴۰
باب ۹	
معالجین کے مشاہدات اور تاثرات	۱۴۱
حق ادا نہ ہوا۔۔۔۔۔	۱۴۲
حضرت تھانویؒ سے فیض صحبت	۱۴۳
صابر، حلیم اور منکسر المزاج۔۔	۱۴۳
راضی برضائے الٰہی۔۔۔۔	۱۴۴
درسِ قرآن منفرد جامع تصنیف	۱۴۵

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
باب ۱۰	
وصیت نامہ	۱۴۷
حرمین شریفین میں خاتمہ کی دعا	۱۴۸
خانگی معاملات اور ذمہ داریاں	۱۴۸
تعلیم قرآن کی آرزو ۔۔۔۔۔	۱۴۹
ذاتی دینی کتب کو وقف کر دیا ۔۔	۱۴۹
علمی اور روحانی ترقی کی تاکید	۱۴۹
وصیت نامہ مطالعہ کی ترغیب ۔	۱۵۰
اکابر کے خطوط ۔۔۔۔۔۔۔۔	۱۵۰
اہل اللہ سے تعلق کی ضرورت ۔	۱۵۱
باب ۱۱	
سفر آخرت	۱۵۳
نشان مرد مومن ۔۔۔۔۔۔۔۔	۱۵۳

مضامین	صفحہ نمبر
حاجی امداد اللہؒ کی شام زندگی	۱۵۴
سفید داڑھی سیاہ ہوگئی ۔۔۔۔	۱۵۴
ناسازی طبع کا آغاز ۔۔۔۔۔	۱۵۶
جمعہ کا غسل، سورۃ کہف کا سماع	۱۵۷
مختلف اوراد کی تلقین ۔۔۔۔۔	۱۵۷
ایک خاص دعا کا ورد ۔۔۔۔۔	۱۵۸
تم سب گواہ رہو ۔۔۔۔۔۔۔	۱۵۸
میں مدینے پہنچ جاؤں ۔۔۔۔	۱۵۹
تیمّم کا اہتمام واصرار ۔۔۔۔	۱۵۹
نماز کے لئے بے چینی ۔۔۔۔	۱۶۰
ذوقِ سماع قرآن ۔۔۔۔۔	۱۶۰
وصیت نامہ کی فکر ۔۔۔۔۔	۱۶۰
سورۃ حشر وسورۃ ملک کا سماع	۱۶۱
یوم عرفات یوم وفات ۔۔۔۔	۱۶۱
یٰسین اور کلمہ پڑھوانے کی تاکید	۱۶۲
نماز جنازہ ۔۔۔۔۔۔۔۔	۱۶۳
وصیت نامہ کا خلاصہ ۔۔۔۔۔	۱۶۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
باب ۱۲	
تعزیتی پیغامات	۱۶۵
اللہ والے بزرگ -------	۱۶۵
خوبیوں کے مالک -----	۱۶۶
سرمایۂ نجات --------	۱۶۶
قابلِ رشک خدمات -----	۱۶۶
بیش قیمت کام -------	۱۶۶
صدی کا عظیم سانحہ ------	۱۶۷
اسلاف کا نمونہ -------	۱۶۷
منبع الخیر ----------	۱۶۷
صدقہ جاریہ ---------	۱۶۸
حیات جاوداں --------	۱۶۸
خوبیوں کے ساتھی ------	۱۶۸
اخلاص وللہیت کا ثمرہ -----	۱۶۸
تعلیمات اسلامی کا تابناک ستارہ	۱۶۹
ناقابل تلافی نقصان -----	۱۶۹
پیکر تواضع ---------	۱۷۰
نعمت عظمیٰ ---------	۱۷۰
باعث ترقی درجات ------	۱۷۰
ذریعہ ایصال ثواب ------	۱۷۰
نور ہدایت ---------	۱۷۱
ہدایت کا سایہ --------	۱۷۱

Marfat.com

...

ہر دم جو تصوّر میں ہے ان کا رخ روشن
پاتے ہیں شبِ غم میں بھی آثارِ سحر ہم

ooo

...

کوئی حد ہی نہیں شاید محبت کے فسانے کی
سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

الحمدلحضرۃ الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ

القاسم اکیڈمی کو اس امر کے اظہار پر فخر ہے کہ آغازِ کار ہی سے دینِ مبین کی ترویج و اشاعت سے متعلق لٹریچر کی اشاعت وطباعت میں مصروفِ کار ہے۔ صرف مجھ گناہ گار کی بیالیس (۴۲) سے زائد کتب کی اشاعت کا اہتمام القاسم اکیڈمی نے کیا ہے جن میں تین سوانحات' سوانحِ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، سوانح قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور جمالِ یوسف محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا تذکرہ وسوانح بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ایک ایسے صاحبِ سیرت کے حالاتِ زندگی، بچپن، جوانی، تعلیم وتربیت، کردار واقوال اور تعلیمات کا نادر، نافع اور قابل قدر مجموعہ ہے جن کی حیاتِ مبارکہ اس زمانہ میں آیات من آیات اللّٰہ کا مصداق تھی۔

دنیا میں ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ بعض شخصیات جب اس دارِفانی سے کوچ کر جاتی ہیں تو ان کے محبینِ صادقین، لائق تلامذہ، مخلص احباب، خدام اور متعلقین ان کے احوال ومعارف، علمی کمالات ومآثر کا تذکرہ کر کے جہاں خود اس

Marfat.com

سے لطف اندوز ہوتے ہیں وہاں اپنے لئے اس کو سرمایہ افتخار بھی سمجھتے ہیں لیکن ایک ایسی شخصیت جو گوشہ گمنامی میں ہو جن کا کوئی بڑا جماعتی حلقہ نہ ہو۔ محبین صادقین کا بڑا جم غفیر نہ ہو' لائق تلامذہ کی بڑی تعداد نہ ہو' ان کے علوم و معارف' دردِ دل' ذوق وشوقِ عبادت' انابت الی اللہ اتباع سنت واحترام شریعت' قرآن وحدیث سے عشق' بذل وعطا' فیض وتاثیر اور علمی و عملی زندگی سے لوگوں کو روشناس کرانا ایک ایسی سعادت ہے جس پر دارین کی فلاح موقوف ہے۔

ایسی ہی مبارک ہستی کو دنیا الحاج محمد احمدؒ صاحبِ درس قرآن کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے جو نہ کسی سیاسی مذہبی جماعت کے قائد ہیں' نہ کسی بڑے دارالعلوم کے مہتمم' نہ بڑی تعداد میں حلقہ' تلامذہ کے استاد ہیں' نہ مریدین و منتسبین کا ہجوم رکھتے ہیں' صرف ان کی تصنیف ''درس قرآن'' کے حوالے سے ہمارے علمی اور دینی حلقوں میں ان کے نام کا ڈنکا بجا ہوا ہے اگرچہ ہمارے علمی و دینی حلقوں میں موصوف کو درس قرآن کے مؤلف کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

لیکن ان کا اصلی مقام یہ ہے کہ وہ شریعت وطریقت کے جامع' شیخ وقت' صاحب دل بزرگ اور متبع سنت شخصیت تھے اپنے سلسلہ کے اکابر مشائخ میں سے خاص کر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے تو ان کا ایسا قلبی تعلق تھا کہ جب ان کا نام اپنی زبان سے لیتے تو معلوم ہوتا کہ زبان نہیں بلکہ ان کا دل بول رہا ہے۔

مجھ گناہ گار کو حضرتؒ کی کئی بار زیارت نصیب ہوئی۔ حضرتؒ سے مراسلات کا سلسلہ تو زمانہ طالب علمی سے قائم تھا درس قرآن کی پہلی جلدوں سے اس وقت سے شناسائی ہو گئی تھی جب احقر درجہ موقوف علیہ کا طالب علم تھا پھر جب برادر مکرم حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری کی دعوت پر احقر کو محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ کی معیت میں ۱۹۹۲ء میں کراچی کا پانچ روزہ سفر پیش آیا تو حضرت

Marfat.com

حاجی صاحبؒ جامعہ بنوریہ کراچی میں میری ملاقات کیلئے تشریف لائے اور مدینہ منورہ کے تحائف بھی عنایت فرمائے اس طرح ایک حقیر وفقیر طالب علم کی عزت افزائی فرمائی پھر یہ تعلق محبت واخلاص بڑھتا گیا خدا کرے کہ آخرت میں بھی وسیلہ نجات بن جائے بہرحال حضرتؒ کو قریب سے دیکھا' ذکر وفکر' مراقبہ اور عبادات ومجاہدہ اور افادہ عام کے مناظر دیکھے' کشف وکرامات کا کئی بار تجربہ ہوا۔

ایک دفعہ انگلینڈ سے احقر کی واپسی کراچی کے راستے سے تھی' پشاور جانے والے جہاز کا ابھی کافی وقت باقی تھا میں نے حضرتؒ کو اپنی آمد کی اطلاع دیدی تھی۔ جب میں کراچی ایئرپورٹ پر اترا تو حضرت ایئر پورٹ کے اندر کھڑے تھے میں حیران ہوا کیونکہ عام معمول کے مطابق جہاز کے اتنے قریب کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہوا کرتی۔ میں نے تعجب سے پوچھا حضرتؒ !اندر آنے کی اجازت کیسے ملی۔ فرمایا! مجھے پتہ نہیں میں باہر کھڑا تھا ایک نوجوان نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا پوچھا حضرت ! کیوں کھڑے ہو میں نے عرض کیا میرے ایک مہمان (عبدالقیوم حقانی) اس فلائٹ سے تشریف لانے والے ہیں اس نوجوان نے کہا اندر جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں تو وہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایئر پورٹ کے اندر لے آیا میں تو اسے پہچانتا بھی نہیں تھا کہ وہ کون ہے؟

یقیناً وہ کوئی فرشتہ تھا جسے اللہ نے حضرتؒ کی امداد کے لئے بھیجا وہاں سے ہم حضرتؒ کی معیت میں ان کے گھر آئے۔ان سے گفتگو ہوتی رہی کھانے کا پروگرام بنا حضرتؒ نے کھانا کھلایا' ابھی گفتگو جاری تھی معمول کے مطابق جہاز کی روانگی سے تقریباً تین گھنٹے باقی تھے۔فوراً فرمانے لگے چلو چلو اٹھو' ہم سب حیران کہ حضرتؒ کو کیا ہوگیا ہے ابھی تو تین گھنٹے باقی

Marfat.com

ہیں۔ کہیں حضرتؒ ناراض تو نہیں ہو گئے بہر حال گاڑی میں بیٹھے کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ حضرتؒ نے ایسا کیوں کیا لیکن جب ایئر پورٹ پہنچے تو معلوم ہوا کہ جہاز کی روانگی میں چند منٹ باقی ہیں جہاز اپنے وقتِ مقررہ سے ۲ گھنٹے پہلے روانہ ہو رہا تھا' جلدی جلدی قانونی تقاضے پورے کر کے بمشکل سیٹ پر بیٹھا تو جہاز کی کھڑکیاں بند ہو گئیں اور جہاز روانہ ہوا اگر حضرتؒ جلدی نہ کرتے تو ہم جہاز تک کبھی نہ پہنچ پاتے۔

لیکن میری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ حضرتؒ کو جہاز جلدی جانے کی اطلاع کیسے ملی۔ میں تو اسے حضرتؒ کی کرامت سمجھتا ہوں۔

میرا حضرتؒ سے دیرینہ تعلق رہا ہے پہلی ہی ملاقات میں ان کو دیکھتے ہی میرے دل پر ان کی عظمت و بزرگی کا گہرا اثر مرتب ہوا

وہ جا بھی چکے حسن کی پرچھائیں دکھا کر
اور میری جبیں در پر جھکی ہے تو جھکی ہے

حضرت حاجی صاحبؒ زمانہ طالب علمی سے میرے محسن ہیں مجھ گناہ گار سے بے حد شفقتوں اور عنایات کا معاملہ فرمایا میرے دین کے حوالے سے تھوڑے بہت جو کام ہیں وہ میرے اساتذہ اور والدین کی طرح حضرت حاجی صاحبؒ کے لئے بھی صدقہ جاریہ ہیں۔

اسی نسبت شفقت و عنایت اور ان سے تعلقِ خاطر کے پیش نظر چند دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ آپ کی حیاتِ طیبہ کے متعلق ایسا جامع تذکرہ مرتب کروں جس میں آپ کے سوانحی خاکہ کے ساتھ آپ کی سیرت و کردار اور علمی و روحانی کمالات کو اجاگر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں برادر مکرم حضرت علامہ مولانا قاری مشتاق احمد عباسی مدظلہ

Marfat.com

مدیر اعلیٰ ..ماہنامہ الہادی،، کراچی اگرچہ ماہنامہ الہادی کا حضرت حاجی صاحب پر خصوصی نمبر شائع کر کے کوئے سبقت لے گئے ہیں **والفضل للمتقدم** احقر بھی ان ہی کی فراہم کردہ بنیادوں پر اپنی عمارت کھڑی کر رہا ہے **واجرهم علی اللّٰہ**

حضرتؒ کی شخصیت کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سارا کام ایک روحانی مربی اور شیخ وقت کی حیثیت سے کیا اور لوگوں کو پیغام دیا کہ تجدید واحیاء دین کا کام حکومتی سرپرستی اور سیاسی پارٹی بنائے بغیر بھی ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔

وہ لوگ جو احیاء دین کی جدوجہد کے معاملہ میں اپنے آپ کو بالکل بے بس اور بے دست و پا مجبور ہے ہیں۔

حضرت کی جدوجہد اور طریق کار سے بہت کچھ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں اس طریق کار کیلئے ہر جگہ اور ہر وقت راستہ کھلا ہے لیکن جن کی تشفی وقت کے چلتے ہوئے سیاسی نعروں سے ہوتی ہے ان کا کوئی علاج نہیں۔

شاید ان سب باتوں کا خیال کر کے میرے مخدوم زادہ برادر مکرم الحاج امیر احمد صاحب تقاضا کر رہے تھے کہ میں حضرتؒ کا تذکرہ مرتب کروں کیونکہ ان کے حالات و واقعات آج بھی اپنی سادگی کے باوجود دلوں پر تیرونشتر کا کام کرتے ہیں۔ 'درد و محبت' جذب و مستی کے ساتھ 'اتباع سنت' احترام شریعت اور حدیث نبوی کے ساتھ عشق کا جیسا نمونہ ان کی زندگی میں ملتا ہے۔

وہ اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے اس بناء پر امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ ان کے حالات و واقعات سے استفادہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگا ذکر و فکر اور یاد خدا کے حلقے بنیں گے۔

دنیا کی بے ثباتی سے بددلی اور خلوت کی محبت پیدا ہوگی۔ دین و دنیا کے امور میں مستعدی پیدا ہوگی دنیا مشکل اور دین آسان ہوتا جائے گا **ان شاء اللّٰہ**۔

Marfat.com

چسکا لگا کے یادِ خدا کا حضور نے بیزارِ کاروبار و مشاغل بنا دیا
دلدادہ کر دیا مجھے خلوت کا آپ نے اس بزم بے ثبات سے بددل بنا دیا
دینی امور میں تو کیا ہے کو مستعد اور دنیوی امور میں کاہل بنا دیا
مشکل تھا دین، سہل تھی دنیا اب آپ نے مشکل کو سہل، سہل کو مشکل بنا دیا

عبدالقیوم حقانی
یکم شوال ۱۴۲۳ھ

❀❀❀

Marfat.com

باب: ۱

پیدائش' ابتدائی تعلیم و تربیت' اساتذہ کرام ترکِ ملازمت اور قرآن کی خدمت

دنیا میں ایسے لوگ بہت کم پیدا ہوئے ہیں جو اپنے ماحول کی ناسازگاری کے باوجود کارزارِ حیات میں قدم بڑھاتے ہیں تو آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ملک وقوم کے ممتاز لوگوں کاکابر کی صفِ اول میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بھرپور زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت ہوتی ہے۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ شدید مجاہدات میں گذرتا ہے لیکن ان کے قویٰ اور ان کی ہمت جواب نہیں دیتی۔

وہی ہیں مرد جن پر یاس کے سائے نہیں پڑتے
وہ بڑھ کر تند طوفانوں سے ٹکرایا ہی کرتے ہیں

قدرت تکوینی طور پر ایسے لوگوں کو اندازِ جہان بانی سکھا دیتی ہے جب یہ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اپنے پیچھے ایک عظیم الشان تاریخ اور شاندار کردار چھوڑ جاتے ہیں زمانہ حاضر پر جب ہم نظر ڈال کر تجسس کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان مجاہد

Marfat.com

ہستیوں میں جنہوں نے اپنی ذاتی محنت و کاوش سے دنیا کے سامنے ایک عظیم کردار پیش کیا اُن میں مفسرِ قرآن جناب الحاج محمد احمد صاحبؒ کی ذاتِ گرامی آخری نمونہ تھی ۔اس شمع علم وعرفان کے گُل ہو جانے کے بعد محفل تاریک اور فضا اداس نظر آتی ہے لیکن

خزاں کے بعد دورِ فصلِ گُل آتا ہے گلشن میں
چمن والو! خزاں میں پھول مرجھایا ہی کرتے ہیں
مرے مذہب میں کیفیؔ جُرم ہے احساسِ مایوسی
مسلمان داستانِ عظمت کی دہرایا ہی کرتے ہیں

پیدائش:

مفسرِ قرآن الحاج محمد احمد صاحبؒ یکم جولائی ۱۹۰۸ء کو الٰہ آباد کے محلّہ بانسمنڈی بابو گھاٹ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والدِ محترم کا نام شیخ ضمیر احمد تھا، نسبی اعتبار سے حضرت حاجی صاحبؒ شیخ صدیقی ہیں۔

ددھیال کا تعلق سیوہارہ ضلع بجنور اور ننھیال کا تعلق شید کوٹ بجنور۔یو پی۔انڈیا سے تھا آپ کے والد تجارت پیشہ تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

حضرت حاجی صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔۱۹۲۰ء میں تقریباً بارہ سال کی عمر میں سکول میں داخل ہوئے ۱۹۲۷ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس کے بعد ۱۹۲۹ء میں ایف اے اور ۱۹۳۱ء میں بی اے کا امتحان پاس کر کے تعلیم مکمل کی

ذہانت اور قوتِ حافظہ:

ربّ ذوالجلال نے جن مخصوص کمالات و اوصاف سے آپ کو نوازا تھا ان

84655

Marfat.com

میں سے ایک قوت حافظہ کا کمال بھی تھا۔ آپؒ انتہائی ذہین تھے۔ اظہار تشکر کے طور پر کبھی کبھی فرمایا کرتے۔

عالم شباب میں حق تعالیٰ نے ایسی قوت حافظہ اور قوت یادداشت عطا فرمائی تھی کہ اگر کسی کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لیتا تو پھر اس کے مضامین سالہا سال گزر جانے کے بعد بھی بحمد اللہ یاد رہتے تھے۔

نہ صرف کتاب سے دیکھا ہوا مسئلہ یاد رہتا بلکہ اس کتاب کا صفحہ اور حوالہ بھی یاد رہتا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ اپنے بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کو فرماتے کہ فلاں مسئلہ یا فلاں بات فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں دیکھو جب کتاب کو دیکھا جاتا تو مسئلہ مذکورہ بعینہٖ اس جگہ موجود ہوتا۔

اساتذہ کا اجمالی تذکرہ:

طالب علمی کے دور میں آپ کو ایسے اساتذہ ملے جو اگرچہ گمنام لوگ تھے لیکن تقویٰ و طہارت اور عبادت و ریاضت کے اعتبار سے اپنے وقت کے جنید بغدادیؒ اور شبلیؒ تھے۔

جن عظیم ہستیوں کے زیر عاطفت میں آپ نے تعلیم و تربیت کے مراحل طے کئے ان میں مولوی انتظام حسین، شیخ مقرب اللہ، مولانا محمد عثمان، مولانا جلال الدین، مولوی عبد الحفیظ اور مولوی محمد عیسیٰ الہ آبادی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام و احسان اور فضل و کرم تھا کہ سکول کی زندگی کی ابتداء ہی سے علمائے حقانی و ربانی سے تعلق نصیب ہوا اس وقت یہ علم بھی نہیں تھا کہ حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب الہ آبادی حضرت تھانویؒ کے اجل رفقاء میں سے ہیں۔

Marfat.com

میرے دوسرے استاد حضرت مولانا جلال الدین صاحب بھی ایک بزرگ اور درویش صفت، صاحب تصنیف عالم حقانی تھے۔ دوسرے اساتذہ بھی حضرت تھانویؒ کے منتسبین و معتقدین میں سے تھے جس کا اس وقت احقر کو علم نہ تھا۔

مگر ان حضرات سے عربی و اردو تعلیم کے تعلق صحبت و محبت کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے جامع شریعت و طریقت، حامی سنت، ماحیٔ بدعت، قطب الاقطاب سراج الاولیاء، اشرف العلماء، قدوۃ السالکین، قطب العارفین، حکیم الامۃ مجدد الملۃ الحافظ الحاج الشاہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ نور اللہ مرقدہ کے دربار میں پہنچایا اور آستانہ عالیہ اشرفیہ کے غلامان میں منسلک ہونا نصیب فرمایا

اور حضرت اقدس کے تعلق کی برکت اور آپ کی تصنیفات و تالیفات، ملفوظات و مواعظ کے مطالعہ سے صحیح اسلامی دینی تعلیم اور حقیقی تصوف کا علم نصیب ہوا۔ حضرت اقدس کی تعلیمات سے علم تجوید کے حصول کا شوق پیدا ہوا، تو حق تعالیٰ کی تائید غیبی سے یہ صورت پیدا ہوئی۔

کہ سہارنپور کی جامع مسجد کے خطیب جناب الحاج الحافظ القاری عبدالخالق صاحب (جو مشہور قاری جناب عبدالمالک صاحب کے برادر کلاں تھے اور جن کی والدہ صاحبہ نے دس سال مکہ معظّمہ میں ان دونوں حضرات کو صرف علم تجوید کے کمال کے حصول کے لئے رکھا تھا) کے ایک شاگرد خاص جناب قاری اکبر شاہ صاحب جو اس وقت دھرہ دون انڈیا میں مقیم تھے ان سے تقریباً ایک سال میں متعدد کتب تجوید سبقاً سبقاً پڑھیں اور پورا قرآن کریم تجوید سے پڑھا اور مشق کی۔ (الھادی نمبر۱۲)

Marfat.com

آغازِ کار، روشن مستقبل کی ضمانت:

ظاہری اعتبار سے حضرت حاجی صاحبؒ ایک خود رو پودا تھے جو اپنی فطری صلاحیتوں کے تحت پروان چڑھ رہا تھا اور نشو ونما پا رہا تھا لیکن فی الحقیقت دستِ قدرت آپ کو خود اس روشن مستقبل کے لئے تیار کر رہا تھا جس کے لئے آپ کو پیدا کیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم وفضل سے فطری ذہانت وذکاوت اور خرقِ عادت کے مرتبہ میں اخاذ طبیعت، علوم وفنون اور دقائق وحقائق کے سمجھنے اور پرکھنے کی استعداد واہلیت، گہرائیوں میں اتر جانے والی دقیق وعمیق نظر اور غضب کے حافظہ سے سرفراز فرمایا تھا۔

بالفاظ دیگر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی ؒ کے علوم ومعارف کے فروغ اور ترویج واشاعت کیلئے آپ کو تیار کیا تھا۔

حضرت حاجی صاحبؒ اگرچہ اصطلاحی عالم دین نہ تھے مگر اکابر علماء اور صلحائے امت کی صحبت کیمیا اثر نے ان کو کندن بنادیا تھا۔

شادی اور ملازمت:

۱۹۳۱ء میں جب آپ عصری علوم کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو آپ کی شادی ہوگئی ایف اے کرنے کے بعد ۱۹۲۹ء میں خانگی حالات وضروریات کے تحت حضرت حاجی صاحبؒ نے سروے آف انڈیا ڈیرہ دون میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر سروے آف پاکستان کے محکمہ میں پہلے راولپنڈی اور پھر کراچی میں اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔

۱۹۶۸ء میں گزیٹڈ آفیسر کی حیثیت سے ایڈمنسٹریٹر آفیسر کی پوسٹ سے

Marfat.com

ریٹائرڈ ہوئے۔آپؒ کے محکمے کے اعلیٰ افسران آپؒ کی بے حد عزت کرتے تھے وہ آپ کے شریفانہ اخلاق اور علمی قابلیت کے ہمیشہ معترف رہے۔

جب آپ پر قرآن کریم کی ترویج واشاعت اور درسِ قرآن کے اثرات غالب آ گئے تو آپ نے سرکاری نوکری چھوڑ دی اور دین اسلام اور خدمت قرآن میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

❀❀❀

Marfat.com

باب: ۲

خشیت وتقویٰ، سلسلہ بیعت، حسن معاشرت اور پابندی شریعت

اگر کوئی شخص اسلام کی تمام تعلیمات کا خلاصہ ایک لفظ میں بتانا چاہے تو وہ لفظ تقویٰ ہے مثلاً ایک شخص تنہائی میں ہے یا کسی عہدے کا بااختیار افسر ہے اس اختیار کی وجہ سے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ تنہائی میں گناہ کرنے میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں اس عالم میں انسان کے دل میں گناہ کرنے کا داعیہ، جذبہ اور تقاضا پیدا ہو جائے لیکن انسان گناہ کو صرف اس وجہ سے چھوڑ دے کہ مجھے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ رب ذوالجلال کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اپنے ایک ایک عمل کا جواب دینا ہے اس کا نام تقویٰ ہے ساری طریقت اور شریعت کا حاصل بھی یہی ہے کہ یہ خوف دل میں پیدا ہو جائے کہ مجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے پیش ہونا ہے ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہے۔

تمام عبادات کا خلاصہ تقویٰ ہے:

تمام عبادات کا مقصد اور خلاصہ تقویٰ ہے، حج کا منشی تقویٰ ہے روزے کا

Marfat.com

نچوڑ اور خلاصہ بھی تقویٰ ہے' قربانی سے غرض بھی تقویٰ کا حصول ہے۔ آخرت میں جنت کا وعدہ بھی متقی لوگوں کے لئے ہے' تقویٰ کا اصل تعلق ظاہر سے نہیں باطن سے ہے جسم سے نہیں دل سے ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنے جانثاروں اور وفاداروں کے مجمع میں دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا التقویٰ ھٰھُنا تقویٰ یہاں ہے۔

> تقویٰ یہ ہے کہ دل میں حلال وحرام کی اور خیر وشر کی خلش پیدا ہو جائے جب دل میں یہ خلش پیدا ہو جاتی ہے تو نیکی کرنا آسان اور برائی کرنا مشکل ہو جاتا ہے جب دل میں یہ خلش پیدا ہو جاتی ہے تو انسان اللہ کے خوف سے اپنے خون پسینے کی کمائی میں بھی احتیاط کرتا ہے اسے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کہیں میرا ہاتھ حرام کی طرف تو نہیں اٹھ رہا کہیں میں سرکاری مال میں خیانت کا مرتکب تو نہیں ہو رہا۔

تقویٰ کا ثمرہ:

یہی احساس مطلوب ہے کیونکہ اگر یہ احساس پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک دنیا سے جرائم نہیں مٹ سکتے مالی بدعنوانیاں ختم نہیں ہوسکتیں چاہے ان کے سدِ باب کیلئے کتنی ہی کمیٹیاں کیوں نہ بنالی جائیں۔ انسدادِ رشوت کے کتنے محکمے کیوں نہ بنا لیئے جائیں اور ہر ہر محکمے میں فوج کے پہرے بٹھا دیئے جائیں۔ آج جرائم کو روکنے کیلئے پولیس کے اوپر دوسری پولیس اور ایک محکمے کے اوپر دوسرا محکمہ بنایا جارہا ہے قانون پر قانون بنایا جارہا ہے' قانون میں آئے روز ترامیم لائی جارہی ہیں لیکن قانون بر سر بازار نیلام ہوتا نظر آتا ہے محکمہ انسدادِ رشوت ستانی قائم ہے جس پر لاکھوں روپے خرچ ہورہے ہیں لیکن' مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آئے روز رشوت کے ریٹ میں اضافہ ہو رہا ہے آج تک دنیا میں کوئی ایسا نسخہ ایجاد نہیں ہوا جو جرائم کا یکسر خاتمہ

Marfat.com

کردے ہاں رات کے اندھیرے میں جنگل کی تنہائی میں اور واقتدار و اختیار کی کرسی پر کرپشن، بدعنوانیاں اور جرائم سے روکنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ ہے اللہ کا خوف، تقویٰ اور فکر آخرت۔

سلسلہ بیعت:

ہمارے اکابرؒ اپنے مریدین اور منتسبین کے دلوں میں یہی خوف خدا اجاگر کرنے کی کوشش فرماتے تھے خصوصاً حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی خانقاہ اصلاح اعمال واخلاق اور تربیت باطن کی درسگاہ تھی وہاں طالبان حق اپنے امراض باطنی کبر ونخوت، غرور وغصہ اور وساوس وغیرہ لیکر آتے تھے اور علاج کیلئے پیش ہوتے تھے اور یہاں مناسب نسخے تجویز کیئے جاتے تھے اور شفایاب ہوتے تھے حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحبؒ بھی حضرت تھانویؒ کے متعلقین اور مریدین میں سے تھے حضرت حاجی صاحبؒ کے نواسے مولانا مفتی حبیب احمد صاحب رقمطراز ہیں۔

بیعت، تجدید بیعت اور خلافت:

> حضرت ناناجی صاحبؒ کیم رمضان ۱۳۵۸ھ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے حضرت حکیم الامتؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے اور ان کے بعد مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری نور اللہ مرقدہ سے تجدید بیعت فرمائی مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری کے وصال کے بعد حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا تعلق جوڑ لیا اور حضرت مفتی صاحبؒ نے آپ کو خلافت سے بھی سرفراز فرمایا آپ کی رحلت کے بعد حضرت ناناجیؒ نے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت فرمائی اور حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے بھی ناناجی،

Marfat.com

کو خلافت سے نوازا۔ یہ ان اکابر کی صحبت کا فیض تھا کہ ناناجیؒ کی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزری اور اشاعت دین آپ کی زندگی کو جز و لازمی بن گیا تھا۔ بحوالہ الہادی نمبر ۲۱۸)

دو خلافتوں کے باوجود آخر تک مرید رہے:

ماہنامہ الہادی کے مدیر اعلیٰ جناب حافظ مشتاق احمد عباسی لکھتے ہیں کہ

حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحبؒ حضرت تھانویؒ کی صحبت و مجالس کے امین حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ سے مجاز بیعت تھے مگر کسی کو خلافت نہیں دی اور نہ ہی کسی کو بیعت کرتے تھے کیونکہ وہ خود کو اس قابل نہ سمجھتے تھے کہ مرشد بنیں بلکہ خود کو طالب و مرید سمجھتے تھے زندگی کے ہر معاملے میں حضرت تھانویؒ کی خصوصاً اور دیگر اکابر کی کتب کی طرف عموماً رجوع کرتے تھے۔ تعویز گنڈے سے احتراز کرتے تھے کئی مرتبہ احقر نے دیکھا کہ اپنے بیٹوں برادرم امیر احمد صاحب و خلیل احمد صاحب کو ڈانٹ رہے ہیں کہ وہ کسی کو تعویز دینے کی سفارش کررہے ہیں۔

پابندی شریعت:

حضرت حاجی صاحبؒ شریعت کے معمولی سے معمولی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے' شریعت کے معاملے میں ذرا بھی لچک نہ رکھتے بلکہ سختی کے ساتھ کاربند رہتے۔

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی گورنمنٹ ڈگری کالج کراچی رقمطراز ہیں۔

آپ سرکاری آفیسر رہے' مگر دفتر میں سرکاری سیاہی کبھی استعمال نہ فرمائی اس بنا پر کہ کسی وقت ذاتی کام کی لکھائی میں استعمال نہ ہو جائے جو کہ

Marfat.com

دیانت کے خلاف ہے حضرت حاجی صاحب کا معمول تھا کہ دفتری اوقات میں ظہر کی نماز باجماعت ادا فرماتے جتنا وقت نماز میں لگتا اتنا وقت مزید دفتری وقت چھٹی کے بعد لگاتے حالانکہ وہ وقت نماز میں گزرتا تھا

(بحوالہ الہادی ۳۰)

حسنِ معاشرت:

جناب حاجی توقیر حسن سابق سپرنٹنڈنٹ سروے آف پاکستان جنرل سیکرٹری سنہری مسجد پٹیل پاڑہ کراچی اپنے تاثرات لکھتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان کی اولاد اور ان کے قریبی رشتہ داروں کے سوا ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا مجھے زیادہ موقعہ ملا۔ مولوی محمد احمد صاحب سرکاری ملازمت میں تھے تو میں تقریبا ۱۹۵۰ء سے سروے آف پاکستان کے محکمہ میں اکاؤنٹ برانچ میں ان کے ساتھ منسلک رہا آفس ٹائم میں وہ خود بھی کام کرتے رہتے تھے اور ہمیں بھی کام میں لگائے رہتے تھے۔

ان کی موجودگی میں کسی کو ہنسی مذاق کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی وہ خود بھی ایمانداری سے کام کرتے تھے اور دوسروں کو بھی کام میں لگائے رکھتے تھے کسی کے ساتھ رعایت نہ کرتے ہیں۔

ایک دومرتبہ ان کے ساتھ راولپنڈی، مری اور کوئٹہ آڈٹ کے سلسلہ میں گیا وہ اپنے اسٹاف کا بھی خیال رکھتے تھے کہ کوئی بے ایمانی نہ کرے چنانچہ ریلوے جس کلاس میں وہ خود سفر کرتے تھے ہمیں بھی اس کلاس میں ساتھ بٹھاتے تھے۔

Marfat.com

چھٹی مل جائے گی:

۱۹۶۴ء میں انہوں نے حج پر جانے کا ذکر کیا تو میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ اپنی بیگم کے ساتھ جا رہے ہیں تو میری والدہ کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ انہوں نے فوراً کہا کہ میں کیا تمہاری اماں کا محرم ہوں تم کیوں نہیں جاتے تو میں نے کہا میرے پاس نہ پیسہ ہے اور نہ چار ماہ کی چھٹی کا امکان ہے انہوں نے کہا کہ چھٹی مل جائے گی اور فنڈ سے ایڈوانس بھی مل جائے گا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت درخواست دے دی اور گھر آ کر اماں جی سے کہا کہ حج کی تیاری کرو اماں جی کہنے لگی کہ تیرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو سب کچھ خرچ کر رہا ہے میں نے اماں جی سے کہا کہ جس نے بچے دیئے ہیں وہ خود ہی ان کا انتظام کرے گا۔

میرے پاس ۱۲۵ گز کا ناظم آباد نمبر ۵ میں ایک پلاٹ تھا جو میں نے تین ہزار روپے میں بیچ دیا اسی طرح مولوی محمد احمد صاحبؒ کے ساتھ ۱۹۶۴ء میں دس آدمیوں کے ساتھ جس میں پانچ عورتیں اور چھ مرد تھے پانی کے جہاز سفینہ حجاج سے روانہ ہو گئے مدینہ منورہ میں ۳۵ روز رہے اور اسی سے زیادہ مکہ مکرمہ میں رہے۔

ایک مکمل انسان:

جناب مرتضیٰ حسن قریشی سابق ڈپٹی ڈائیریکٹر سرویز جنرل آفس سروے آف پاکستان اپنے مشاہدات بیان کرتے ہیں۔

جناب مولوی محمد احمد صاحب مرحوم و مغفور اور میں پاکستان وجود میں آنے سے قبل ہی سے ایک ہی محکمہ میں ملازمت کرتے رہے ہیں لیکن ایک ساتھ

Marfat.com

کام کرنے کا موقع اور انتہائی قریب ہونے کی سعادت پاکستان وجود میں آنے کے بعد حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۸ء سے میں اور موصوف ایک ہی دفتر میں کام کرتے رہے اور رہائش بھی قریب رہی یعنی پڑوسیوں کی حیثیت سے رہے' شروع سے مولوی صاحب کو میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی کم گو' متحمل مزاج' نرم گو' معاملہ فہم' انتہائی مستقل مزاج' منصف مزاج' دینی احکام پر سختی سے پابندی کرنے والے' سچائی کے مقابلے میں بڑے سے بڑے خطرہ کو خاطر میں نہ لاتے اور بے خوف سچ پر عمل پیرا رہنے والے انسان کے طور پر ان کو دیکھا کبھی اپنے بچوں پر سختی کرتے نہیں دیکھا' لیکن اصولوں پر کسی طور پر بھی سودے بازی ہرگز قبول نہ فرماتے۔

حج پر جاتے اور آتے وقت سامان برابر تھا:

آپ جب حج پر تشریف لے گئے تو انتہائی مختصر سامان ساتھ تھا ایک دستی پنکھا بھی تھا جب حج سے واپسی کا پروگرام ہمیں معلوم ہوا تو ہم ان کے استقبال کے لئے ائیرپورٹ گئے مسافر اترنا شروع ہوئے ہر مسافر اپنے سامان سے لدا پھدا آ رہا تھا آپ بھی آتے نظر آئے دیکھا وہی سامان ہاتھ میں ہے جو لے گئے تھے اور وہ پنکھا بھی ہاتھ میں ہے جو دوران استعمال ٹوٹ گیا تھا۔

دفتر کی گاڑی میں نہیں جاؤں گا:

سب نے استقبال کیا سب عام روایت کے مطابق مختلف انداز میں جذبات کے اظہار میں مصروف ہو گئے مگر آپ انتہائی اطمینان وسکون سے ملے اور فوراً فرمایا کہ سفر مکمل ہونے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے اور دعا میں

Marfat.com

مصروف ہو گئے اختتام پر میں نے کہا کہ آیئے گاڑی میں بیٹھئے فوراً فرمایا کہ گاڑی دفتر کی لائے ہو۔ اس میں نہیں جاؤں گا میں نے کہا کہ دفتری گاڑی کے استعمال کے قانونی چارجز میں ادا کروں گا تب مسکرائے اور بیٹھ گئے یعنی اس وقت بھی آپ کو یہ وسوسہ ہوا کہ گاڑی کے ناجائز استعمال کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔

شادیوں میں سنت کی پابندی کا اہتمام:

محمد اقبال احمد صدیقی مرحوم لکھتے ہیں کہ

۱۹۳۶ء میں جناب حاجی محمد احمد صاحبؒ کی چھوٹی ہمشیرہ سے میری شادی طے پائی تو لڑکے والوں اور لڑکی والوں کے لئے ایک تحریری پمفلٹ بسلسلہ شادی تمام اصول وضوابط مطابق شریعت مطہرہ کے خود موصوف نے تحریر فرما کر طرفین کو پابند کیا کہ کوئی رسم ورواج ہرگز خلاف شرع نہیں ہوگا۔ بالآخر نومبر ۱۹۳۷ء میں ہماری بارات جب دوھرہ دون گئی

تو جناب حاجی صاحبؒ موصوف محلّہ دھاما والا دھرہ دون میں مع اہل وعیال کے مقیم تھے چنانچہ بارات کو تین یوم تک اپنے یہاں قیام کرایا اور تیسرے دن عصر اور مغرب کے درمیان نکاح ہوا B۲۵۰ کے بخوشی مہر مقرر ہوئے۔

ڈھولک کی آواز سے نفرت:

ان تین روزہ قیام بارات میں ایک رات کو جناب حاجی صاحبؒ کے پڑوس میں کسی مکان سے مستورات کے ڈھولک پر گانے بجانے کی آواز

Marfat.com

آئی تو موصوف نے قطعاً گوارا نہ فرمایا کہ میں اس کی آواز کو نہ سن سکوں اور فوراً ایک کمبل اٹھا کر دور کسی مسجد میں چلے گئے اور تمام رات گزار کر صبح بعد از نماز اشراق مکان پر واپس تشریف لائے دھرہ دون ایک پہاڑی علاقہ ہے نومبر میں وہاں شدید سردی ہوتی تھی لیکن موصوف نے سردی کی پروانہ کی اس وقت موصوف کی عمر ۳۲، ۳۳ سال ہوگی۔

بارات میں بھی نماز کے اہتمام کی تاکید:

واپسی بارات پر ٹرین میں جناب حاجی صاحب نے خود ایک لوٹا پانی بھر کر اپنی ہمشیرہ (دلہن) کے پاس رکھ دیا کہ ہرگز کوئی نماز قضا نہ کی جاوے یہ وضو کیلئے پانی رکھا ہے۔

سود سے اجتناب:

یہاں کراچی میں دوران ملازمت دفتر سروے آف پاکستان میں اپنے جی پی فنڈ کے سلسلہ میں حکومت پاکستان سے تقریباً ۲،۳ سال تک تحریری جدوجہد میں مصروف رہے۔

کہ میری اصل رقم جی پی فنڈ میں کوئی پیسہ سود منافع کا ہرگز ہرگز شامل نہ کیا جاوے چنانچہ بورنیشن اپنی جی پی فنڈ کی اصل رقم بلاسود منافع کے وصول فرمائی۔

سرکاری کاغذ کے استعمال سے اجتناب:

موصوف کو تقویٰ و پرہیزگاری کا اتنا خیال تھا کہ کبھی دفتر میں سرکاری قلم، کاغذ سے اپنا کوئی پرائیویٹ خط تحریر نہیں فرمایا کہ یہ سرکاری استعمال کے خلاف ہوگا۔

(بحوالہ الہادی نمبر ۱۵۳)

Marfat.com

کمال احتیاط:

حضرت صوفی عبدالمالک مہاجر مدنی مدظلہ نے فرمایا کہ

ایک مرتبہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کے ساتھ طواف میں شریک تھا طواف سے فراغت کے بعد فرمایا کہ میرے جیب میں جو ریال پڑے ہوں، نکال لیں میں نے نکالے فرمایا دوبارہ نکالو۔ تو کل ایک سوستر ریال نکالے فرمایا یہ صدقہ کردو اسلئے کہ دوران طواف بعض مرتبہ غیر اختیاری طور پر کسی خاتون کا جسم یا دوپٹہ کی ہوا لگ جاتی ہے اسلئے یہ صدقہ کردو۔

(الہادی ۲۰۱)

تقویٰ کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں فرمایا کہ نافرمانی کا تقاضا ہو اور پھر اس کو روکے اور اس کا غم اٹھائے۔ اس غم سے پھر تقویٰ کا نور پیدا ہوتا ہے پھر اسی تقویٰ پر اللہ کی طرف سے ہزاروں انعامات ملتے ہیں۔

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخ زیبا مجھ کو

❁❁❁

Marfat.com

باب: ۳

اتباعِ سنت' استقامت اور کرامت

ایک مسلمان کو حسب اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ' چال چلن' صورت و سیرت' فکر و عمل اور فیشن و کلچر بنائے۔ ہر عہد اور ہر ملک اور ہر قوم میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے۔

قہر ہو کہ مہر ہو جو کچھ بھی ہو
محبوب کی ہر اک ادا محبوب ہے

لہذا جو مسلمان ہوگا وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوگا۔ اس کی سنت کا فدائی ہوگا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل' یہی استقامت ہے یہی عین اسلام و ایمان اور یہی کرامت ہے۔

کشف و کرامت اور اتباع:

کرامتِ اولیاء میں اسباب طبعیہ کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ معجزات کی طرح براہ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحبِ معجزہ و صاحبِ

Marfat.com

کرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے مگر ان کا صدور بغیر واسطہ اولیاء وانبیاء کے نہیں ہوتا۔

کرامت کی حقیقت:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ معارف القرآن جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۱ میں لکھتے ہیں۔

ایک محسوس مثال سے اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ آپ جس کمرے میں بیٹھے ہیں اس میں بجلی کی روشنی بلب سے اور ہوا برقی پنکھے سے آپ کو پہنچ رہی ہے مگر یہ بلب اور پنکھا اس روشنی اور ہوا پہنچانے میں قطعاً خودمختار نہیں بلکہ ہر آن اس جوڑ (کنکشن) کے محتاج ہیں جو تار کے ذریعے پاور ہاؤس کے ساتھ ان کو حاصل ہے ایک سیکنڈ کیلئے یہ تار ٹوٹ جائے تو نہ بلب آپ کو روشنی دے سکتا ہے نہ پنکھا ہوا دے سکتا ہے کیونکہ درحقیقت وہ عمل بلب اور پنکھے کا ہے ہی نہیں بلکہ بجلی کی رو کا ہے جو پاور ہاؤس سے یہاں پہنچ رہی ہے انبیاء اور اولیاء اور سب فرشتے ہر عمل میں ہر کام میں ہر آن میں حق تعالیٰ کے محتاج ہیں اسی کی قدرت اور مشیت سے سب کام وجود میں آتے ہیں اگر چہ ظہور اس کا بلب اور پنکھے کی طرح انبیاء واولیاء کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔اس مثال سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان چیزوں کے صدور اور وجود میں اگر چہ اختیار انبیاء اور اولیاء کا نہیں مگر ان کا وجود با جود ان کے بالکل بے دخل بھی نہیں جیسے بلب اور پنکھے کے بغیر آپ کو روشنی اور ہوا نہیں پہنچ سکتی یہ معجزات وکرامات بھی انبیاء واولیاء کے بغیر نہیں ملتے۔

(معارف القرآن جلد اول ص ۱۰۱)

Marfat.com

اولیاء کے کرامات' انبیاء کے معجزات ہیں:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ دوسری جگہ رقمطراز ہیں۔

ہر ولی کے کمالات چوں کہ ان کے رسول وپیغمبر کے کمالات کا عکس اور انہی سے مستفاد ہوتے ہیں اسلئے امت کے اولیاء اللہ کے ہاتھوں جتنی کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے یہ سب رسول کے معجزات میں شمار ہوتے ہیں۔

(معارف القرآن جلد ششم ۵۸۶)

قطب زمان:

حضرت مولانا محمد احمد صاحب بھی گروہ اولیاء میں سے تھے حضرت مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی صاحب فرماتے ہیں۔

آپ قطب زمان تھے اتنی بڑی اہم بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے' نہ ہی یہ ہمارا مقام ومنصب ہے کہ اتنی بڑی بات کہہ سکیں البتہ اولیاء عظام کے اس منصب عظیم کے بارے میں حضرتؒ کے خاص دیرینہ رفیق واصل باللہ فنا فی الرسول حضرت الحاج صوفی عبدالمالک صاحب المدنی نے فرمائی حضرت صوفی صاحبؒ کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ آپ نے حضور رحمۃ العالمین کے روضہ اقدس کے جالیوں مبارک سے اندرونی حصہ مبارک کی تقریباً پینتیس سال تک خدمت کی ہے آپ صاحب کشف وکرامات ہیں آپ گذشتہ دنوں کراچی تشریف لائے ہوئے تھے حضرت الحاجؒ کے مکان شمالی ناظم آباد میں آپؒ کے صاحبزادے محترم الحاج امیر احمد صاحب کے ہاں تقریباً ایک ماہ قیام فرمایا اور ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ مرحوم حضرت الحاج محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وقت

Marfat.com

کے قطب تھے۔

کشفِ باطن:

حضرت صوفی عبدالمالک صاحب مدظلہ نے یہ بات بھی مجلس میں بتائی کہ

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ عمرے وحج کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے صبح کی نماز کے بعد طواف بیت اللہ فرمایا اور پھر مطاف میں بیٹھ گئے میں بھی حضرتؒ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا مجھ سے خصوصی اہمیت کے ساتھ پوچھا کہ اس وقت کتنے انسان طواف کر رہے ہوں گے میں نے عرض کیا کہ تقریباً ایک لاکھ۔ فرمایا ان میں سے مجھے صرف ایک انسان نظر آرہا ہے باقی انسان نظر نہیں آرہے۔ میں نے عرض کیا تو پھر کیا نظر آرہے ہیں فرمایا مختلف جانوروں کی شکلیں مثلاً گائے' بکریاں' کتے' بھیڑیے وغیرہ نظر آرہے ہیں اور ساتھ اس بات کو اپنی زندگی میں راز میں رکھنے کا حکم فرمایا

حضرت صوفی عبدالمالک صاحب کا تعارف:

مخدوم ومکرم جناب الحاج صوفی عبدالمالک صاحب کون ہیں احقر کاتب الحروف کی ایک مفصل تحریر نذر قارئین ہے۔

احقر (مولف) کے چھوٹے بیٹے محمد طاہر کو کچھ عرصہ قبل 1995ء میں شدید لاعلاج کینسر کا مرض لاحق ہوگیا تھا ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق ایک فیصد بچنے کی امید بھی نہیں تھی اس موقع پر پروردگار کی قدرت کا کرشمہ اور والدہ کی خدمت کو بیٹے کے معالجے پر ترجیح کے ثمرات ظاہر ہوئے اور خرقِ عادت کے طور پر بچہ کینسر کے مرض سے شفایاب ہوگیا اس موقع پر احقر (مولف) نے اپنے مہربان دعاگو اور بزرگ عالم دین

Marfat.com

حضرت مولانا حافظ ابراھیم بن احمد ایبجی مدظلہ کو مفصل خط لکھا تھا جواب ریکارڈ میں مل گیا ہے جناب الحاج صوفی عبدالمالک دامت برکاتھم کے تعارف کی غرض سے شریک اشاعت ہے پڑھنے والوں کو موصوف کے تعارف کے ساتھ ساتھ شاید والدہ کی خدمت اور قدم بوسی کی سعادت حاصل ہو اور دنیا و آخرت کے مشکلات رفع ہوں۔

والدہ کی دعا' لاعلاج کینسر کا کامیاب معالجہ:

مکرمی و محترم المقام جناب حضرت مولانا ابراھیم ایبجی صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ آپ حضرات کی دعائیں اور توجہ اور قلبی میلان تھا کہ اللہ کریم نے بظاہر وسائل کے قطعی انقطاع کے باوصف والدہ محترمہ کو حج بیت اللہ کی توفیق ارزانی فرمائی اور مجھے ان کے دعاؤں کے صدقے ان کی خدمت کا موقع عطا فرمایا آپ کی پرخلوص دعاؤں کے صدقے احقر کو سفر حج میں والدہ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی والدہ ماجدہ نے بھی اور احقر نے سفر حج کے تمام مقدس مقامات پر خصوصیت سے اپنے والدین' اساتذہ' مربیین اور محسنین کی طرح آپ حضرات و جملہ اہل خاندان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔

محمد طاہر کی بیماری:

میرا چھوٹا بیٹا محمد طاہر شدید بیمار تھا اور اسے دائیں پاؤں میں کینسر کی شکایت تھی جمعہ کے روز (جبکہ اتوار کو روانگی تھی) اسلام آباد کمپلیکس' اسلام آباد پی ایم ایچ اور ارنم ہسپتال پشاور اور دیگر تمام ڈاکٹروں اور

Marfat.com

اپنے بھی خواہوں کی یہ متفقہ رائے تھی کہ بچے کا پاؤں فوراً کاٹ دینا چاہیئے اور وہ اس میں کوئی ایک بال برابر کی گنجائش اور ایک دو منٹ کی تاخیر کے بھی روادار نہ تھے احقر کو ابھی تک حج کی منظوری کی اطلاع نہیں ملی تھی اور اسی کشمکش میں تھا کہ بچہ شدید علیل ہے اور ایک عذر معقول ہے' والدہ ماجدہ کے سامنے بھی یکم اپریل سے مسلسل بچے کی شدید علالت کا ذکر ہوتا رہا اور ڈاکٹروں کی رائے کا بھی' ہم چاہتے تھے کہ والدہ محترمہ کی زبان سے خود یہ نکلے کہ بچے کی شدید علالت کے پیش نظر حج کا پروگرام ملتوی ہو جانا چاہئے مگر آخر تک والدہ محترمہ کے منہ سے ایسا کلمہ نہیں نکلا بلکہ ان کا اصرار تھا کہ اسے اس سال حج کرا دینا چاہئے اور جب جمعہ کے روز ڈاکٹروں کے قطعی فیصلے آ گئے کہ پاؤں کٹنا چاہئے۔

حج کی منظوری:

ہفتے کے روز ہم اسی پریشانی میں تھے کہ ادھر سے حج کی منظوری کی اطلاع بھی آ گئی ایک مرتبہ دل میں یہی فیصلہ کیا کہ ایسی شدید ترین صورت حال میں جب شریعت بھی انسان کو معذور قرار دے تو حج کا پروگرام ملتوی ہونا چاہئے۔ التواء کے فیصلے سے والدہ بھی ناراض نہ ہوگی جب مریض کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو اس کی زندگی خطرے میں ہے مگر اسی لمحے دل میں خیال آیا اور قوی تر ہوتا چلا گیا کہ شاید اگلے سال والدہ کی خدمت کا موقع نہ مل سکے ان کی علالت اور صحت اس کی اجازت نہ دے۔

والدہ کی خدمت کو ترجیح:

اپنے ایک مہربان دوست پروفیسر افضل رضا صاحب نے کہا کہ آپ کعبہ اور

Marfat.com

قبلہ جا رہے ہیں دوسرا قبلہ والدہ ہے تو پھر پریشانی کیوں؟ سب کچھ خدا پر چھوڑ دیجئے بس یہ خیال اتنا پختہ ہوا کہ دوسرے خیال کی طرف توجہ ہی نہ رہی اور دل میں بچے کے مقابلہ میں والدہ کی خدمت کو ترجیح حاصل ہوگئی مگر والدہ ماجدہ کو ڈاکٹروں کی رائے نہیں بتائی کہ اس کو بچے کی شدید علالت اور خطرناک کینسر کا علم ہو کر اس کا حج خراب نہ ہو' اہلیہ کو بھی نہیں بتائی کہ وہ فوراً رونا دھونا اور ماتم شروع کر دے گی۔

صرف میرا بھانجا حافظ حبیب الرحمن اس راز سے باخبر تھا اسی روز اپنے خاندانی بزرگ بزرگوارم الحاج شیر علی خان صاحب کو خط لکھ دیا اور بڑی ہمشیرہ بھی پہنچ گئیں ان کو بھی ڈاکٹروں کا یہ فیصلہ نہیں بتایا البتہ ارنم ہسپتال کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر شیر محمد خان کو خط لکھ دیا کہ میرے بچے کو ہسپتال میں داخل کر دو اخراجات جو آئیں وہ ہم برداشت کرتے رہیں گے مگر پاؤں کاٹنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ بھی ڈاکٹروں سے معلوم ہوا تھا کہ ارنم کے معالجے پر کم از کم ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ ہم اتوار کے روز سفر حج پر روانہ ہوئے یہ غالباً یکم مئی تھی۔ ۱۲ مئی کو ارکان حج سے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ کیلئے روانگی ہوئی۔

گناہوں کا تحفہ' والدہ کا وسیلہ:

مگر میں خدا گواہ ہے طواف' عرفات' مزدلفہ' منیٰ کسی بھی مقام پر مناسک اور عبادات پر توجہ نہ دے سکا ہر طواف میں یہی دعا کرتا رہا یا اللہ! گناہوں کا تحفہ والدہ کا وسیلہ لایا ہوں اور کچھ بھی نہیں۔

صوفی عبدالمالک صاحب کے ہاں حاضری:

پھر مدینہ منورہ میں اپنے ایک بزرگ الحاج صوفی عبدالمالک صاحب بنگلہ دیشی عمر ۹۰ سال کی خدمت میں حاضری ہوئی وہ میرے دعا گو بھی ہیں

Marfat.com

اور بزرگ بھی ۔ جب میں جاتا ہوں تو ان سے ملاقات ہوتی ہے بعض اوقات ان کے ہاں قیام بھی ہوتا ہے' دعاؤں سے' توجہات سے نوازتے ہیں اور بعض خصوصی عنایات سے بھی نوازا ہے ان کے ہاں حاضری ہوئی 'انہوں نے دسترخوان رکھا' ضیافت کا اہتمام کیا اور اس دوران فرمایا حقانی صاحب! میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں خواب بہت کم دیکھتا ہوں خواب یہ ہے کہ مشفی العام (ہسپتال) مدینہ منورہ میں ایک ڈاکٹر صاحب ہیں اور ان کے ساتھ کچھ لوگ ہیں ایک سات سال کا بچہ لایا گیا تو بتایا گیا کہ اس کا پاؤں کاٹنا ہے میں نے کہا اس کا پاؤں نہ کاٹو' اس کا پاؤں نہ کاٹو اس کا پاؤں نہ کاٹو اور اس بچے کو چھوڑ دو' اس کے بعد میں بیدار ہو گیا انہوں نے مجھ گناہ گار سے پوچھا اس کی کیا تعبیر ہے میں نے عرض کیا حضرت! تعبیر ہو گئی فرمایا کیسے ہو گئی میں نے سارا پس منظر سنایا اور اپنی آپ بیتی بھی سنائی بلکہ اس سے قبل نہ تو ان کو اس قصہ کا علم تھا اور نہ انہیں کچھ کہا گیا تھا۔

صوفی عبدالمالک صاحب کی دعا:

پھر دعا کر دی اور بڑی دیر تک تضرع اور الحاح سے دعا کرتے رہے پھر فرمایا ٹیلیفون کرو پاکستان کو' میں نے فوراً رابطہ کیا تو حافظ حبیب الرحمٰن (بھانجے) نے بتایا کہ بچہ ارنم ہسپتال پشاور میں داخل ہوا اور چند روز کے بعد ڈاکٹروں کی رائے بدل گئی اور کہا کہ اب پاؤں کاٹے بغیر بھی علاج ممکن ہے بیماری کنٹرول ہو گئی ہے اب بچہ ہسپتال سے چین ہو کر گھر آ گیا ہے اور ٹھیک ہے میرے دل نے نہ مانا پھر بچے سے میری بات کرائی گئی تب تسلی ہوئی اس کے بعد والدہ ماجدہ کو حرم شریف میں ساری

Marfat.com

داستان سنائی تو پھر تو روتی بھی رہیں اور دعائیں بھی کرتی رہیں جب پاکستان واپسی ہوئی اور ائیر پورٹ پر اترے تو بچہ استقبال کیلئے موجود تھا اب بحمد للہ دوڑتا پھرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر شیر محمد خان صاحب مہربان ہوئے اور ہسپتال کی ادویات مفت کر دیں' ڈیڑھ دو لاکھ کے اخراجات سے بھی بچ گئے وللہ الحمد۔

اور کینسر ختم ہو گیا:

ایک سال بعد پھر ڈاکٹر شیر محمد خان نے کہا کہ اس نوعیت کا یہ پہلا کیس ہے ڈاکٹروں کے بورڈ کا فیصلہ ہے کہ بچے کا پاؤں کاٹا ہے میں نے اجازت نہ دی تو کہا اچھا ہڈی کا اپریشن کر کے یہ معلوم کرنے دیں کہ کینسر موجود ہے یا ختم ہو گیا ہے میں نے علماء کے مشورے سے اس کی اجازت دی' آپریشن ہوا ہڈی کی لیبارٹری کی رپورٹ آئی کہ کینسر بالکل ختم ہو گیا ہے ایک جرثومہ بھی باقی نہیں رہا وہ بچہ اب زندہ ہے' پانچ پارے قرآن یاد کر لیا ہے اپنی شکل وصورت عود کر آتی ہے والحمدللہ علی ذالک اسے میں والدہ ماجدہ کی خدمت کا نقد ثمرہ ہی کہہ سکتا ہوں یا پھر صوفی عبدالمالک صاحب اور آپ بزرگوں کی مخلصانہ دعاؤں کی برکت ہے اللہ کریم شکر گزاری کی اہلیت عطا فرمادے۔

یہ طویل خط اسلئے نقل کر دیا کہ کتاب میں جگہ جگہ حضرت صوفی عبدالمالک صاحب کا ذکر بھی آیا ہے مکاتیب بھی اور مختلف حوالہ جات بھی' اس تفصیلی تحریر سے ان کی عظمت و مقام کی بھی ایک جھلک سامنے آجاتی ہے۔

(ماہنامہ القاسم جلد ۲ ش ۷ ص ۳۵)

Marfat.com

بیہوش آسیب زدہ فوراً اٹھ بیٹھا:

مخدومزادہ برادرم امیر احمد صاحب نے بتایا

کہ ایک دن ہمارے محلہ کی مسجد الفلاح میں عصر کی نماز کے بعد مسجد میں ایک صاحب بیہوش ہو کر گر پڑے بہت سے نمازی اردگرد جمع ہو گئے ۔کوئی تلوے مل رہا تھا کوئی سر جسم وغیرہ کو حرکت دے رہا تھا مگر وہ آدمی افاقہ میں نہیں آرہا تھا اتنے میں حضرت والد صاحبؒ بھی آ گئے اور آ کر اس گرے ہوئے صاحب کے کان میں کچھ پڑھا بس پڑھنا ہی تھا کہ فوراً وہ صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے بعض لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ آیت افحسبتم انما خلقنا کم الخ پڑھی تھی۔

ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب جو کہ حضرتؒ کے خاص تعلق وعقیدت والوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ

حضرت حاجی صاحب مرحوم کا یہ واقعہ سن کر ایک مرتبہ میں نے پھر خود بھی اسی طرح آزمایا کہ ایک مسجد میں ایک آسیب زدہ بیہوش پر اسی طرح میں نے یہ آیت پڑھی تو زور سے آواز آئی کہ میں ابھی جاتا ہوں ابھی نکلتا ہوں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں میں گھبرا گیا کہ کہیں جن اس آدمی سے نکل کر مجھے نہ چپک جائے اور کہیں میں تماشہ نہ بن جاؤں لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی کوئی چیز اس آدمی سے نکلی اور وہ فوراً اٹھ کے بیٹھ گیا۔

(الہادی ص ۱۹۹)

گمشدہ فوراً مل گیا:

ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب کہتے ہیں

Marfat.com

کہ بڑا بورڈ کے علاقے کے پاس سے ایک شخص اغوا ہو گیا ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا ان کے متعلقین بہت پریشان تھے مجھ سے انکی پریشانی دیکھی نہ گئی میں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ وہ کوئی تعویز یا عمل بتلائیں تاکہ اس مصیبت سے نجات ملے حضرتؒ نے فرمایا کہ تعویز دیتا ہوں مگر تین شرطوں و باتوں کے ساتھ۔

(۱) کہ وہ اغوا شدہ مل جائے گا (۲) اس تعویز کے بارے میں کسی کو بتانا نہیں (اسلئے کہ حضرتؒ تعویز دینے سے احتراز فرماتے تھے) (۳) جب اغوا شدہ واپس آجائے تو یہ تعویز واپس کرنا ہے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں میں نے تینوں شرطیں مان لیں حضرتؒ نے تعویز دیا یہ حضرت کی کرامت تھی کہ وہ واقعی اغوا شدہ حیرت انگیز طریقے پر جلدی مل گیا۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ایک اور مرتبہ میں نے اسی تعویز کو کسی گمشدہ کیلئے دیا تو وہ بھی بحمد اللہ مل گیا (الہادی نمبر ۲۰۰)

حضور اقدس ﷺ کا پیغام تسلی:

حضرت حاجی صاحبؒ کمال درجہ کے عاشق رسول ﷺ بھی تھے جن دنوں حضرتؒ کی تفسیر درس قرآن کی کچھ لوگوں کی طرف سے بڑی شدومد سے مخالفت کی جارہی تھی حضرت حاجی صاحبؒ بڑے دل برداشتہ تھے انہی ایام میں سفر حجاز پیش آیا تو فرماتے تھے کہ

..میں نے مواجہ شریف میں بیٹھ کر بڑی مناجاتیں کیں اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس بارگاہِ نبوی میں رو رو کر رودادِ غم سناتا رہا۔ چنانچہ آواز آئی فاعف عنھم واصفح (القرآن)۔ آپ عفوودرگزر سے کام لیں

حضرت صوفی عبدالمالک صاحب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر میں بھی

Marfat.com

موجود تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابینا وامینا کی آواز مبارک میں نے خود سنی،،۔

صوفی عبدالمالک صاحبؒ کا ایک کشف:

حضرت حاجی صاحبؒ کی آرزو تھی کہ ان کی موت مدینۃ الرسول میں آ
مگر اللہ کی حکمت وشان تھی کہ یہ آرزو پوری نہ ہوئی حضرت صوفی عبدالمالک صاحب
مہاجر مدنی نے فرمایا میرا یقین واثق ہے کہ ان کا جسد مبارک مدینۃ الرسول منتقل ہو
ہوگا۔

باب السلام میں ملاقات:

جناب الحاج صوفی عبدالمالک صاحب نقشبندی مجددی المدنی مدینہ منورہ سے اپ
مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۳ ذوی الحجہ یوم الاثنین کو ہمارا روزہ تھا صفِ اول میں جناب شیخ محمد صاحب کے ساتھ روزہ افطار کیا محمد طاہر بھی ساتھ تھے روزہ افطار کر کے یہیں صفِ اول میں مغرب کی نماز پڑھی پھر عشاء کی نماز بھی ادا کی پھر عشاء کی نماز کے بعد مجھے شیخ محمد نے فرمایا کہ مولانا محمد احمد صاحب کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ ان کا خط آیا ہے آپ کو سلام عرض کیا ہے فرمانے لگے کہ وہ تو یہاں آئے ہوئے ہیں مجھے کل تو باب السلام پر ملے ہیں ان سے میری بات چیت ہوئی اور ملاقات ہوئی کیا وہ آپ کے ہاں نہیں آئے؟ وہ تو آپ کے خاص مہمان ہیں آپ کے پاس تو آئے ہوں گے میں نے دل میں سوچا کہ مولانا تو پہلے مجھے خط لکھتے ہیں پھر پروگرام بنا کر تشریف لاتے ہیں میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ شاید مولانا کسی اور جگہ ٹھہرے

Marfat.com

ہوئے ہوں گے۔کل صبح میں ان کو حرم شریف میں تلاش کرلوں گا چنانچہ آج بروز منگل بعداز نماز فجر میں نے باب السلام' باب عمر' باب جبریل 'باب الصدیق' باب الرحمۃ تمام مقامات پر آپ کو تلاش کیا مگر جن حضرات کو اس ملاقات کا اہل اور قابل سمجھا جاتا ہے صرف انہیں سے ملاقات کرائی جاتی ہے ہمارا یہ مقام کہاں ہے؟ حق سبحانہ وتعالٰی خرقِ عادت لاکھ لاکھ مبارک فرمائے۔اور مزید ترقیات اور نعمتوں سے مالا مال فرماوے آمین۔

صحبت ومجالس کے اثرات:

اللہ تعالٰی نے آپؒ کی مجلس ونظر میں بڑا اثر رکھا تھا جب آپ کسی پر خاص توجہ فرماتے تو ان کی زندگی بدل جاتی۔

ڈاکٹر انوار السلام شہیدؒ نے جب حضرتؒ سے تعلق قائم کیا تو ان کو دعا دی تھی کہ اللہ پاک ان کو نیک ومقبول شہرت عطا فرمائے چنانچہ شاید یہ شہرت شہادت پر منتج تھی کہ ڈاکٹر انوار السلام شہید حضرتؒ کی توجہ سے ایک ولی کامل بن گئے اور کچھ عرصہ بعد شہید بھی ہو گئے اور ان کی نیک نامی وشہرت کا چرچا پوری دنیا میں ہوا۔

مشہور آنکھوں کے ماہر سرجن ڈاکٹر سمیع اللہ کیلئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ ان کے ہاتھ اور علاج میں شفا عطا فرمائے چنانچہ آج وہ ایک مشہور کامیاب آنکھوں کے سرجن ہیں مخلوق خدا کی خدمت کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ چاہیں تو ماہانہ لاکھوں روپے کما سکتے ہیں مگر الحمد اللہ پیسہ کمانا مقصود نہیں بنایا (الہادی نمبر ۲۰۱)

Marfat.com

آپریشن کے وقت کرامت:

ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت حاجی صاحب مرحوم کی آنکھوں کا میں نے آپریشن کیا مجھے علم نہ تھا کہ حضرت کو کھانسی بھی لگی ہوئی ہے آپریشن کے وقت حضرت کی کھانسی شروع ہوگئی میں بے حد پریشان ہوا کہ کہیں آپریشن بگڑ نہ جائے میں نے حضرتؒ سے عرض کیا حضرتؒ نے کوئی خاص دعا کی یکدم وہ کھانسی ختم ہوگئی پھر ایک ماہ تک بالکل شکایت نہ رہی (الہادی ۲۰۲)

خواب میں بشارت:

مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی صاحب نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ کوئی نورانی شکل بزرگ تشریف فرما ہیں لوگوں کا مجمع لگا ہوا ہے لوگ زیارت کر کے جا رہے ہیں اور دوسروں کو زیارت کا موقع دے رہے ہیں جو بھی زیارت کر کے آتا ہے اس کے ساتھ ایک تیز قسم کی خوشبو مہکتی جاتی ہے احقر نے بھی جا کر زیارت کی تو وہ حضرت حاجی صاحب مرحوم تھے۔

باغِ جنت:

ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت باغ ہے اس میں حضرت حاجی صاحبؒ موجود ہیں اور نماز کی طرف جا رہے ہیں ممکن ہے یہ باغ جنت ہو۔

اسی طرح بہت سے عزیز و اقارب و احباء و معتقدین نے حضرتؒ کی بعد وفات زیارت کی اور بہت ہی خوش و خرم و شاداں و فرحاں پایا فللّٰه الحمد (الہادی ۲۰۳)

استقامت' سب سے بڑی کرامت:

حضرت حاجی صاحبؒ کی کرامات تو بہت زیادہ ہیں سب سے بڑی کرامت

Marfat.com

الاستقامة فوق الکرامۃ کے تحت ان کی دین سے وابستگی، دین کی ترویج و اشاعت اور اتباع سنت کا جذبہ ہے اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک خادم نے دس سال خدمت کرنے کے بعد اجازت چاہی اور عرض کیا حضرت! میں نے آپ کے پاس دس سال گزار دیے لیکن کوئی کرامت نہیں دیکھی تو حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ان دس سالوں میں تم نے مجھ سے خلاف سنت امور کا ارتکاب بھی دیکھا ہے؟ تو اس نے عرض کیا نہیں حضرت! میں نے خلاف سنت عمل نہیں دیکھا تو حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا اتباعِ سنت سے بڑھ کر کوئی کرامت ہے ہی نہیں۔

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے اے محمد ﷺ! اپنی امت سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب بنائے گا دوسرے مقام پر ارشاد ربّ ذوالجلال ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات مبارک میں اقتداء کا بہترین نمونہ ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک کاموں میں تقویٰ میں تواضع میں اور نفس کو ذلیل کرنے میں میری اتباع کرو۔

ہمیں اگر خدا اور رسول سے محبت ہے ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ سنت نبویہ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ آقائے دوجہاں نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے محمد عربی ﷺ کی ایک ایک سنت کی اتباع کی آپؐ کی پسند کو اپنی پسند اور آپؐ کی ناپسند کو اپنی ناپسند بنا دیا ذیل میں صحابہ کرامؓ کی اتباع سنت کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

محبوب کی سنت:

(۱) ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو کسی جنگ کے لئے رخصت فرمایا تو حضرتِ خالدؓ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ حضرتِ خالدؓ کی سواری کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کسی نے پوچھا آپ یا تو ان کو رخصت کر دیتے یا ساتھ دوسری سواری پر سوار ہو جاتے' پیدل کیوں چل رہے ہیں؟
آپ نے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو بحیثیت گورنر یمن کی طرف روانہ فرمایا تو حضرت معاذ بن جبلؓ سواری پر تھے اور حضور اکرم ؐ ان کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے اسلئے میں بھی آج اپنے محبوب کی سنت ادا کرنے کیلئے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں۔

(۲) حضرت علیؓ اونٹ پر سوار تھے آپ نے چند کلمات پڑھے۔ سبحان اللہ الحمدللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر۔ اونٹ کو چھچی ماری اور ہنس پڑے کسی نے پوچھا حضرت! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا حضور اکرم ﷺ کو میں نے دیکھا کہ اسی طرح اونٹ پر سوار ہوئے اور اسی طرح کلمات پڑھے اسی طرح چھچی ماری اور ہنسے تھے میں نے بھی اتباع نبویؐ میں ایسا کیا اندازہ کیجئے اتنی معمولی معمولی باتوں پر کس طرح صحابہ کرامؓ حضور اقدس ﷺ کا اتباع کرتے تھے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ مدینہ اور مکہ مکرمہ کے راستے میں سفر کرتے ہوئے ایک جگہ اونٹ سے اترے۔ ایک درخت کے نیچے ذرا دیر لیٹے' کچھ دیر آرام کیا اس کے بعد سوار ہوئے اور چل دیئے۔ کسی نے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس مقام پر اتنی دیر آرام فرمایا تھا میں نے بھی آپ کی سنت پر عمل کرنے کیلئے ایسا کیا۔

(۴) اسی طرح ایک موقعہ پر آپ اونٹ پر سوار سفر پر جا رہے تھے' ایک جگہ اونٹ

Marfat.com

سے اترے اونٹ کو بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گئے' پیشاب کرنے کی ہیئت بنائی پھر اٹھ کر چل دیئے کسی نے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے اسی جگہ پیشاب کیا تھا تو میں نے بھی آپ کی سنت پر عمل کرنے کیلئے ایسا کیا ہے اگرچہ پیشاب نہیں کیا چلو ہیئت تو آقائے نامدارؐ والی بن گئی ہے۔

(۵) حضرت حذیفہؓ ایک جگہ کے حاکم تھے' دورہ پر تشریف لے گئے۔ طعام کا بندوبست تھا جس میں مختلف قبیلوں کے سردار تھے کھانا کھاتے وقت آپ کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا آپ نے فوراً اٹھایا صاف کیا اور پھر اس کو تناول فرمایا وہاں کے مسلمانوں نے عرض کی حضرت غیر مسلموں کے سردار آئے ہوئے ہیں یہ کیا کہیں گے کہ مسلمان اتنے حقیر ہیں تو آپ نے غصے ہو کر فرمایا,, أأترک سنت حبیبی لھؤلاء الحمقاء ،، کیا میں ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیاری سنت کو چھوڑ دوں،،۔

اتباعِ سنت اور اکابرین امت:

اکابر علماء دیو بند نے محمد عربیؐ کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال کر آپ کے فرامین واحکامات سے عشق ومحبت کی وہ لازوال داستانیں چھوڑی ہیں جنہیں پڑھ کر 'سن کر ایمان منور ہو جاتا ہے۔ ذیل میں چند واقعات نذرِ قارئین ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا ایک واقعہ ہے کہ انگریز کے خلاف جب آپ نے تحریک چلائی تو انگریز حکومت نے آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے آپ ایک مقام پر چھپ گئے تین دن روپوش رہنے کے بعد باہر تشریف لائے خادم نے عرض کیا حضرت! ابھی آپ کی گرفتاری حکومت کو مطلوب ہے اسلئے آپ روپوش ہو جائیں تو حضرتؒ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کی سنت تین دن چھپنا ہے کیونکہ آپ ﷺ غارِ ثور میں تین دن ہی روپوش رہے تھے اسلئے محمد قاسم تین دن سے زیادہ نہیں چھپ سکتا۔

Marfat.com

• حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کا معمول تھا کہ وتر کے بعد کی نفلیں بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے کسی شاگرد نے عرض کیا حضرت ثواب کھڑے ہونے میں زیادہ ملتا ہے حضرتؒ نے فرمایا کہ سنت میرے محبوب ﷺ کی بیٹھ کر پڑھنا ہے اسلئے ثواب کی زیادتی کے لئے میں اپنے آقا ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

الحمدللہ اکابرین امت کی زندگی کو اگر اعتدال کے تناظر میں دیکھا جائے تعصب وضد کی عینک اتار کر تو اکابرین کا ہر ہر عمل سنت کے مطابق ہے تازیست ان کی زندگی کا معمول یہ تھا کہ خود مٹ جائیں لیکن آقائے نامدارؐ کی سنت نہ مٹنے پائے۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف صاحب اپنی تصنیف اطاعت رسول ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

،، ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیثؒ مدینہ منورہ میں جمعہ کے روز ادائیگی نماز کیلئے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے' آپ نے ایک نیا کرتہ زیبِ تن کیا ہوا تھا آپ نے محسوس کیا کہ یہ نصف ساق سے ذرا لمبا بنایا گیا ہے آپؒ نے خادم سے پوچھا تو سب نے اس کی تصدیق فرمائی' آپ نے دوسرا مبارک کرتہ منگوایا اور اس کو زیب تن فرمایا اور یہ فرمایا چونکہ یہ کرتہ خلاف سنت بنایا گیا ہے لہذا اس کو سنت کے مطابق تیار کروایا جائے،،۔

اس طرح کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ہیں جس میں اکابر نے ایک ایک قدم سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں اٹھایا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ بھی اپنے اکابر کے نمائندہ وترجمان تھے تقویٰ وعبادت کے اعلیٰ مقام پر فائز وعمل پیرا تھے محمد عربیؐ کے نقش قدم پر چلنا حرمین شریفین سے عشق ومحبت اور شعائر اسلام کا ادب واحترام اور ان کی عقیدت حضرت حاجی صاحبؒ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔

Marfat.com

مہرِ نبوت کا بوسہ:

حضرت حاجی صاحبؒ کے نواسے مولانا مفتی حبیب احمد آپ کے اہتمام سنت کے بارے میں اپنے چشم دید واقعات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

,,نانا جیؒ سنت نبویؐ کے ایسے عاشق تھے کہ ہمہ وقت سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوتے اور سنن سے محبت کا عالم کچھ ایسا تھا کہ مسنون عمل کے علاوہ کوئی عمل پسند ہی نہ تھا اور سنت نبوی کے اثرات آپ کے ریشہ ریشہ میں بس چکے تھے آپ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول کا صحیح مصداق تھے معمولات میں، شکل وصورت میں، لباس وخوراک میں سنت نبوی ﷺ کو بہت ہی زیادہ اہمیت دیتے تھے بندہ نے بارہا دیکھا کہ اہتمام سے بالکل امام صاحب کے پیچھے پہلی صف میں نماز پڑھنے کی کوشش فرماتے اور تقریباً ہر نماز کے بعد اوراد ووظائف کا بہت اہتمام رہتا۔ خاص کر مغرب کے بعد تو بہت ہی دیر سے واپسی ہوتی اور یہی ساری زندگی کی نمازوں کا اثر تھا کہ انتقال کے وقت جبکہ ہسپتال میں تھے نیم غنودگی کی کیفیت تھی کہ فجر کی اذان کی آواز آئی تو اسی حالت میں بندہ سے باصرار فرمانے لگے کہ: مجھے نماز پڑھاؤ ایک مرتبہ بندہ سے فرمانے لگے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور مہر نبوت کو بوسہ دیا اس وجہ سے میں نے اللہ رب العزت کی ذات عالی سے بڑی قوی امید باندھ رکھی ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا،،۔ (۲۲۱ [illegible])

سنتِ اعتکاف:

حضرت حاجی صاحب مرحومؒ نے اپنا سفر حرمین شریفین اپنی [illegible] ڈائری میں [illegible]

Marfat.com

لکھا اتباع سنت کا ایک واقعہ خود حضرتؒ کی زبانی ملاحظہ ہو۔

,, مسجد نبوی میں رمضان کے اخیر عشرے کا اعتکاف مسنون نصیب ہوا استوانہ سریر جہاں حضور ﷺ اعتکاف فرمایا کرتے اور رات کو آرام کیلئے آپؐ کا بستر بچھا دیا جاتا تھا وہاں دو رکعت نفل عصر سے قبل پڑھ کر دعا کی کہ یا اللہ رسول اللہ ﷺ کی سنتِ اعتکاف ادا کرنا چاہتا ہوں میری مدد فرما اور آپ کے جو اولیاء اور مقبولین و کاملین اعتکاف میں جو مسجد میں ہیں ان کے طفیل میں میری بھی اس نفل کو قبول فرمایئے اپنے ضعف و کمزوری کا عرض کیا پھر سلام کیلئے مواجہ شریف میں حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی اور جائے اعتکاف میں آ گیا،،۔

سنت پر عمل کے داعی:

حضرت حاجی صاحبؒ سنت کے عاشق اور سنت پر عمل کے داعی تھی مخدومزادہ گان حضرت مولانا مفتی حبیب احمد صاحب و مولانا حافظ منیر احمد صاحب نے بذریعہ ڈاک مسودات بھیجے ہیں جو حضرت کی اپنی قلم سے ہیں جو حضرتؒ جلی حروف میں بڑی سائز کے صفحات پر خود اپنے ہاتھوں سے لکھ کر مساجد میں آویزاں فرمایا کرتے تھے جن پر حضرتؒ کے اپنے ہاتھ سے احادیث کا ترجمہ اور مختلف موضوعات میں حضور اقدس ﷺ کے فرمودات تحریر ہیں جو بے حد نافع ہیں اور اگر اللہ نے توفیق دی تو انہیں علیحدہ کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے گا۔ آج مسلمان بھی اگر خلوص کے ساتھ' سنجیدگی سے اور ایمانداری کے ساتھ سنت پر عمل کریں تو دنیا جنت کا نمونہ بن جائے ہر کام بنتا چلا جائے ہر چیز میں برکت ہو حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنا علم' اپنی صلاحیتیں اور اپنا مال و متاع سنت پر عمل اور دعوتِ سنت کیلئے وقف کر دیا تھا۔ اخلاص ان کا شعار تھا اور نفس پرستی' خود پسندی اور ہر قسم کی عصبیت سے بالاتری ان کا خصوصی امتیاز ع

تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

Marfat.com

باب : ۴

قرآن سے شغف اور والہیت

قرآن مجید اسلام کی بنیادی کتاب ہے جس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے۔ قرآن مجید انسان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر افلاک و ثریا پر پہنچا دیتا ہے۔ یہی قرآن ہے جس نے عرب کے خانہ بدوشوں، صحرا نشینوں کو جن کے پاس پیٹ بھر کر کھانے کو تھا، نہ تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا میسر تھا، کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ جو ساربان تھے ان کو جہانبان بنا دیا، جہاں دار و جہان آراء بنا دیا۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

یہ قرآن مجید ہی کی برکت تھی کہ نبی کے غلاموں نے قیصر و کسریٰ کے تاج کو پاؤں سے روندا اور تخت سلطنت پر ایسے بے تکلف بیٹھے جیسے بوریے پر بیٹھتے ہیں۔

در شبستان حرا خلوت گزید   قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم   تا بہ تخت خسروی خوابیدہ قوم

غارِ حرا میں ایک کملی پوش نے چند راتیں گذاریں تو ایک منظم قوم پیدا کر دی، ایک حکومت

Marfat.com

بنادی۔ اس کی آنکھیں چند راتیں نیند سے محروم رہیں لیکن اس کی قوم تختِ خسروی کے قابل ہوگئی، اس نبی امّی کے غلام قیصر و کسریٰ کے تخت پر قابض ہو گئے۔

قرآن مجید مٹی کو اکسیر بناتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بے روگ قانون ہے، یہ دو دھاری تلوار ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ معانی و حقائق کا گراں قدر خزانہ ہے لیکن اس کی زبان عربی ہے۔ قرآن مجید شروع سے آخر تک منشائے الٰہی کا ترجمان ہے۔ مسلمان اس قرآن مجید میں اپنے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل مضمر سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک قرآن مجید کے ساتھ مسلمانوں کو گہرا شغف رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید مختلف موقعوں پر تھوڑا تھوڑا کر کے اترتا رہا۔ اس وقت بھی جو حالات و مسائل درپیش ہوتے تھے ان کے بارے میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں۔ اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما قرآن مجید کا مفہوم زیادہ آسانی سے سمجھتے تھے۔ اگر کہیں مشکل پیش آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ اپنی فہم و بصیرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہ اکابر صحابہؓ کے تفسیری بیانات تحریری شکل میں بھی اس زمانے میں آنے لگے تھے۔ خاص طور سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس سلسلے میں بہت کام کیا تھا۔

پھر تابعین نے ان بزرگوں کی روایات کو جمع کیا۔ اس طرح بہت سے تفسیری مجموعے مرتب ہو گئے اور انہی کی بنیاد پر آگے چل کر بڑی بڑی تفسیریں تیار ہوئیں۔

Marfat.com

ہندوستان میں یہ فن کب آیا؟ سب سے پہلے کس نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی؟ اس کی بالکل صحیح تعیین کرنا مشکل ہے لیکن ہمارے اکابر نے اس سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے علوم قرآن کی ترویج و اشاعت کا خصوصی ذوق مرحمت فرمایا تھا اور علمِ تفسیر کے ساتھ جو امتیازی اور معیاری مناسبت تامہ ان کو عطا فرمائی تھی، اس زمانے میں وہ ان ہی کا حصہ تھا۔

اکابرؒ کی کئی تفاسیر مثلاً حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیان القرآن، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی معارف القرآن، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی معارف القرآن اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوھارویؒ کی قصص القرآن اس خصوصی مناسبت اور کامل مہارت پر شاہد عدل ہیں۔

اس دورِ فساد و الحاد میں تفسیر قرآن کے نام سے جو تحریف اور تفسیر بالرائے کا فتنہ کبریٰ برپا ہے اس کے استیصال کے لئے اکابرین دیوبند کی تجدیدی اصلاحات اور گراں قدر خدمات بہت ہی اہمیت کی حامل اور لائق توجہ ہیں۔ سلف صالحین کے طریقہ تفسیر سے آزاد و بے نیاز ہو کر تفسیر بالرائے کے مضر اثرات سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے حضرت حاجی صاحبؒ کی مساعی جمیلہ بڑی ہی قابل قدر ہیں۔ ان سے استفادہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

تفسیر بالرائے کی مذمت:

تفسیر بالرائے کی مذمت قرآن وحدیث میں واضح طور پر آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **"من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد**

Marfat.com

أخطأ" (مشکوٰۃ) جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے گا وہ درست بھی ہو پھر بھی اس نے خطا کی۔

قرآن کریم کی تفسیر اور معنی کے بیان میں اپنی آزادانہ رائے کو دخل دینا اور من مانی تفسیر بیان کرنا شرعاً مذموم وممنوع ہے۔ قرآن کریم کے سیاق وسباق اور مسلمہ اصول و قواعد کو تفسیر میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے سلف کے بعد خلف میں جس طرح تحریف کرنے والے ظاہر ہوتے رہیں گے اس طرح انہیں میں علوم قرآن کے ایسے خادم بھی ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے جو محرفین کی تحریفات اور غلط تاویلات کی اصلاح کرتے ہیں۔

اس سنتِ الٰہیہ کے موافق اللہ رب العالمین نے حضرت حاجی صاحبؒ کے حساس قلب ودماغ میں تحریفِ قرآن اور تفسیر بالرائے کے استیصال اور اصلاح کے لئے تقاضا پیدا فرما کر حضرتِ والا کو اس کے مقابلے واصلاح کے لئے مخصوص وموفق فرما دیا گیا۔

اس وقت حضرت حاجی صاحبؒ کی ہمہ گیر تعلیمات، اصلاحی خدمات میں صرف ان تعلیمات وخدمات کا اجمالی تذکرہ مقصود ہے جن کا تعلق قرآن کریم کی تفسیر سے ہے۔ تفسیر میں حضرت حاجی صاحبؒ کا انداز عام فہم اور اکابر کی تفاسیر کا خلاصہ ہے اور انہوں نے اپنی طرف سے یا اپنی رائے سے کوئی تفسیر نہیں فرمائی۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی گواہی:

شہیدِ ختم نبوت حضرت مولانا یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

" جناب الحاج محمد احمد صاحب بنیادی طور پر انگریزی تعلیم یافتہ تھے۔ ایڈمنسٹریٹر آفیسر، سرویئر جنرل آفس، سروے آف پاکستان کے اعلیٰ عہدہ پر فائز

Marfat.com

تھے مگر قرآن وسنت کی تعلیم وترویج اور درسِ قرآن کی ترتیب واشاعت کے لئے انہوں نے اس عہدہ کو خیر باد کہہ دیا اور وہ کل وقتی اس دینی خدمت کے لئے فارغ ہو گئے۔"

قرآن سے گہرا شغف:

موصوف کو قرآن کریم کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق تھا؟ اس کا اندازہ ان کی اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے کہ

"دل میں یہ شوق تھا کہ قرآنی تعلیم جو دین اسلام اور ایمان کی جڑ اور بنیاد ہے، اور جس سے ابتداء میں امت میں انقلاب آیا اور جواب بھی اصلاح امت کے لئے نہایت ضروری لازمی ہے، اس کو عوام مسلمین کے سامنے پیش کیا جائے اور ہر مسجد و مدرسہ، اسکول و کالج میں اور ہر گھر کنبہ اور خاندان کے مردوں، عورتوں اور بچوں میں قرآنی تعلیم کو عام کیا جائے، مگر نہ ایسی جامع، معتبر، مستند، عام فہم آسان اردو زبان میں کوئی تفسیر دستیاب ہو سکی کہ جس کا روزانہ ایک درس دس پندرہ منٹ کا پڑھ کر سنایا جا سکے اور نہ اس شوق کو احقر پورا کر سکا اور اسی فکر اور حال وخیال سے پہلی مرتبہ جب ۱۹۶۱ء میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مسجد نبوی و روضہ مطہرہ فخر دو عالم سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین ﷺ کے لئے حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو اکثر مواجہ شریف میں صلوٰۃ وسلام کے بعد بارگاہِ رسالت میں دلی توجہ سے عرض کرتا کہ حضور! آپ کے دین کی کوئی خدمت مجھ احقر ناکارہ کو بھی نصیب ہو جائے کہ میرا حشر بھی حضور اقدس ﷺ کے دین کے خادموں کے ساتھ ہو جائے اور میں دین کے خدمت گذاروں میں

Marfat.com

شامل فرمالیا جاؤں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے کرم و توجہ حال اور اس احقر کی عاجزانہ درخواست کی منظوری کی شکل کچھ عرصہ بعد یوں سمجھ میں آئی اور اس طرح ظاہر ہوئی کہ یہ سلسلہ درسِ قرآن جواب ناظرین اور عام مسلمین کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ شروع ہو کر قریب پندرہ سال میں اس کے اختتام کی نوبت آئی۔ **فالحمد للہ رب العالمین۔**"

(الھادی نمبر، ص ۱۳)

قرآنی تعلیم کا بنیادی نقطۂ نظر:

حضرتِ مؤلف نے جب تفسیر درسِ قرآن کا عظیم سفر شروع کیا تھا اس وقت یہ یادگار تحریر لکھی تھی۔ بعد میں یہ سفر گیارہ ضخیم جلدوں پر اختتام پذیر ہوا۔

" قرآن کریم کی جو عزت و وقعت اور قدر و منزلت ایک مسلم کی نظر میں ہونی چاہیئے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مگر قرآن مجید جس طرح اپنے ماننے والے اہل اسلام کے لئے ہے، دوسرے سارے انسانوں کے لئے بھی ہے۔ اس کی جامعیت اور کاملیت کا یہ عالم ہے کہ یہ مبارک صحیفہ چودہ سو سال سے ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اس عرصہ میں انسانی ذہن و فکر کے زمین و آسمان بدل گئے، نظریات و خیالات میں کیسے کیسے انقلاب آئے، معاشرہ میں کتنی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ کبھی کوئی تہذیب آئی اور کبھی کوئی تمدن آیا۔ آج نام نہاد مغربی تہذیب اور تمدن کا دور دورہ ہے مگر ہر دور میں سلیم الطبع اور منصف مزاج انسانوں کو اپنی قلبی تسکین کے لئے اگر کوئی نسخہ کیمیا ملا تو وہ یہی قرآن کریم تھا۔

یہ نہ صرف انسانوں کی اخلاقی و مذہبی فلاح و بہبود کا سب سے اہم دستور نامہ

Marfat.com

ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی تمام دینی و دنیوی سرگرمیوں اور ان کے تمام علوم ہدایت کا اصلی سرچشمہ ہے۔ قرآنِ عظیم نے اخلاقیات، تہذیب وتمدن و معاشرت کا جو درس دیا ہے اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو اس سے محض اہل اسلام ہی بہرہ اندوز نہیں ہوئے بلکہ دنیا کی اکثر و بیشتر قومیں کم وبیش متاثر ہوتی رہی ہیں اور آج بعض اخلاقی اور تمدنی و معاشرتی اصول وقواعد جنہیں اغیار اپنے تہذیب وتمدن کا رکن رکین بتا کر ان پر فخر و ناز کرتی ہیں وہ دراصل اور حقیقتاً اسی تعلیم ربانی پر مبنی ہیں جو پہلی بار جناب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ آیاتِ قرآنی کی شکل میں دنیا کی مختلف اقوام تک آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل پہلے پہنچی تھی۔ چنانچہ ان غیر مسلم محققین نے جو بے جا تعصبِ مذہبی کا شکار نہیں رہے قرآنِ مجید کی عظمت اور اس کے مضامین کی رفعت اور اس کی راستی وصداقت کا اعتراف کیا ہے۔

بلاشبہ قرآن مجید نے دنیاوی زندگی کے ضروری اصول و قواعد مرتب فرمائے، قوموں کے عروج وزوال سے بحث کی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے قوانین، عادات واخلاق، معاملات، حقوق وآداب ان سب مباحث پر گفتگو فرمائی۔ مگر ان تمام امور میں اس کا بنیادی نقطۂ نظر اخروی سعادت ہے۔ اس حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآنِ مجید کی اصل دعوت انسان کو سعادتِ ابدی کی طرف بلانا ہے۔ وہ انسان کے ظاہر اور باطن کی ایسی تعمیر چاہتا ہے کہ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ خالق کائنات کی رضا حاصل ہو اور حیاتِ اخروی میں پورا پورا چین وسکون نصیب ہو۔ وہ عبد اور معبود کے رشتہ کو صحیح اصولوں پر

Marfat.com

استوار کرتا ہے اور وہ دنیاوی زندگی کو اخروی زندگی کی بنیاد بناتا ہے۔

قرآنی دعوت و تعلیم کا خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ قرآنی دعوت اور تعلیم بلاشبہ پوری انسانیت کے لئے آبِ حیات ہے اور اسی قرآنی تعلیم کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے علمائے اسلام نے قرآنِ کریم کے درس تدریس، معانی و مطالب اور اس کی توضیح و تشریح میں عمریں صرف کر دیں اور آج عربی، فارسی، اردو اور دیگر زبانوں میں تفاسیر قرآن کے جو بیش بہا مجموعے موجود ہیں وہ ان کی ان مساعی جمیلہ کی شاہد و آئینہ دار ہیں۔

یہ بالکل حقیقت ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہیں کہ اکابر، اسلاف اور علمائے اسلام نے جتنی محنت و کاوش، تحقیق و تدقیق قرآنِ کریم کے مطالعہ اور اس کی تعلیم و تبلیغ میں دکھائی ہے اس کی نظیر ملنا نہ صرف دشوار بلکہ محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تشریح و تفسیر قرآنی کا جو سلسلہ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں شروع ہوا تھا وہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

رجوع الی القرآن:

لیکن گذشتہ چند صدیوں میں دنیا کی حالت بہت بدل گئی ہے۔ عرصے سے ہر ملک اور قوم میں بتدریج مادیت کا غلبہ اور مذہبیت کا انحطاط اور زوال ہوتا رہا ہے اور اب تو کچھ ایسی فضا ساری و طاری ہے کہ چھوٹے اور بڑے، مرد و زن، جوان و پیر سب کے سب مذہب سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ دنیا میں یہ سائنسی دور ہے، دہریت و نیچریت کا عقیدہ واضح ہوتا جا رہا ہے حتیٰ کہ اب کہا

Marfat.com

جانے لگا ہے کہ انسان اب اتنی سائنس میں ترقی کر چکا ہے کہ اسے مذہب اور مذہبی کتابوں کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی اور اپنی عقل سے کام لے کر اور جدید مادہ پرست سائنس دانوں کی تعلیم و تلقین پر کار بند ہو کر تہذیب و اخلاق کے ان اعلیٰ مدارج و مراتب پر پہنچ سکتا ہے جہاں تک مذہب ان کی رہنمائی نہ کر سکا تھا۔ **استغفر اللّٰہ و لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ۔**

دہریت، لادینیت اور بدعقیدگی کے اس بادِ تند کے جھونکوں سے مسلمان اقوام بھی محفوظ نہیں رہیں اور مسلمانوں نے جب سے قرآن سے غفلت اور دین سے لاپرواہی برتی ان کی حالت بدلی اور نتیجہ یہ ہوا کہ نہ وہ ایمانی حوصلے ان میں رہے، نہ وہ اسلامی جوش و خروش۔ نہ فدویت اور ایثار کے نشانات ہیں، نہ بقائیت اور فنائیت کے جذبے۔ مسجدیں اور عبادت خانے سنسان، ویران اور غیر آباد ہیں مگر سینما، پکچر ہاؤس، تفریح گاہیں اور تماشہ گاہیں، نائٹ کلب اور لہو ولعب وفسق وفجور کے مقامات بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

لیکن دنیا کا یہ جدید دہریت و مادیت ولادینیت کا نظریہ کس قدر باطل اور بے اصل ہے، اس کا ثبوت وہ کشمکش، وہ بے چینی، وہ مناقشت اور نارواداری، وہ بہیمیت و بربریت ہے جس کے مظاہرے اکثر و بیشتر دیکھنے میں آتے ہیں اور دنیا کے ہر گوشے میں صاحبِ انصاف اور صاحب بصیرت لوگوں کو اس کا احساس ہے کہ مذہب سے بیگانگی اور بیزاری کا نتیجہ سوائے مصائب انسانی کے فراوانی کے اور کچھ نہ ہوا۔ گویا دہریت و مادیت کا تجربہ کر لینے کے بعد پھر مذہب وروحانیت کی طرف لوٹنے ہی میں عافیت اور چین وسکون کا نصیب ہونا

Marfat.com

نظر آنے لگا۔

مسلمانوں کا فرضِ اولین:

ہم اغیار کی کیا حکایت وشکایت کریں، ہمیں گلہ ہے تو مسلمانوں سے ہے کہ مسلمان قرآن اور اس کی تعلیمات کی عظمت کو کیوں بھلا بیٹھے۔ ہمارے آقا و سردار، سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین محبوبِ خالق ارض وسماء ﷺ **فداہ ابی و امی** نے اپنے آخری حج میں جو عظیم الشان خطبہ دیا اور، ملتِ اسلامیہ کو جو اہم وصیتیں فرمائیں ان میں سے ایک فقرہ یہ بھی تھا:

''لوگو! میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ جس کو اگر مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے، وہ قرآن ہے۔''

ہمارا فرض تو یہ تھا کہ جس امانتِ الٰہی کے ہم حامل تھے اور جس کتاب مبین، آسمانی رحمت، سرچشمہ ہدایت اور ذریعہ سعادتِ دارین کے ہم وارث تھے، اس کو سینہ سے لگائے رکھتے۔ خود اس کے عامل بن کر اقوامِ عالم تک اس کو پہنچاتے مگر افسوس صد افسوس! ہم اس کے بجائے دنیا کی خرافات میں پڑ گئے۔ مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ بن کر دشمنانِ دین یہود ونصاریٰ کی اتباع وتقلید کو مایۂ ناز اور قابل فخر سمجھنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے عقائد اور خیالات میں تفریق پیدا ہوگئی۔ نہ وہ وحدتِ اسلامی باقی رہی، نہ قوتِ ایمانی۔ دنیا بھی کھوئی اور دین بھی خراب کیا۔ ہم ہر طرح سے مارے گئے۔ کہیں محکومی اور غلامی اور کہیں بے کسی ولاچاری، ذلت ورسوائی یہ ہمارے حصے میں رہ گئی۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔

Marfat.com

ہمارا ماضی اور حال:

اس موقعہ پر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نظم بعنوان "ہمارا ماضی اور حال" سے کچھ اشعار یاد آ گئے جو ناظرین کی عبرت و نصیحت کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔

ہم سب ہی کچھ تھے مگر جبکہ مسلماں تھے ہم
پیروِ دین نبی حاملِ قرآن تھے ہم
ایک در چھوڑ کے ہم ہو گئے لاکھوں کے غلام
ہم نے آزادیٔ عرفی کا نہ سوچا انجام
دین فطرت پہ فدا حق کے پرستار تھے ہم
سب فضائل کے کمالات کے معیار تھے ہم
نقل کرتی تھیں سب اقوام ہماری ہیئت
فخر عالم تھے کبھی غیرت اغیار تھے ہم
آج افسوس کہ ہر قوم کے پامال ہیں ہم
کبھی ہندو کبھی انگریز کے نقال ہیں ہم
تھا کبھی ذوق عبادت کا مسلمانوں میں
اور سلیقہ تھا اطاعت کا کچھ انسانوں میں
فکرِ دنیا ہی فقط قبلہ و مقصود نہ تھا
ذکرِ حق ساتھ تھا بازاروں میں دکانوں میں
ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخواست ہوئی
اب ہر ایک عیب و خطا اپنے لئے راست ہوئی

Marfat.com

ہم میں وہ سیرتِ اسلاف وہ صورت نہ رہی
کفر سے ہم کو وہ نفرت وہ کدورت نہ رہی
ہے ہر اک لغو کی دنیا میں ضرورت ہم کو
مگر افسوس کہ سنت کی ضرورت نہ رہی
اب ہر اک عیب ہیں ہر ننگ ہیں ہر عار ہیں ہم
جو مرض ہی کو دوا سمجھے وہ بیمار ہیں ہم
چھوڑکر اپنی روش ہم ہوئے جدت کے شکار
نقد گم ہوگیا پایا نہیں موہوم ادھار
نقل غیروں کی اتاری تھی، وہ حاصل نہ ہوئی
ہنس کی چال چلے اپنی بھی بھولے رفتار
نہ وہ تقوی نہ دیانت نہ وہ وضعِ اسلاف
نہ وہ سیرت نہ وہ صورت نہ وہ پچھلے اوصاف

(درسِ قرآن، ص ۸، ج ۱)

قرآن زندگی کا اہم مشغلہ:

حضرت حاجی صاحبؒ کو قرآنِ پاک سے عشق تھا۔ خود بھی قرآن پڑھتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ یہی زندگی کا سب سے اہم مشغلہ تھا۔ جنوری ۱۹۶۳ء سے فجر کی نماز کے بعد درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور یہ سلسلہ نارتھ ناظم آباد منتقل ہونے کے بعد باقی رکھا گیا۔

گویا پاکستان بننے سے پہلے شروع ہونے والا یہ سلسلہ بالآخر ۱۹۷۶ء میں درسِ قرآن کی پہلی جلد شائع ہونے کی شکل میں سامنے آیا یہاں تک کہ گیارہ جلدوں کی ایک

Marfat.com

ضخیم تفسیر قرآن بنام درسِ قرآن تیار ہوگئی۔

درسِ قرآن کی وجہ تالیف:

حضرت حاجی صاحبؒ اس درسِ قرآن کو مرتب کرنے وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ایک عظیم الشان ذخیرہ علوم قرآن وحدیث کا اردو زبان میں موجود ہے۔ اب سے ۱۵۔۲۰ سال قبل کوئی تفسیر قرآن اردو زبان میں احقر کو ایسی نہ مل سکی جو آسان، عام فہم زبان میں ہو یعنی اس میں عالمانہ بحث و دلائل اور دقیق مضامین جو عوام الناس کی سمجھ سے باہر ہوں شامل نہ ہوں اور اس لائق ہو کہ بشکلِ درس روزانہ مسجد میں عام نمازیوں کو سنادی جائے اور اس میں تفسیر و تشریح بھی معتبر علمائے محققین اور سلف صالحین کی تفاسیر کے مطابق ہو اور قرآنی مضمون سے متعلق وہ بھی بیان کی گئی ہوں اور غیر مسلمین و معاندین کے اعتراضات مشہورہ اور شبہات معروضہ کے معقول و دل نشین طرز پر جوابات بھی ہوں۔

حال کے بعض گمراہ اور بے دین فرقوں مثلاً قادیانیوں، پرویزیوں، منکرین حدیث، کمیونسٹ، سوشلسٹ وغیرہ کی طرف سے جو غلط تفسیرات اور گمراہ کن تشریحات، قرآنی آیات کی پیش کی جاتی ہیں ان کی مناسب تردید بھی ہو۔ جن شرعی مسائل کی طرف آیات قرآنی میں اشارہ ہو اجمالاً یا تصریحاً اس کی متعلقہ تشریحات فقہ حنفیہ سے بیان کی گئی ہوں۔ ان جملہ صفات کی حامل مجھے کوئی ایک عام فہم تفسیر نہ مل سکی۔ یہ سلسلہ درس قرآن جو ناظرین اور عام مسلمین کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے، پندرہ سال میں اس کے اختتام کی نوبت آئی اور کئی

Marfat.com

مساجد میں طبع ہونے سے پہلے سنایا جا چکا ہے۔"

تالیف کا پس منظر:

مولاناؒ لکھتے ہیں:

" ۱۹۶۲ء میں درسِ قرآن کے نام سے چند رسائل میری نظر سے گذرے جو ادارہ تبلیغ و اصلاح لاہور نے شائع کئے تھے۔ ان رسائل کو دیکھ کر اور اس کا پیش لفظ پڑھ کر یہ شوق پید ہوا کہ درسِ قرآن اسی رسالہ سے پڑھ کر دیا جائے۔ گورنمنٹ کوارٹرز جہانگیر روڈ کراچی میں روزانہ ایک درس اس مذکورہ درسِ قرآن سے سنانے کا سلسلہ ۱۳ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء بروزِ جمعرات یعنی شبِ جمعہ سے شروع کر دیا گیا۔ اب درسِ قرآن شروع تو کر دیا گیا مگر مذکورہ درسِ قرآن میں مجھے بعض قابلِ اصلاح الفاظ اور قابلِ اعتراض جملے اور بعض غلط عبارات نظر آئیں۔ بعد میں شدت سے محسوس ہوا کہ اس مذکورہ درسِ قرآن کا عام نمازیوں کو سنانا بوجہ متعدد قابلِ اعتراض عبارات مناسب نہیں، لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک نیا درسِ قرآن ترتیب دیا جائے۔ جب چوتھی مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کے لئے کراچی سے ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۹ء، ۱۳ شعبان ۱۳۸۹ھ کو جدہ کے لئے روانہ ہوا تو بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت تک ۲۹ ویں پارہ کے نصف تک کا بیان جامع مسجد جہانگیر میں ہو چکا تھا۔ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۷۱ء جامع مسجد جہانگیر میں پورا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جو اسی مسجد میں ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۳ شعبان ۱۳۸۲ھ بروزِ جمعرات شروع کیا تھا۔

Marfat.com

ابتدائی پاروں کے جو درسِ قرآن، مطبوعہ ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور کی اصلاح اور کانٹ چھانٹ یا مناسب اضافہ کے ساتھ سنائے گئے تھے وہ اس نوعیت اور معیار کے نہ تھے جو درس بعد میں جملہ مذکورہ تفاسیر و کتب کے مطالعہ کے بعد لکھے گئے تھے۔ اول نصف قرآن کے درس دوبارہ لکھنے کا سلسلہ شروع کیا اور مسودات ایک ایک پارہ کے علیحدہ علیحدہ جمع کرتا گیا۔ چودہ پاروں کے درس ۲۹ رجب ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۸ جولائی ۱۹۷۶ء بعد نمازِ مغرب خاتمہ کو پہنچے۔"

درسِ قرآن کی ترتیب میں پیشِ نظر اصول اور خصوصیات:

(۱) قرآنی آیات کا لفظی ترجمہ حضرت تھانویؒ کا اختیار کیا گیا ہے۔ سوائے چند مقامات کے جہاں دوسرے اکابر کا مستند اردو ترجمہ مطابق تفسیر کے لکھا گیا ہے۔

(۲) تشریحی ترجمہ بھی درس میں تفسیر بیان القرآن مؤلفہ حضرت تھانویؒ سے لیا گیا ہے۔

(۳) دوسری تفاسیر اور کتب سے عموماً وہی تشریح و تفسیر درس میں لی گئی ہے جو بیان القرآن سے مطابقت رکھتی ہے۔

(۴) اکثر درس میں تشریح اور تفسیر کے دوران جہاں مناسب اور ضروری سمجھا گیا وہاں اہم مفسر کی تصریح کر کے ان کی عبارت مع حوالہ کتاب سے نقل کی گئی ہے ورنہ علمائے محققین یا مفسرین کرام کا قول کہہ کر عبارت کو نقل کر دیا گیا ہے۔

(۵) چونکہ یہ درسِ قرآن خاص طور پر عوام الناس اور طلبہ و طالبات کے

Marfat.com

لئے مرتب کیا گیا ہے ایسے دقیق مضامین جو عوام کی استعداد اور سمجھ سے باہر ہوں اختیار نہیں کئے گئے۔

(۶) عام قارئین کی سہولت اور صحیح تلفظ کی غرض سے اس درسِ قرآن میں اسماء و اعلام اور تاریخی مقامات و جگہوں کے نام اعراب کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

(۷) ہر سورۃ کے ابتدائی درس میں سورۃ کی وجہ تسمیہ، مقام و زمانہ نزول، فضیلت و خصوصیت، تعدادِ آیات، کلمات و رکوعات، تاریخی پس منظر، خلاصہ مضامین سورہ وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔

(۸) ہر سورۃ کے اختتام میں سورہ کے ہر رکوع کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے تاکہ ختم سورۃ کے بعد پوری سورہ کے مضامین کا مفہوم پھر تازہ ہو جائے۔

(۹) ہر درس میں گذشتہ درس سے ربط اور اگلے درس کا تعلق بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰) عموماً درس پندرہ منٹ کے وقت میں پڑھنے کا ترتیب دیا گیا ہے۔ اگر کوئی درس طویل مضمون اور تفسیر و تشریح پر مشتمل ہے تو اس کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

(۱۱) قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح کے ساتھ متعلقہ احادیثِ نبوی ﷺ بمع ضروری شرح بھی بیان کی گئی ہیں۔

(۱۲) درس کے مضمون کی مناسبت سے غیر مسلموں، گمراہ بے دین فرقوں کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا ازالہ اور ان کے الزام کی تردید کی کوشش

Marfat.com

بھی کی گئی ہے۔

(۱۳) ہر درس میں تفسیر وتشریح کے بعد جو عبرت ونصیحت، مسائل واحکام، وعید وبشارت ہے اس کا بیان بھی التزام کے ساتھ کیا گیا ہے۔

(۱۴) قرآنی آیت یا آیات کی مناسبت سے جہاں خیال کیا گیا متعلقہ فقہی مسائل حنفی مسلک سے بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۵) بعض قرآنی آیات سے مجرب عملیات بھی نقل کر دیئے گئے ہیں۔

گذارشات کے اسلوب:

یہ درسِ قرآن اس زمانہ میں تحریر کیا گیا ہے جب کہ پاکستان میں دین کے حقیقی دردمندوں کو خون کے آنسو رونے پڑ رہے تھے۔ بے دینی کا دور دورہ تھا، کہیں قادیانی، اسلام اور مسلمانوں کی جڑ کاٹنے میں لگے ہوئے تھے، کہیں پرویزیت کے جال پھیلائے جا رہے تھے، کہیں منکرین حدیث نے زور پکڑ رکھا تھا اس لئے احقر مؤلف کا لہجہ کہیں کچھ سخت اور الفاظِ تنبیہ میں کچھ تشدد سا آ گیا ہے جس میں مؤلف کو معذور سمجھا جائے۔

درسِ قرآن کے ترجمہ کی عام اجازت:

مؤلف کی طرف سے عام اجازت ہے کہ اگر کوئی صاحبِ علم وفضل یا ادارہ بغرض تبلیغ دین اس کا پورا پورا ترجمہ کسی دوسری زبان مثلاً سندھی، پشتو، بنگالی، فارسی، انگریزی، ہندی، چینی، جاپانی، فرانسیسی، جرمنی، ترکی وغیرہ زبانوں میں کرنا چاہیں تو مؤلف کی طرف سے اس کی اجازت ہے۔

مگر مؤلف کی طرف سے شرط ہے کہ یہ ملحوظ رہے کہ عبارت درسِ قرآن کی

Marfat.com

پوری کی پوری ترجمہ کریں، اختصار کر کے پھر ترجمہ کرنا یہ مناسب نہیں اور اس میں بعض خدشات ہیں اس لئے ایسا نہ کیا جائے۔

درسِ قرآن کی طباعتی تفصیلات

درسِ قرآن جلد اول:

تفسیر: سورہ فاتحہ و سورہ بقرہ۔

ناشر: تبلیغ القرآن ٹرسٹ، چوتھی منزل، نلسن بلڈنگ چندریگر روڈ کراچی۔

ادارہ اشاعت القرآن۔اے ۴۲۷، بلاک ایچ، شمالی ناظم آباد، کراچی۔

اشاعت اول: ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۷ء

اشاعتِ دوم: ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء

مطبع: مشہور آفسٹ پریس کراچی۔

تمام جلدوں کا طابع و ناشر یہی ادارہ ہے۔تفسیر کے آغاز میں چہل حدیث در فضائلِ قرآن کے نام سے جمع کر دیں۔اس کے بعد مزید چہل حدیث بعض قرآنی سورتوں کے فضائل والی جمع کر دیں۔اس کے بعد قرآنی دعائیں ۲۳ صفحات پر جمع کر دیں۔ص ۱/۱۷ سے قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست بحسابِ ترتیب تلاوت بمع تعدادِ رکوعات و آیات ذکر ہیں۔

ص ۱/۹۴ سے فہرست مضامین جلد ا کی ہے جس میں ہر درسِ قرآن کو جدا جدا نمبر دے کر درس نمبر ایک، نمبر دو، اس طرح جلد اول میں ۵۸ درس ہیں۔ص ۱/۱۴۷ سے تفسیر کا آغاز ہوتا ہے۔موصوف ہر آیت کا ترجمہ، متن قرآن کے نیچے لکھتے ہیں۔پھر تفسیر و تشریح کے عنوان سے ہر آیت کی تفسیر انتہائی آسان اردو

Marfat.com

میں عوامی لب ولہجہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ علمی اصطلاحات کے استعمال کرنے سے ممکن حد تک احتراز کیا ہے۔ جلد اول کے ۸۲۴ صفحات ہیں۔

جلدِ دوم:

تفسیر: سورہ آل عمران و سورہ نساء پر مشتمل ہے۔

اس جلد پر بے شمار علماء کی تقاریظ موجود ہیں۔ اس کے بعد مختلف رسائل، جرائد کی آراء ہیں۔ ص ۱/ ۳۳ سے فہرست دروسِ قرآن ہے۔ ص ۱/ ۱۲۳ سے دروسِ قرآن کا آغاز ہوتا ہے۔ اس میں ۳۲۷ تک دروسِ قرآن سورہ آل عمران ونساء ہیں۔ اس جلد کے ۹۰۴ صفحات ہیں۔ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ میں جلد دوم پہلی دفعہ چھپ کر شائع ہوئی۔

جلدِ سوم:

سورہ مائدہ و سورہ الانعام پر مشتمل ہے۔ آغاز جلد میں کچھ تقاریظ، اس سے بعد فہرست مضامین ہے۔ صفحہ ۸۱ سے تفسیر کا آغاز ہوتا ہے۔ اس جلد کے ۶۲۰ صفحات ہیں۔ پہلی دفعہ شوال ۱۴۰۱ھ مطابق اگست ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔

جلدِ چہارم:

سورۃ الاعراف، سورۃ الانفال، سورۃ التوبہ پر مشتمل ہے۔ آغاز میں کچھ افراد کے خطوط وتقریظات ہیں۔ اس جلد کے ۸۸۰ صفحات ہیں۔ طبع اول رمضان ۱۴۰۲ھ مطابق جون ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔

جلدِ پنجم:

سورہ یونس، سورہ ھود، سورہ یوسف، سورہ رعد و سورہ ابراہیم پر مشتمل ہے۔ اس

Marfat.com

جلد کے ۷۰۸ صفحات ہیں۔ پہلی مرتبہ ۱۴۰۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔

جلدِ ششم:

سورۃ النجم، سورہ بنی اسرائیل، سورۃ الکہف، سورہ مریم اور سورہ طٰہٰ پر مشتمل ہے۔ اسکے ۸۱۶ صفحات ہیں۔ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء شائع ہوئی۔

جلدِ ہفتم:

سورہ الانبیاء، الحج، المومنون، النور، الفرقان، الشعراء اور النمل پر مشتمل ہے۔ اس جلد کے ۸۷۱ صفحات ہیں۔ شوال ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء پہلی دفعہ طبع ہوئی۔

جلدِ ہشتم:

سورہ القصص، العنکبوت، الروم، لقمان، السجدہ، الاحزاب، سباء، فاطر و یٰسین پر مشتمل ہے۔ اس جلد کے ۸۸۴ صفحات ہیں۔ شوال ۱۴۰۵ھ مطابق جولائی ۱۹۸۵ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی۔

جلدِ نہم:

سورہ الصّٰفّٰت، الزمر، المومن، حٰم السجدہ، الشوریٰ، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف، محمدؐ اور سورہ الحجرات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کے ۹۹۲ صفحات ہیں۔ شعبان ۱۴۰۶ھ مطابق اپریل ۱۹۸۶ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی۔

جلدِ دہم:

سورہ ق سے سورہ التحریم تک ہے۔ اس جلد کے ۷۳۱ صفحات ہیں۔ شعبان

Marfat.com

۱۴۰۷ھ مطابق اپریل ۱۹۸۷ء میں پہلی دفعہ طبع ہوئی۔

جلدِ یازدہم:

سورہ تبارک الذی سے سورۃ الناس تک ہے۔ اس جلد کے ۹۵۲ صفحات ہیں۔ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ مطابق جنوری ۱۹۸۸ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہماری رشد و ہدایت کے لئے اپنے فصیح و بلیغ کلام کو نازل فرمایا لیکن ہم نے قرآن کو پڑھا ہی نہیں، سمجھا ہی نہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر
اور ہم خوار ہوئے ہیں تارکِ قرآن ہوکر

آج ہر آدمی پریشان ہے، ۷۵ فیصد لوگ مسکن ادویات استعمال کرتے ہیں لیکن نیند نہیں آتی کیونکہ ہر طرف عریانی ہے، بے حیائی ہے، فحاشی ہے، گندے گندے گانے اور فلموں نے نوجوان نسل کو تباہ کر دیا ہے۔

مسلمانو! اطمینان وسکون گندے گانوں میں نہیں، انڈیا کی فحش فلموں میں نہیں، قیل وقال میں نہیں بلکہ صرف اور صرف تلاوت قرآن اور ذکرِ الٰہی میں ہے۔ جو شخص قرآن سے جتنا تعلق مضبوط کرے گا، رب ذوالجلال اسے اتنا ہی بلند و معزز و مکرم بنائیں گے۔ اللہ ہمیں قرآن سمجھنے، سیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر ہمارے مخدوم و مکرم حضرت حاجی صاحبؒ نے قرآن کی تعلیمات کو عام اور آسان کر دیا ہے۔ روزانہ ایک درس پڑھیے، پڑھائیے، سنئے، سنائیے۔ دس پندرہ منٹ قرآن کی تلاوت، ترجمہ اور تفسیر کے لئے وقف کر دیجئے، ہدایت کمائیے، اجر وثواب حاصل کیجئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے رب کا منشا معلوم کر کے دنیا میں جنت کے مزے اٹھائیے۔

Marfat.com

منظوم خراج عقیدت:

جناب ڈاکٹر سید اظہر الدین اظہرؔ مقیم لندن نے جب پہلی بار درس قرآن دیکھا تو بے اختیار دل کی کیفیات اور تاثرات منظوم ہو کر چھلک پڑے لیجئے آپ بھی حظِ وافر حاصل کیجئے۔

درس قرآن میں جس وقت پڑھا کرتا ہوں — شکر اللہ کا سو بار ادا کرتا ہوں
نور ہی نور نظر آئے گا آ کر دیکھو — درسِ قرآن کو سینے سے لگا کر دیکھو
اس قدر سہل اور آسان کہ حیرانی ہے — اہل ایمان کیلئے تحفہ لاثانی ہے
درس قرآن کی تعریف بیاں ہو کیوں کر — بن پڑھے کشف وکرمات عیاں ہو کیونکر
درس قرآن پڑھا کر جو پریشانی ہے — اس صحیفے میں نہاں رحمتِ یزدانی ہے
گھر کی زینت کو نہ چاندی ہے نہ سونا لازم — درسِ قرآن کا ہر گھر میں ہے ہونا لازم
مدرسوں میں اسے بچوں کو پڑھایا جائے — کالجوں میں اسے طلبہ کو سنایا جائے
گھر میں ہر فرد کو پڑھ پڑھ کے بتایا جائے — روز کچھ دیر کا معمول بنایا جائے
کارخانوں میں مہم اس کا چلایا جائے — جو ہیں گمراہ انہیں راہ پہ لایا جائے
چشمہ درس گر جیل میں جاری ہو جائے — خوف اللہ کا ہر شخص پہ طاری ہو جائے
دیں جو دختر کو پدر جہیز میں درس قرآں — دلہا دلہن کا سلامت رہے پیہم ایماں
ہر محلے میں ہر اک گاؤں میں ہر ہر گھر میں — درسِ قرآن ہو تقسیم زمانے بھر میں
کر دے اللہ مصنف پہ عنایت کر دے — درس قرآن کی جلدوں کی اشاعت کر دے
قاضی صاحب کے نہ ممنون ہوں کیونکر احباب — خطہ پاک سے لے آئے ہیں در نایاب

آج اظہرؔ کی بھی مقبول دعا ہو یارب
خضرؔ کی عمر مصنف کو عطا ہو یارب

Marfat.com

باب : ۵

شخصیت و کردار اور صفاتِ حمیدہ

سالہا در کعبہ و بت خانہ مے نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

حضرت الحاج محمد احمد صاحبؒ ایک صاحبِ دل بزرگ، مفسرِ قرآن اور تقویٰ و طہارت، ذوقِ عبادت و انابت الی اللہ کی دولت سے مالا مال دردمند شخصیت تھے۔ ان کو قدرت نے گویا دین کی خدمت اور ترویج و اشاعتِ قرآن ہی کے لئے بنایا تھا۔ وہ سرتاپا علومِ نبوت کے معارف سے مزیّن اور قرآن کے نور سے منوّر تھے۔

مؤلف کا حضرت حاجی صاحبؒ سے تعلق:

احقر کو اپنے زمانہ طالب علمی بلکہ ابتداء شعور ہی سے ان سے وارفتگی، گرویدگی اور والہیت کا تعلق تھا۔ ان کے تفسیری مضامین، ان کی گفتگو اور ان کی مجلس و صحبت موثر اور اصلاحِ باطن کا نسخہ اکسیر تھی۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی دینی، علمی اور روحانی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ موصوف کے مزاج میں سلامتِ طبع، فقہ و مسائل میں اعتدال، سیاست میں حزم و احتیاط، ردِ فرقِ باطلہ میں حکمت و مصلحت اور دانائی اپنے شیوخ اور

Marfat.com

اکابر حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کے مزاج و مذاق کا پرتو تھی۔ احقر کی حضرتؒ سے کئی بالمشافہ ملاقاتیں ہوئیں۔ جب احقر دارالعلوم حقانیہ میں درجہ موقوف علیہ کا طالب علم تھا تب بھی اور جب چکوال میں مدرس تھا تب بھی اور اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے زمانہ تدریس میں بھی حضرت حاجی صاحبؒ سے مکاتبت، مراسلت اور اہم علمی کاموں میں مشوروں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

پیکرِ شفقت و محبت:

موصوف احقر کی صغرسنی، کم علمی، کج سوادی پر کبھی کبیدہ خاطر نہیں ہوئے بلکہ قدم قدم پر مخلصانہ اور خیر خواہانہ مشورہ دیا کرتے تھے اور بھرپور رہنمائی فرماتے تھے۔ ان کی جرح میں بھی محبت، شفقت، اصلاح و تربیت اور کامل خلوص کی آمیزش سے یوں محسوس ہوتا گویا زخم پر مرہم رکھ رہے ہیں۔

جب احقر ۱۹۸۲ء میں اپنے شیخ اور محسن و مربی محدثِ کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے حکم پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں درس و تدریس اور امالی ترمذی کی ترتیب و تدوین کے کام پر مامور ہوا اور حضرت حاجی صاحبؒ موصوف کو میرے اس کام کا علم ہوا تو حدِ درجہ ہمت آفرینی فرمائی۔ مبارکبادی کا خط بھیجا۔ پھر مسلسل مکاتبت ہوتی رہی۔

ماہنامہ الحق میں میرے مضامین اور ادارتی کالم بقول ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ میں سمجھتا تھا یہ ان کی مجھ گناہگار کے ساتھ محبت و حوصلہ افزائی اور تشجیع تھی ورنہ ایک طفلِ مکتب کی تحریر کیا ہوگی اور اس کا ادب و انشا اور معیار تو ظاہر ہے بے کار ہی تھا۔

Marfat.com

دفاعِ امام ابوحنیفہ پر تبریک و تشجیع:

احقر نے جب اپنی پہلی کتاب دفاعِ امام ابوحنیفہ لکھی تو موصوف نے بڑی شفقت محبت سے مجھے مبارکباد کا پیغام ارسال کیا اور ارشاد فرمایا علمی کام، تدریسی کام اور ذوق علم تدریس مبارک ہو۔ دفاعِ امام ابوحنیفہ کا لفظ لفظ پڑھا، مفید مشوروں سے نوازا، بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی۔

شفقتوں کی انتہا:

ہمارے اکابر کا ایک خصوصی امتیاز اور خاص وصف یہ رہا ہے کہ وہ چھوٹوں کو اٹھاتے، بڑھاتے اور ان کو آگے لاتے ہیں اور اس عمل کو اپنے لئے راحت جان سمجھتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ موصوف بھی اسی مزاج اور مذاق کے آدمی تھے۔ گروہی تعصب کے بجائے وحدت امت کا درد رکھتے تھے اس لئے مجھ جیسے دور افتادہ، بے سواد کم علم اور ایک کنج گمنامی میں کام کرنے والے ذرۂ بے مقدار کو بھی بار بار تشجیع دلا دلا کر منزل مقصود تک پہنچانے میں ایک محرک کے طور پر مصروف عمل تھے۔

جب بھی ہمارے ہاں سے کوئی طالب علم، کوئی استاد، کوئی عالم دین اور کوئی واقفِ کار حضرتؒ کے ہاں جاتا، حضرتؒ ہم گناہگاروں کی بھی خیریت دریافت فرماتے، احوال میں دلچسپی لیتے اور ڈھیروں تذکرہ کر کے اتنا نوازتے، اتنا نوازتے کہ صاحب تذکرہ یہ سمجھتا گویا ان کے تمام جذبات اور محبتوں کا مرکز میری ہی ذات ہے۔ حوصلہ افزائی، تشجیع اور اصاغر نوازی کی ایسی مثالیں بہت کم نظر آتی ہیں۔

واجرهم علی الله۔

Marfat.com

تواضع وانکساری:

کمال تواضع یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ کے صحبت یافتہ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ سے مجاز بیعت ہونے کے باوجود کسی کو خلافت نہیں دی اور نہ ہی کسی کو بیعت کیا کیونکہ وہ خود کو اس قابل نہ سمجھتے تھے کہ مرشد بنیں بلکہ وہ خود کو طالب و مرید سمجھتے تھے۔

حضرت حاجی صاحبؒ علم و عمل کے پیکر، سادہ مزاج اور انتہائی متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ نام و نمود کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے اس لئے آپ نے نہ خود اپنی سوانح حیات قلم بند کی اور نہ دوسروں سے اس طرف توجہ دلائی۔ لوگ معمولی تصنیفی، تالیفی کام کرتے ہیں تو اس کے لئے تقریبات رونمائی کراتے ہیں اور اپنی شہرت کراتے ہیں۔ حضرتؒ نے درس قرآن جتنی بڑی تفسیر لکھنے پر بھی خود کو کنج گمنامی میں گوشہ نشین رکھا۔ کبھی اپنی تعریف پسند نہیں کی۔ اگر کبھی خواب میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جاتی تو اس کا بھی کسی سے تذکرہ نہ فرماتے۔

خوردوں کو بزرگوں کا مقام دیتے تھے:

۱۹۹۳ء میں جب احقر معروف سکالر برادر محترم حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کی دعوت پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ کی معیت میں کراچی گیا اور چار پانچ روز جلسے اور استقبالیئے رہے تو حضرت حاجی صاحبؒ وقت نکال کر میرے پاس جامعہ بنوریہ تشریف لائے، ملاقات سے سرفراز فرمایا، دعائیں دیں اور حرمین شریفین کے تحائف عنایت فرمائے اور ہم خوردوں کو بزرگوں کا مقام بخشا۔ **واجرھم علی اللہ۔**

Marfat.com

ابھی تو ہماری اصلاح نہیں ہوئی:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:

"حضرت حاجی صاحبؒ پر فنائیت کا غلبہ تھا، سادگی اور خدا خوفی ان کی رگ رگ میں رچی ہوئی تھی۔ ظاہری ہیئت کو دیکھ کر اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ اتنے بڑے آدمی ہیں۔ ان کی فنائیت کا یہ عالم تھا کہ کئی اکابر سے مجاز بیعت ہونے کے باوجود انہوں نے زندگی بھر کسی کو بیعت نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کو اجازت خلافت دی۔ فرماتے: بھائی! ابھی تک تو ہماری اصلاح نہیں ہوئی، ہم دوسروں کو کیسے بیعت کریں۔ حضرت حاجی صاحب اگرچہ اصطلاحی عالم نہیں تھے مگر اہل علم اور صلحائے امت کی صحبت کیمیا اثر نے ان کو کندن بنا دیا تھا۔"

(الهادی نمبر،ص ۲۹)

حضرتؒ ہر ایک کے ہمدرد، درویش صفت، مخلص انسان اور مستجاب الدعوات شخصیت تھے۔ اصاغر نوازی آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔

اصاغر نوازی اور علم پروری:

حضرت مولانا مشتاق الرحمن صاحب خطیب مسجد توحید (جرمنی) وممبر شریعت کونسل دارالافتاء یورپ لکھتے ہیں:

"۱۹۹۴ء میں ایک جرمن نوجوان نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اتفاق سے اس کا نام بھی محمد احمد ہوا۔ اس کے شوق اور جذبہ کو دیکھ کر بندہ نے خود پاکستان جا کر اس کا داخلہ کرادیا۔ جب اس نوجوان کے جذبہ کا تذکرہ حضرت حاجی صاحب مرحوم سے کیا تو حضرتؒ ملاقات کرنے کے لئے بے تاب

Marfat.com

ہو گئے۔ چنانچہ دوسرے ہی روز جامعہ بنوریہ میں احباب کے ساتھ حضرتؒ تشریف لائے اور محمد احمد سے گفتگو کی۔ چند کتب اور کچھ رقم بھی ہدیہ کی اور دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے اور مجھے فرمایا اس کی کوئی بھی ضرورت ہو مجھے ضرور آگاہ کرنا کیونکہ یہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔ حضرتؒ کی شفقت ہر خاص و عام پر تھی مگر دینی طلباء اور دین دار طبقہ سے حد سے بڑھ کر تھی۔ اس کے بعد حضرتؒ خود کئی بار ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔"

چھوٹے بچوں پر شفقت:

حضرتؒ کو بچوں سے بہت پیار تھا۔ ان سے نہایت شفقت و محبت کا سلوک فرماتے۔ ایک مرتبہ اپنے بیٹے حافظ ظفر احمد سلمہ اللہ کو خط لکھا تو اس میں بڑے نصیحت آموز انداز میں بچوں پر بے جا تشدد سے منع کیا اور شفقت و محبت کے سلوک کی تلقین کی۔ اس سلسلہ میں حضرت نے جو انہیں ایک تفصیلی مکتوب لکھا اسے مستقل علیحدہ باب میں نقل کر دیا گیا ہے۔

ذوقِ عبادت:

اللہ پاک وہ ذات ہے جس نے حضرتِ انسان کو تخلیق کیا، بنایا۔ ایسا بنایا کہ بنانے کا حق ادا کر دیا ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾ وہ ایسا خالق ہے کہ اس کے مثل کوئی نہیں، وہ سب سے بڑا ہے، اکبر ہے، اعلیٰ ہے، تمام قوتوں کا مالک ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے بنانے والے کے ساتھ تعلق پیدا کرے اور محبت رکھے۔ جن لوگوں نے حضرت حاجی صاحبؒ کے شب و روز دیکھے وہ بتاتے ہیں کہ عبادات میں نماز، روزہ اور زیاراتِ حرمین شریفین ہی ان کے خاص مشاغل تھے۔ بزرگوں کی تعظیم و تکریم

Marfat.com

ان کی فطرت ثانیہ تھی۔ خوراک کی کمی دیکھ کر یہ شبہ ہوتا کہ آخر یہ زندہ کیونکر ہیں۔

انابت الی اللہ:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خادم خاص جناب محمد اجمل لیاقت صاحب لکھتے ہیں:

" حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کا تعلق حضرت اقدس شہید نور اللہ مرقدہ کے ساتھ نہایت محبت و اکرام کا تھا۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ اکثر حضرت اقدس شہیدؒ کے پاس نماز عصر میں جامع مسجد فلاح نصیر آباد تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت اقدسؒ کا معمول تھا کہ اذان کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور نماز تک تلاوت قرآن کریم میں مشغول رہتے۔ اس دوران حضرت اقدس شہیدؒ کمال یکسوئی سے تلاوت کلام مجید اور ذکر خفی میں مشغول رہتے تھے، کوئی مخل نہ ہوتا تھا۔ ہمارے مولانا محمد احمد صاحبؒ کا عجیب انداز حضرت اقدس شہیدؒ سے ملاقات کرنے کا تھا۔ حضرت مولاناؒ خاموشی سے ذرا ہٹ کر بیٹھ جاتے تھے تاکہ حضرت اقدس شہیدؒ کی یکسوئی میں فرق نہ آوے اور حضرت اقدس شہیدؒ کا یہ معمول بن گیا تھا کہ عین تلاوت و ذکر الٰہی کے دوران اگر ان کی نگاہ حضرت مولاناؒ پر پڑ جاتی تو حضرت اقدس شہید نماز قائم ہونے سے پہلے حضرت مولاناؒ کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے لئے اپنے پاس جگہ بناتے۔ ہمارے حضرت اقدس شہیدؒ کس مرتبہ کے عابد، زاہد، فقیہ تھے یہ سب کو معلوم ہے لیکن اپنے کو کچھ نہ سمجھتے ہوئے ایک روز حضرت اقدس شہید نے حضرت مولاناؒ سے فرمایا کہ آپ وعدہ کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں

Marfat.com

میری سفارش کریں گے۔ جب ملاقات سے رخصت ہونے کا وقت قریب تھا تو حضرت اقدس شہیدؒ نے ایک بار پھر فرمایا کہ آپ کو یاد ہے نا کہ آپ وعدہ کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں میری سفارش کریں گے۔ یہ مکالمہ بیّن ثبوت ہے حضرت اقدس شہیدؒ کی تواضع کا اور حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے تقویٰ اور تقدس کا۔"

اس واقعہ سے حضرت حاجی صاحبؒ کی بارگاہِ الوہیت میں توجہ اور انابت الی اللہ کی کیفیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ہر انسان میں محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے مگر محبت کے درجات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ اولاد کو اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ اس طرح والدین کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے، وہ اپنے بچوں کی خاطر ہر چیز قربان کر دیتے ہیں۔ اس طرح بھائی بھائی میں محبت ہوتی ہے۔ دوسرا درجہ محبت کا ہر امتی کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ مسلمان چاہے اعمال کے لحاظ سے کتنا ہی گیا گذرا ہو لیکن عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مومن کے خمیر میں گندھا ہوا ہوتا ہے۔

جملہ اسباب جہاں پر ہے تغیر حاوی
اک محبت ہے کہ ہر وقت جواں رہتی ہے

حضرت حاجی صاحبؒ ان ہستیوں میں سے تھے عشقِ رسولؐ جن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ موصوف کے سامنے جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آتا تو اکثر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔

Marfat.com

آخری آرزو، مدینہ منورہ:

جناب حافظ مشتاق احمد عباسی لکھتے ہیں:

" حضرتؒ کی خواہش تھی کہ مدینہ منورہ میں وفات ہو اور جنت البقیع میں قبر بنے جو پوری نہ ہوئی۔ حضرتؒ اس کے لئے روتے تھے اور مجھ سے فرماتے اب کی بار جو مدینہ منورہ جاؤں گا تو گھر والوں سے مستقل الوداع کر کے جاؤں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینے کی موت اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی درخواست کروں گا۔ یہ فرماتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ روتے روتے آواز بھرا جاتی اور فرماتے حضورؐ تو سخیوں سے سخی ہیں، امید ہے میری درخواست قبول فرمائیں گے، رد نہ فرمائیں گے۔

بغل میں تفسیر قرآن:

مجھے بڑی امیدیں ہیں۔ کتابوں میں آتا ہے بعض اللہ کے نیک بندوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کے اجسام مرنے کے بعد مدینہ منورہ جنت البقیع منتقل ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے اللہ جل شانہ نے آپ سے یہی وعدہ فرمایا ہو۔ ہسپتال میں ڈاکٹر انوار الحق اور ڈاکٹر سمیع الحق صاحب سے یہی فرماتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب! بس میرا علاج اتنا علاج ہو جائے کہ میں مدینہ منورہ پہنچ جاؤں، میری اور کوئی آرزو نہیں۔ فرماتے تھے میری ایک آرزو اللہ نے پوری فرمادی کہ تفسیر درس قرآن مکمل ہو جائے اور اس کی آخری جلد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روضہ اقدس پر پیش کروں اور قیامت میں جب اٹھوں تو میری بغل میں تفسیر قرآن ہو۔

Marfat.com

من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآن در بغل

الحمدللہ، اللہ نے تفسیر مکمل ہونے کی آرزو پوری فرمادی۔ اب دوسری آرزو کے پوری ہونے کی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑی امیدیں ہیں۔"

(الھادی نمبر، ص ۲۰۶)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حج وعمرہ:

حضرت حاجی صاحبؒ اپنی ذاتی ڈائری میں اپنے سفرِ عمرہ کے متعلق فرماتے ہیں:

" یہاں گھر سے عمرہ کے لئے روانگی پر پہلے خیال تھا کہ والدین میں سے کسی کی طرف سے یہ عمرہ کیا جائے مگر پھر یہ نیت ہوئی کہ یہ عمرہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جائے۔ احرام، تلبیہ اور جملہ مناسکِ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جائے۔ پھر رمضان میں عمرے والدین کی طرف سے کر لیئے جائیں۔

کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں والدین کو اپنی مغفرت سے نواز دیں، آمین۔ اس لئے گھر سے روانگی بہ نیتِ عمرہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمرہ کی نیت کی گئی۔" (الھادی نمبر، ص ۱۷۳)

ندامت کے آنسو:

آگے فرماتے ہیں:

" مدینہ منورہ سے رخصتی کے ایام قریب آگئے مگر یہاں کی رخصتی کا قلب پر قلق رہتا تھا۔ بالآخر سنیچر کے دن بادلِ ناخواستہ رخصت ہونا پڑا۔ جمعہ کی رات

Marfat.com

میں صبح کی رخصتی کے لحاظ سے بوقتِ سلام بہت رو رو کر اپنی عرض داشت پیش کی اور پھر صبح کو رخصتی کے وقت ندامت کے آنسوؤں اور آبدیدہ نگاہوں سے پھر حاضری کی درخواست کے ساتھ رخصت ہوا۔" (الھادی نمبر،ص ۱۸۰)

صبر و توکل اور غیبی امداد:

اپنی ذاتی ڈائری میں خود حضرت حاجی صاحبؒ رقم طراز ہیں:

" مدینہ منورہ میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے ایک سو ریال بہ اصرار مجھ کو دیدیئے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ میرے پاس جو رقم تھی اس میں سے قریب چار سو ریال کیسے خرچ ہو چکے تھے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ کراچی میں مجھے یہ واپس کر دیں یا جب چاہیں اس کے باوجود میری طبیعت پر یہ بار تھا اور دعا کر رہا تھا کہ حق تعالیٰ انتظام فرما دیں کہ میں ایک سو ریال مولوی صاحب کے یہیں واپس کر دوں مگر طبیعت کسی سے سوال کرنا گوارا نہ کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور برخوردار ظفر احمد نے دو سو ریال از خود جبکہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی رقم واپس کردی جائے۔ چنانچہ ان کی رقم یعنی سو ریال میں ان کے گھر جا کر واپس کر آیا اور اللہ پاک نے اس بار سے نجات بخشی۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کی ذلت سے بھی بچایا اور قرض لینے کے بار سے بھی سبکدوش فرمایا۔"

(الھادی نمبر،ص ۱۸۲)

پابندئ اوقات

صوفیائے کرام فرماتے ہیں "**الوقت سیف قاطع**" وقت کاٹنے والی تلوار

Marfat.com

ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ زمانہ سیّال ہے، اسے کسی آن سکون نہیں۔

فریب نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرہ کائنات
ٹھہرتا نہیں کاروان وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شان وجود

وقت دراصل خلاصہ زندگی ہے۔ جو لوگ وقت سے کام نہیں لیتے وہ بزبان حال اور بزبان قال کہتے ہیں ....

ذکر خدا و کار جہاں ، یاد رفتگاں
دو دن کے اس قیام میں کیا کرے کوئی

لیکن وقت سے کام لینے والے اس چار دن کی زندگی میں موجد بنے، سائنس دان بنے، فلاسفر بنے، محقق بنے، مصنف بنے، مؤلف بنے، خطیب بنے، داعی بنے، دین و دنیا کے مالک بنے۔ ہمارے اکابر کو نظام الاوقات کی پابندی اور اپنے معمولات کی ادائیگی کا جیسا ان کا درجے تک اہتمام تھا۔

حفاظت اوقات کا اہتمام:

حضرت حاجی صاحبؒ کے نواسے حضرت مولانا مفتی حبیب احمد صاحب حضرتؒ کی حفاظت اوقات کی کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حضرت نانا جیؒ اس بات کا تو بہت اہتمام فرماتے تھے کہ ان کا ایک لمحہ بھی کہیں بے کار ضائع نہ ہو۔ چونکہ راقم ناکارہ کا بچپن ہی سے نانا جیؒ کے ساتھ بہت اٹھنا بیٹھنا رہا اس لئے نانا جیؒ کی یہ صفت تو بار بار دیکھنے میں آئی۔ اولاً تو

Marfat.com

اگر کسی کو کوئی ملاقات کا وقت دیتے تو ان کا وقت پر انتظار فرماتے۔ اگر وہ صاحب مجوزہ وقت پر نہ آتے تو نانا جیؒ فوراً دوسرے کام میں مشغول ہو جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت نانا جیؒ نے عید الفطر کی نماز ناظم آباد عید گاہ میں پڑھنے کا ارادہ فرمایا اور میرے والد صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کی گاڑی پر عید گاہ چلیں گے۔ ایک اور صاحب کو بھی وقت دیدیا کہ صبح سات (۷) بجے یہاں آجانا اور ہمارے ساتھ عید گاہ چلنا۔ اب عید کے دن صبح کے وقت گاڑی میں بیٹھ کر ان صاحب کا انتظار فرماتے رہے اور ٹھیک سات بجے میرے والد صاحبؒ سے فرمایا کہ چلیں، ہم نے ان کو جو وقت دیا تھا اس پر وہ نہیں آئے۔ اس طرح کے کئی واقعات نانا جیؒ کی زندگی میں موجود ہیں۔ بطور تمثیل کے ایک واقعہ تحریر کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نانا جیؒ سے اللہ تعالیٰ نے درسِ قرآن کی شکل میں ایک بہت بڑی اشاعت قرآن کی خدمت لے لی۔"

(الهادی نمبر ص ۲۲۰)

مولانا محمد احمد صاحب کمالِ عشق کی مثال ہیں:

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مد ظلہ اپنے ایک بیان میں ارشاد فرماتے ہیں:

" میرے دوستو! حاصلِ شریعت و طریقت یہی ہے کہ نعمتوں کی محبت پر منعم کی محبت کو غالب کر لیا جائے۔ دنیا کی نعمتوں سے دل کم لگا ہو، نعمت دینے والے سے زیادہ لگا ہو۔ پھر ایسا شخص جہاں بھی رہتا ہے غالب رہتا ہے۔ جگر مراد آبادی کا شعر یاد آیا، یہ آپ لوگوں کی برکت سے آج عجیب مضمون بیان ہو رہا ہے۔ جگر مراد آبادی کہتا ہے ....

Marfat.com

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھا گیا

خدائے تعالیٰ کی محبت جس پر چھاجاتی ہے وہ جہاں جاتا ہے غالب رہتا ہے، کسی ماحول سے مغلوب نہیں ہوتا۔

تو میں عرض کرر ہا تھا کہ چند دن کی مشقت کے بعد آدمی صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے۔ پھر تھوڑے سے علم میں خدا برکت دے دیتا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب کوئی بڑے عالم نہیں تھے۔ آج کل مولانا محمد احمد صاحب اس کی ایک مثال ہیں۔ مولانا علی میاں ندوی، قاری محمد طیب صاحب، شیخ الحدیث صاحب تمام بڑے بڑے علماء ان کی بزرگی کے قائل ہیں حالانکہ وہ باضابطہ عالم نہیں ہیں، کہیں بخاری نہیں پڑھاتے مگر وہی کہ سینہ میں ایک دردبھرا دل عطا ہوگیا۔

(بینات،صفر ۱۴۱۹ھ)

حضرت حاجی صاحبؒ کے محاسن ومناقب اور شخصیت وکردار کے درخشاں پہلو شمار سے باہر ہیں۔ آپ کے محبین، صادقین اور منتسبین کے دل آج بھی آپ کے اوصاف حمیدہ، جودوسخا اور ریاضت وعبادت کے کئی محیر العقول واقعات سے روشن ومنور ہیں اور ان شاءاللہ منور رہیں گے۔

Marfat.com

باب : ٦

نظریہ تعلیم وتربیت

یہ یورپ کا ایک فرسودہ نظریہ ہے کہ بچے فطری اور پیدائشی طور پر مرتکب گناہ ہوتے ہیں۔ درحقیقت یہ تصور عیسائیت کے اس عقیدہ کا پرتو ہے کہ ہر انسان پیدائشی طور پر گناہ گار ہے۔

اسلام کا نظریہ پیدائش:

جبکہ اسلام نے دنیا کو بتایا کہ ہر انسان پیدائشی طور پر معصوم اور پاک وصاف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے ماہرین نفسیات جب بھی بچوں کی نفسیات پر قلم اٹھاتے ہیں تو ان کا ذہنی پس منظر یہی ہوتا ہے کہ ہر بچہ کو گناہ کی آلودگی وراثت میں ملتی ہے۔ ان کے مطابق بچوں کو متمدن، تہذیب یافتہ اور دیانتدار شہری بنانے کے لئے بچپن ہی سے پورے نظم وضبط کے تحت رکھنا اور ان کی لغزشوں کی پاداش میں سخت سے سخت سزائیں دینا بھی ضروری ہے۔

Marfat.com

یورپ کے فرسودہ نظریہ کی تقلید:

بدقسمتی سے ہمارے اسلامی معاشرے میں بھی اس قسم کے لوگ موجود ہیں جو اس غیر فطری اور غیر انسانی رویے کو صحیح سمجھتے ہیں اور اس کے حامی ہیں۔ ایسے لوگ چاہے اساتذہ ہوں یا والدین، نام نہاد نظم وضبط کی آڑ میں بچے کو چھوٹی چھوٹی لغزشوں پر مارتے پیٹتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں سمجھانے کی کوشش کی جائے تو وہ اپنی مثالیں دینے لگتے ہیں کہ ہمارے والدین اور اساتذہ نے ہمیں فلاں فلاں سزائیں دی ہیں تب ہم اس مقام تک پہنچے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ فرسودہ نظریہ یورپ کا ہے، اسلام کا نہیں۔ بچے کی تعلیم وتربیت کے ضمن میں اسلام نے والدین اور اساتذہ کو بچے کی نشوونما اور تعلیمی ترقی کے لئے بہترین اور سازگار ماحول مہیا کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور جسمانی سزا کے عام اور مطلق استعمال کی سخت ممانعت کی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات:

اگر تمام منکرین سے بڑھ کر ہادی اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مقدسہ کی طرف رجوع کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے آپؐ نے فرمایا:

"عنقریب زمین تمہارے لئے مسخر کردی جائے گی اور تمہارے پاس کم عمر آئیں گے جو علم کے بھوکے اور پیاسے ہوں گے، تفقہ فی الدین کے خواہش مند ہوں گے اور تم سے سیکھنا چاہیں گے۔ بس جب وہ آئیں تو انہیں تعلیم دینا، مہربانی سے پیش آنا، ان کی آؤ بھگت کرنا اور حدیث بتانا۔" (جوامع البیان)

بے جا مار پیٹ کے نقصانات:

تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ مار پیٹ اور سخت کلمات کی بہ نسبت نرم کلمات

Marfat.com

زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ خوف دلانے اور دباؤ ڈالنے سے خواہ وقتی طور پر کام چل جائے مگر یہ کامیابی عارضی ہوتی ہے بلکہ آج کل تو وقتی کامیابی بھی حاصل نہیں ہوتی، الٹا فتنہ کھڑا ہوجاتا ہے جو اراکین اور ذمہ دارانِ ادارہ کے لئے انتہائی پریشانی اور مدارس کے مستقبل کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

اساتذہ کے اوصاف:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استاد کو بردبار اور حلیم الطبع ہونا چاہیئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا جب تک تیرا غصہ باقی ہے اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کر۔ ہمارے اکابر کو اپنے شاگردوں سے اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر محبت تھی۔ وہ مہرو محبت کے پیکر اور مجسمہ رحم تھے۔

طالبِ علم سے محبت کی انتہا:

حضرت مولانا سید ظہور الاسلام صاحبؒ بانی مدرسہ اسلامیہ فتح پور کے زمانہ میں ایک بنگالی طالب علم سخت بیمار ہوا اور حالت اخیر معلوم ہونے لگی۔ مولانا تشریف لے گئے تو اس طالب علم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضرت مولانا نے تسلی دی اور فرمایا گھبراؤ نہیں، تم ان شاء اللہ اچھے ہوجاؤ گے اور اس کے بعد سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے رہے۔

فرمایا اے اللہ! اگر جان ہی لینا طے ہو تو ظہور الاسلام کا بچہ عطیۃ اللہ حاضر ہے۔ یہ طالب علم پردیسی ہے، میری امانت میں ہے، اس کو صحت عطا فرما۔ حضرت الاستاد نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں گھر سے اطلاع آئی کہ عطیۃ اللہ کی حالت غیر ہے، جلد تشریف لائیے۔ حضرت مولانا پہنچے تو انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت کا یہی اکلوتا اور ہونہار لڑکا تھا۔

(آداب المعلمین، ص ۱۲)

Marfat.com

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ہدایات:

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے تو سبق یاد نہ ہونے پر بھی استاد کے مارنے کو منع فرمایا ہے۔ چنانچہ خانقاہ میں سخت تاکید تھی کہ کوئی استاد طالب علم کو نہ مارے، اس کی اطلاع تعلیم کے ذمہ دار کو دی جائے، وہ مناسب سزا تجویز کرے گا۔ استاد کی طرف سے طالب علم کے دل میں اگر تکدر ہو گیا تو پھر اس کو فیض نہیں پہنچ سکتا۔ نیز بسا اوقات جو کچھ یاد ہوتا ہے، مارنے کے خوف کی وجہ سے بھول جاتا ہے۔ بعض اساتذہ تو چہرے پر مارنے سے بھی اجتناب نہیں کرتے حالانکہ حدیثِ پاک میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ یہ مارنے والے اس پر غور کریں کہ ہم اپنے بارے میں کیا چاہتے ہیں۔ کیا طالب علمی کے زمانہ میں ہماری بھی خواہش رہی ہے کہ روزانہ بدن پر چھڑیاں لگائی جائیں، اگر ایسا نہیں ہے تو پھر شاگرد کے لئے کیوں پسند کیا جا رہا ہے؟۔

ہمارے ممدوح جناب الحاج محمد احمد صاحب نے بچوں کی جسمانی سزا سے متعلق اپنے بیٹے ظفر احمد کو ایک طویل خط لکھا جس میں جسمانی سزا کے دینی اور دنیاوی نقصانات سے آگاہ فرمایا۔ یہ مکتوب دینی مدارس کے اساتذہ اور عامۃ المسلمین کے فائدہ کے لئے نذر قارئین ہے۔

قرآن کے ابتدائی مدارس میں تعلیم و تربیت کی ہدایات

برخوردار حافظ ظفر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

تم کو تعجب تو ہوگا کہ مجھے یہ خط تمہارے پاس بھیجنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تو یہ تعجب پوری تحریر ہذا پڑھ لینے سے رفع ہوگا۔

Marfat.com

تمہید:

تمہارے علم میں ہے کہ حافظ خلیل احمد کے دو بچے عمیر (عمر ۶ سال) اور طلحہ (عمر ۹ سال) اور امیر احمد کا ایک بچہ نسیم احمد (اویس) عمر ساڑھے چھ سال ہے، مدنی مسجد میں حفظ قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جارہے ہیں۔ ان کے والدین کو حق تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ خلیل احمد صبح اپنی گاڑی میں لیجاتے ہیں اور بعد عشاء بچوں کو لے آتے ہیں۔ تمہارے علم میں یہ بھی ہے کہ یہ تینوں بچے محلّہ کے اسکول میں پڑھتے تھے۔ ان کے والدین کو حق تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ اسکول سے ہٹا کر مدنی مسجد میں تعلیم حفظ قرآن کے لئے بٹھایا۔ اس وقت تک عمیر اور اویس سورۂ بروج تک حافظہ میں پہنچے ہیں اور طلحہ نے ڈیڑھ پارہ حفظ کرلیا ہے۔ یہ تینوں بچے ایک ہی مدرس صاحب کے درجہ میں تعلیم پاتے ہیں۔

داخلہ کے بعد میں نے عمیر اور اویس کے متعلق مدرس صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ بھی تحریر کیا تھا کہ بچے کم عمر ہیں اور صحت کے لحاظ سے بھی کمزور ہیں، ان کی اس حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان پر تعلیمی مشقت کا ایسا مناسب بار رہے کہ بچے دلجوئی سے اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ اوقاتِ مدرسہ میں ان کے کھانا کھانے کا بھی خیال فرمائیں کیونکہ اکثر کھانا شام کو واپس لے آتے ہیں۔ کھانا نہیں کھاتے یا تھوڑا کھاتے ہیں۔ مقصد اس عرضداشت سے یہی تھا کہ بچے اطمینان اور سکون سے اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں اور ان کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔

Marfat.com

تجزیہ:

رمضان المبارک کے بعد اب ان کے اوقات مدرسہ صبح ۸ بجے سے شب کو نماز عشاء تک ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد خلیل احمد ان کو گھر لاتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا امور کا علم کم و بیش تم کو بھی ہے۔ جب سے عمیر اور اویس کے قاعدے ختم ہوئے ہیں اور پارہ عم کی سورتوں کا حفظ شروع ہوا تو ان کی مار پٹائی بھی شروع ہوگئی۔ اویس کے گھر آنے پر قریباً روزانہ میں یہی سوچتا تھا کہ آج تو پٹائی نہیں ہوئی ہے۔ اویس جسمانی لحاظ سے کمزور ہے اس لئے مدرسہ سے آکر گھر میں بستر پر مضمحل پڑ جاتا تھا۔ کبھی بدن میں درد، کبھی سر میں درد، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ پٹائی ہوئی ہے اور اس کے اثرات بھی بدن پر مار کے نشانات سے ظاہر ہوتے تھے۔ گال پر طمانچہ کی وجہ سے نشان بھی معلوم ہوتا تھا۔ بہر حال گھر والے صبر ہی کرتے رہے۔ اویس کی والدہ نے مجھ سے کہا بھی کہ بچوں کی مار پٹائی کے متعلق میں ایک پرچہ قاری صاحب کی خدمت میں لکھ دوں۔ اویس کی پٹائی اکثر اس امر پر ہوتی کہ اس کو بلند آواز سے اور زور سے پڑھنے کو کہا جاتا اور اس طرح چلا کر پڑھنے سے اس کا گلا جواب دے جاتا اور اس کی آواز نکلنا بند ہو جاتی اور وہ بلند آواز سے پڑھنے سے معذور ہو جاتا۔

قاری صاحب یہ سمجھتے کہ خاموش بیٹھا ہے اس پر اس کی پٹائی ہو جاتی۔ بلند آواز سے مسلسل پڑھنے کی وجہ سے گلا بیٹھ جاتا جو بظاہر جسمانی کمزوری کی وجہ سے ہوتا تھا اس لئے خمیرہ گاؤزبان عمبری جواہر والا اور دواء المسک صبح و شام اس کو استعمال کرائی جاتی ہے کہ بلند آواز سے پڑھنے کی قوت قائم رہے۔

Marfat.com

گذشتہ بروز بدھ خلیل کے چھوٹے بچے نمیر کی مدرسہ میں ایسی شدید پٹائی ہوئی کہ وہ گھر آ کر اس لائق بھی نہ تھا کہ چت لیٹ سکے۔ اس کے کمر، پیر اور ہاتھ میں جگہ جگہ مار کے نشانات تھے کہ وہ الٹا ہو کر لیٹ سکا۔ آئی ڈکس کی مالش گھر والوں نے کی۔ میرے علم میں یہ تشددانہ مار پیٹ دو دن کے بعد آئی۔ خلیل نے بھی مجھ سے تذکرہ نہیں کیا۔ جمعرات کو مدرسہ میں بچہ کی بے چینی اور درد کی تکلیف کا حال خلیل نے قاری صاحب سے بیان کر کے درخواست کی کہ اتنی شدید مار پیٹ نہ فرمایا کریں۔

مار پٹائی کا پس منظر:

اس پر جیسا خلیل احمد نے مجھے بتلایا قاری صاحب نے فرمایا کہ بعد میں مجھے بھی اس کا احساس ہوا اور پھر میرے دریافت کرنے پر گھر والوں نے بتلایا کہ پٹائی بھی اس پر ہوئی کہ شام کے وقت بچہ اگلا سبق نکالتا ہے۔ چنانچہ نمیر کے اگلا سبق نکالنے پر غلطی ہوئی ہوگی یا ٹھیک نہ نکال سکا تو اس پر مار پڑی۔ جب خلیل کے گھر جا کر میں بچہ کو دیکھنے گیا تو خلیل کی اہلیہ نے بتلایا کہ ان کا ایک عزیز کا بچہ بھی مدنی مسجد میں پڑھتا تھا۔ اس بچہ کو ایسا سخت تھپڑ کان پر مارا کہ اس کا کان زخمی ہو گیا اور منہ پر ورم آ گیا اور کان میں درد شدید ہوا۔ شبہ ہوا کہ شاید کان کا پردہ پھٹ گیا۔ ایکسرے کرایا گیا تو ڈاکٹر نے بتلایا کہ پردہ کان کا تو نہیں پھٹا مگر زخمی ہو گیا ہے۔ بچہ کی اس حالت پر اس کے والد اور چچا وغیرہ مدرسہ میں اس کو لے گئے اور بچہ کی حالت دکھلائی اور شکایت کی جس پر جانبین میں سخت کلامی اور ہاتھا پائی تک کی نوبت آئی۔

Marfat.com

بہر حال معلوم ہوا کہ مدنی مسجد میں طالب علموں خصوصاً کم عمر معصوم بچوں کی مار پٹائی کا عمل بے دردی سے جاری ہے۔ ادھر اویس کی صحت کو دیکھا گیا تو وہ بھی پہلے سے کافی کمزور ہو گیا ہے۔ ایک دن سبق یاد نہ کرنے پر پٹائی ہوئی تو اس لئے پوچھا کہ سبق یاد کیوں نہیں کیا تھا؟ تو وہ کہنے لگا کہ اتنی زیادہ لائنوں کا سبق دے دیا تھا، مجھ سے کیسے یاد ہوتا؟ بچوں کی ایسی مار پٹائی کی حالت دیکھ کر اور معلوم ہو کر میری طبیعت میں بھی سخت ناگواری پیدا ہوئی اور بچوں کی طرف سے خدشہ ہوا کہ خدانخواستہ کہیں کسی دن ضربِ شدید سے بچہ کو کوئی ایسی اذیت نہ پہنچ جائے جو اس کی زندگی پر اثر انداز ہو جائے یا مدرسہ سے دلبرداشتہ ہو کر مدرسہ جانے سے گھبرانے لگے اور بھاگنے لگے اور اس کی مثال بھی علم میں آئی۔

مولوی ولی محمد صاحب جو اسی محلّہ کے تبلیغی جماعت کے امیر ہیں، ان کا پوتہ بھی مدنی مسجد میں پڑھتا ہے۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ دو مرتبہ مدرسہ سے فرار ہوا اس ڈر سے کہ سبق یاد نہیں ہے اور مدرسہ میں پٹائی ہو گی اور وہ محلّہ کی مسجد عثمان میں آ کر بیٹھ گیا۔

گویا مار پیٹ سے بچنے کے لئے بچہ نے یہ فرار ہونے کی تجویز اختیار کی۔ اگر یہی عادت فرار ہونے کی پختہ ہو جائے تو پھر گھر سے بھی فرار ہو جانے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے اور والدین کے لئے ایک اذیت کا سبب ہوتا ہے اور یہ سب امور تجربہ میں دیکھے گئے ہیں۔

نگران کمیٹی کی ذمہ داری:

گھر میں گفت و شنید ہوتی رہی تو معلوم ہوا کہ مدرسہ کی نگران کمیٹی بھی ہے۔

Marfat.com

منیر نے بتلایا کہ ظفر بھی اس کمیٹی کے ایک ممبر ہیں اور دو ایک نام اور بتلائے۔
اب مدرسہ میں معصوم بچوں کی مار پیٹ کا جو سلسلہ جاری ہے تو اس کی اصلاح اور ذمہ داری نگران کمیٹی کی ہدایات ہی سے ہوسکتی ہے اور بچوں پر یہ ایک طرح کا ظلم اور زیادتی ہے جو عقلاً و شرعاً قابل مذمت ہے جیسا کہ ہمارے اکابرؒ نے اس کی تصریح قرآن و حدیث سے فرمائی ہے۔ تم چونکہ نگران کمیٹی کے ایک ممبر ہو اس لئے یہ امور تمہارے علم میں لایا جانا ضروری خیال کیا تا کہ نگران کمیٹی کے ممبر حضرات اس معاملہ میں غور وفکر فرمائیں۔ معصوم چھوٹے بچوں کے لئے تو مدرس کی ایک ڈانٹ ڈپٹ ہی کافی ہونا چاہیئے کہ ایسے تھپڑ رسید کئے جائیں کہ جو کان کے پردہ تک پھٹ جائیں اور ہوسکتا ہے کہ بچہ شنوائی سے تا زندگی محروم ہو جائے۔ تم بھی ماشاء اللہ حافظ قرآن ہو، تمہارے حافظہ کی تکمیل میں جب غیر معمولی تاخیر محسوس ہوئی تو حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہردوئی آنے پر میں نے مشورہ لیا کہ میں تم کو دیوبند بھیج دوں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے مشورہ دیا کہ میں تم کو مولانا ابرار الحق صاحب کے مدرسہ میں تعلیم و تربیت کے لئے ہردوئی بھیج دوں، وہاں تعلیم و تربیت کا بہت اچھا انتظام ہے اور حیدر آباد دکن تک سے بچے آکر ان کے ہاں تعلیم پا رہے ہیں۔ حضرت مولانا کے مدرسہ کا تعلیمی ماحول تم خود دیکھ چکے ہو۔ کیا تم نے وہاں معصوم بچوں کی کٹائی پٹائی اس بے رحمی سے ہوتے ہوئے دیکھی تھی؟ پھر بغیر کٹائی پٹائی بچے حافظ ہو کر نہیں نکلے۔ پھر وہاں تعلیم کے ساتھ تربیت کا یکساں اعلیٰ اصلاحی نظام تھا۔ بچوں کی نگرانی کس شفقت و پیار سے ہوتی تھی۔

Marfat.com

یہی بچپن کی تعلیم وتربیت ساری زندگی سنور جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حکیم الامتؒ کی خانقاہ میں مار پٹائی پر پابندی:

تھانہ بھون میں حضرت اقدس حکیم الامتؒ کی خانقاہ میں بھی مدرسہ میں بھی بستی کے بچے طالب علم تھے۔ حضرت تھانویؒ کی ہدایت تھی مدرسین کو کہ کسی بچہ کو قطعاً مارا پیٹا نہ جائے۔ جو شکایت بچہ سے ہو وہ اس کے سرپرست سے کہدی جائے۔

اب ماشاء اللہ تبلیغی جماعت جو دین کے اعلیٰ پیمانہ کی داعی، حامل اور عامل جماعت سمجھی جاتی ہے اس کے مرکز مدنی مسجد میں معصوم طلبہ جو قرآنی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہیں، ان پر ایسی سخت مار پٹائی کا تشدد کیسے روا ہو گیا؟ دینی مدرسہ کی تعلیم وتربیت دین کے موافق ہونی چاہیئے کیونکہ یہ تو مسلمہ امر ہے کہ دین کا کوئی کام دین کے طریقہ ہی پر کرنے سے باعث اجر وثواب ہے ورنہ دینی احکام کے خلاف باعثِ گناہ وعذاب ہے۔

اکابر کی تحریریں:

(۱) اس سلسلہ میں رسالہ " البلاغ " میں ایک مضمون بعنوان " بچوں کو سخت سزا دینے کی ممانعت " شائع ہوا تھا جو حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانویؒ کی تالیفات ومواعظ سے لیا گیا ہے جس کی فوٹو اسٹیٹ نقل منسلک کی جارہی ہے۔ مسجد کے مدرسہ کی تعلیمی نگرانی کمیٹی اس کو ذرا غور سے ملاحظہ کرے اور اگر کمیٹی مناسب خیال کرے تو بہ نیتِ تبلیغ واصلاح مدرسین کو بھی سنا دیا جائے۔

Marfat.com

طالب علم کی بھلائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت:

(۲) حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کی مشہور معروف تصنیف "اصلاح انقلاب امت" سے ایک مضمون بعنوان "طالب علم کے ساتھ بھلائی کرنے کے متعلق آنحضرت ﷺ کی وصیت" (صفحہ نمبر ۲۹۰) کی فوٹو اسٹیٹ کاپی منسلک کی جاتی ہے برائے ملاحظہ۔

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الناس لکم تبع و ان رجالاً یأتونکم من اقطار الارض یتفقهون فی الدین فاذا اتوکم فاستو صوابهم خیراً۔ (رواہ الترمذی)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور لوگ تمہارے تابع ہیں تمہارے پاس دور دور ملکوں سے لوگ علم دین سیکھنے اور سمجھنے کو آویں گے سو ان کے بارے میں [illegible] مجھ سے [illegible] قبول کرو۔ (ترمذی)

اس حدیث سے صاف [illegible] طالب علموں کے [illegible] آپ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وصیت فرماتے ہیں [illegible] اور بعد [illegible] تعلقات و خصوصیات [illegible] ہو جائیں گے۔

پس حقوق اور بھی کما و کیفا کثیر اور قوی ہو جائیں گے اور چونکہ دوسرے نصوص سے صاحب افادہ کو تنگ کرنے کی ممانعت ثابت ہے۔ **کما قال تعالیٰ: ﴿ولا یضار کاتب و لا شهید﴾** یعنی لکھنے والے اور گواہ کو تکلیف نہ

Marfat.com

پہنچانا چاہیئے۔

اس سے یہ بھی مفہوم ہوگیا کہ طلباء کو بھی اپنے حوائج علمیہ **و ما یتعلق بھا** کی درخواست معلمین اور مہتممین سے اسی درجہ تک کرنی چاہیئے کہ ان کو کلفت نہ ہو، یہ ان کے ذمہ واجب نہیں کہ جتنے طلباء آویں سب کے لئے طبق اور سبق کا انتظام ضرور ہی کر دیا کریں۔ البتہ بشرطِ سہولت اس کا انتظام اور پھر بعدِ کام شروع کر دینے کے ان کے مصالح علمیہ کی رعایت حسبِ حدیث ضروری ہے۔

(اصلاحِ انقلابِ امت، ص ۲۹۰)

شاگردوں میں نشاط وشوق کی انگیخت:

(۳) اصلاحِ انقلابِ امت ہی کے صفحہ ۲۹۴ کی فوٹو اسٹیٹ نقل منسلک کی جاتی ہے برائے ملاحظہ۔ مضمون جو بعنوان "شاگردوں کے نشاط وشوق باقی رکھنے کی بھی رعایت کرنی چاہیئے" شائع ہوا ہے۔

حدیث: عن شفیق قال کان عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنه یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبد الرحمٰن لود ت انك ذکرتنا فی کل یوم قال اما انه یمنعنی من ذالك انی اکرہ ان املکم و انی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یتخولنا بھا مخافة السامة علینا متفق علیه۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت! روز وعظ کیجئے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے روز

Marfat.com

وعظ کہنے سے یہ امر مانع ہے کہ میں تم کو ملول نہیں کرنا چاہتا اور تمہاری خبر گیری اور نگہداشت ایسی ہی کرتا ہوں جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خبر گیری فرمایا کرتے تھے کہ ہم ملول نہ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے مستفیدین للعلوم کا ایک حق یہ معلوم ہوا کہ ان کے نشاط و شوق کے باقی رکھنے کو بھی رعایت کرلے پس اس میں یہ بھی داخل ہوگیا۔ سبق اتنا نہ پڑھاوے اسی طرح کتابیں اتنی نہ شروع کرادے کہ اکتا جاویں اور اگر وہ اس مقدار کی متحمل بھی نہ ہوں یعنی اس کا مطالعہ اور تکرار و ضبط دشوار ہو تو بدرجہ اولیٰ محل منع ہوگا۔ اسی طرح وقت میں اس کی رعایت کریں کہ ان کی طبیعت تازہ ہو۔ کھانے کا تقاضا کسل اور اسی طرح نیند کا غلبہ یا اور کسی سبب سے دماغ پریشان نہ ہو جیسے بعض مدرسین طلبہ کو ان امور کے اہمال سے اس قدر زچ کردیتے ہیں کہ یا تو وہ بھاگ جاتے ہیں یا استعداد حاصل نہیں ہوتی اور وہ اسی میں مست ہیں کہ ہم طلبہ کے ساتھ خوب محنت کرتے ہیں حالانکہ وہ سب محنت اکارت جاتی ہے۔ اسی کی نظیر ہے ارشادِ حق تعالیٰ کا یہ مضمون ﴿ **الذین ضل سعیهم فی الحیوٰۃ الدنیا و هم یحسبون انهم یحسنون صنعا**﴾ (**الآیة**)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی اور (وہ بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اسی طرح ہفتہ میں کم از کم ایک تعطیل ہونا ضروری ہے۔ بعضے تعطیل میں بھی طالب علموں کی جان مارتے ہیں اور اس کو اپنی بڑی کارگزاری سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

دوستی بے خرد چوں دشمنی است

جب نااہل دینی خدمات کے متولی بن جائیں:

(۴) اسی حضرت حکیم الامتؒ کی تالیف "اصلاح انقلاب امت" کے صفحات ۲۹۵، ۲۹۶ کی فوٹو اسٹیٹ نقل منسلک کی جاتی ہے برائے ملاحظہ جہاں بعنوان "نااہلوں کا دینی خدمات کا متولی بننا قیامت کی علامت ہے" اور دوسرا عنوان "شاگردوں کے تین حقوق" ہے۔

حديث : عن ابى هريرة رضى الله عنه فى حديث طويل قال النبى صلى الله عليه وسلم اذا وسد الامرا لى غير اهله فانتظر والساعة ـ (بخاری)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دینی خدمات نالائقوں اور نااہلوں کے سپرد ہو جاویں تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیئے۔

اس حدیث کے عموم میں یہ بھی داخل ہو گیا کہ اگر کسی طالب علم کا کوئی سبق کسی دوسرے کے سپرد کرے تو اس کا لحاظ رکھے کہ وہ شخص اس کا اہل ہو۔ اگر نا قابل و بد استعداد یا غیر شفیق کو سپرد کرے گا تو شرعاً مذموم ہوگا۔ یہ بھی شاگرد کا ایک حق ہے۔

شاگرد کے تین حقوق:

حديث : عن عبد الله ابن عمر رضى الله عنه قال تخلف عنا النبى صلى الله عليه وسلم فى سفرة سافرنا ها فادركنا و قد ارهقنا الصلوٰة و نحن نتوضأ فجعلنا نمسح علىٰ ارجلنا

Marfat.com

فنادیٰ باعلیٰ صوته ویل اللاعقاب من النار مرتین او ثلاثاً۔

(رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے۔ آپ ہم سے ایسے وقت آکر ملے کہ نماز کا وقت آگیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے۔ جلدی کی وجہ سے ہم نے پاؤں دھونے میں بہت جلدی کی کہ کچھ سوکھا رہ گیا۔ آپ نے دیکھ کر دو تین بار فرمایا خبردار ہو جاؤ عذاب دوزخ ان ایڑیوں کے لئے ہے جو سوکھی رہ جاویں۔ (بخاری)

اس حدیث سے تین حق شاگردوں کے ثابت ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ صرف ان کے تعلیم علوم ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ ان کے اعمال و اخلاق کی بھی حتی الامکان نگرانی رکھے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کے پاؤں کے خشک رہ جانے پر متنبہ فرمایا اور یہ باب بالکل ہی مسدود ہو گیا ہے۔ اساتذہ صرف سبق پڑھا دینے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ تربیت کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور علمی غلطی پر متنبہ نہ کرنا تو اور بھی غضب ہے کیونکہ اس کا تو انہوں نے بالتصریح التزام کیا ہے جیسا بعض معلمین قرآن کی عادت دیکھی گئی ہے کہ شاگرد پہلو میں بیٹھا ہوا غلط پڑھ رہا ہے اور یہ بہرے گونگے بنے بیٹھے ہیں اور اس سے بدتر یہ ہے کہ بعضے اساتذہ شاگردوں سے ایسے کام لیتے ہیں کہ ان سے اخلاق اور تباہ ہوتے ہیں تو اگر اصلاح نہ کرے تو فساد تو نہ کرے۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی وجہ سے احتمال ہو کہ بدون آواز بلند کئے ہوئے آواز نہ

Marfat.com

پہنچے گی مثلاً حلقہ درس بڑا ہے یا اور کوئی عارض ہے تو بلند آواز سے تقریر کرنا حق ہے شاگرد کا ورنہ تقریر ہی بیکار ہے۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح باآواز بلند فرمایا۔

تیسرے اگر احتمال ہو کہ ایک بار تقریر کرنے سے طلباء نے نہ سمجھا ہوگا تو دوسری تیسری بار بھی تقریر کردینا مناسب ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین بار فرمایا۔ اور آئندہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عادتِ مستمرہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

حدیث : عن انس رضی اللّٰہ عنه انه کان اذا تکلم بکلمة اعادھا ثلاثه حتیٰ تفھم عنه ۔ (رواہ البخاری)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات مہتم بالشان فرماتے تھے تو تین مرتبہ فرماتے تھے کہ لوگ خوب سمجھ لیں۔ (بخاری)

طلباء کی استعداد بھی ملحوظ رہے:

(۵) اسی تالیف "اصلاح انقلابِ امت" کے صفحہ نمبر ۲۹۷ تا ۲۹۹ کا فوٹو اسٹیٹ منسلک ہے جہاں مضامین بعنوان "تعلیم میں شاگردوں کی استعداد کا لحاظ رکھنا چاہیئے، شاگردوں کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ کرنا چاہیئے، شاگرد کے لئے اللہ سے علمِ نافع کی دعا بھی کرنا چاہیئے، شاگرد کی دلجوئی کے متعلق ایک مثال"۔

حدیث : قال علی رضی اللّٰہ عنه حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللّٰہ و رسوله ۔ (رواہ البخاری)

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ایسی بات کرو جو وہ سمجھیں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کریں۔

اس حدیث سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ طالب علم کی تعلیم میں اس کے فہم و استعداد کا لحاظ رکھے اور اسی کے لحاظ سے ترتیب کتب و مقدار و عدد سبق تجویز کرے جیسا کہ ارشاد حق ﴿کونوا ربانیین﴾ کی ایک تفسیر امام بخاری نے یہ بھی نقل کی ہے "الذی یربی الناس بصغار العلم قبل کبارہ" حدیث آئندہ سے بھی مرفوعاً اس کی اصل نکلتی ہے۔

کوئی فن یا کتاب کسی طالبِ علم کیلئے مضر ہو تو روکنا چاہیئے:

حدیث : عن انس رضی اللہ عنہ قال ذکرلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ رضی اللہ عنہ من لقی اللہ لا یشرک بہ شیاء دخل الجنۃ قال الا ابشربہ الناس قال لانی اخاف ان یتکلوا۔ (رواہ البخاری)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو شخص مرے اور خدا سے ملے اور وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں۔ فرمایا کہ مت سناؤ کیونکہ میں خوف کرتا ہوں کہ اس پر تکیہ کرلیں گے۔ (بخاری)

یہ حدیث نص ہے اس میں کہ باوجودیکہ مضمون "**لقی اللہ ...... الخ**" کا مقاصد عظیمہ شرعیہ سے تھا مگر بعض لوگوں تک اس کا پہنچنا اس لئے پسند نہیں کیا

Marfat.com

گیا کہ وہ اس سے متضرر ہوتے پس اسی طرح جو کتاب یا کوئی فن کسی خاص طالب علم کے لئے نامناسب ہو اس کو اس سے روکنا بذمہ معلم لازم ہے اور اس طالب علم کو بھی اس میں اطاعت ضروری ہے۔

شاگردوں کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ کرنا چاہیئے:

حدیث: عن انس رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یسروا و لا تعسروا و بشروا و لا تنفروا۔

(رواہ البخاری)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دینی امور میں لوگوں سے آسانی کرو، تکلیف میں مت ڈالو، خوشخبری سناؤ اور دین سے نفرت مت دلاؤ۔

(بخاری)

اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ طالب علم کے ساتھ درس میں بھی تیسیر وعدم تنفیر کی رعایت رکھے۔ تقریر بھی ایسی صاف وسلیس کرے جو ذہن نشین ہو جاوے اور مقدار واعداد سبق میں بھی اس پر زیادہ بار نہ ڈالے۔ اسی طرح ایک حق یہ بھی معلوم ہوا کہ تنبیہ وتادیب میں اتنی سختی نہ کرے کہ شاگرد کو وحشت ہو جاوے اور اس میں میاں جی لوگ بکثرت مبتلا ہے۔

شاگرد کیلئے اللہ تعالیٰ سے علم نافع کی دعا بھی کرنی چاہیئے:

حدیث: عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال ضمنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قال اللّٰھم علمہ الکتاب۔

(رواہ البخاری)

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سینہ سے لگایا اور یوں فرمایا کہ یا اللہ! اس کو قرآن کا علم عطا فرمادے۔ (بخاری)

اس حدیث سے شاگرد کا حق علاوہ تعلیم کے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے لئے حق تعالیٰ سے دعا بھی کیا کرے کہ اس کو علم نافع عطا ہو۔

شاگرد کی دلجوئی کے متعلق ایک مثال:

حدیث: عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لادی الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قالوا فما اولت یا رسول اللہ قال العلم۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ خواب میں مجھے ایک پیالہ دودھ کا دیا گیا میں نے خوب سیر ہو کر پیا کہ ناخن تک سیرابی کا اثر محسوس ہوا۔ پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیدیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! اس کی تعبیر کیا ہوئی؟ فرمایا دودھ سے مراد علم ہے۔ (بخاری)

اس حدیث سے دو امر معلوم ہوئے۔ ایک باعتبار صورت لبن کے، ایک باعتبار معنی لبن کے۔ اول یہ کہ شاگرد کو گاہ گاہ اپنے کھانے پینے میں بھی شریک کرلیا کرے کہ اس کا دل بڑھتا ہے اور محبت زائد ہوتی ہے۔ جس قدر اس کو

Marfat.com

استاد سے محبت ہوگی اسی قدر علم میں برکت ہوگی۔

دوسرا یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی باطنی برکت عطا فرمادے تو شاگرد سے اس کو

دریغ نہ کرے۔ غرض غذا ظاہری و باطنی کا کچھ حصہ اس کو بھی دیدے۔

اگر کوئی بات غصہ میں کہنے سے شاگرد کیلئے بہتر ہو تو کہے:

حدیث : عن ابی مسعود الانصاری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللّٰہ لا اکاد ادرک الصلوٰۃ مما یطول بنا فلاں فما رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی موعظۃ اشد غضبا من یومئذ فقال یا ایھا الناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فیلخفف فان فیھم المریض والضعیف و ذاالحاجۃ۔

(رواہ البخاری)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص نماز طویل کرنے کی وجہ سے قریب ہے کہ میں نہ پاسکوں (یعنی بد دل ہو کر جماعت چھوڑ دوں) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر برافروختہ ہوئے کہ ایسے کبھی میں نے برافروختہ ہوتے آپ کو نہ دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو نفرت دلاتے ہو۔ جو آدمی نماز میں امامت کرے اس کو چاہیئے کہ (قرأت میں) تخفیف کرے کیونکہ مریض اور ضعیف اور حاجت مند سب قسم کے لوگ نماز میں ہوتے ہیں۔ (بخاری)

اس حدیث سے دو امر متعلق طالب علموں کے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ اگر کچھ اسباق کسی اپنے شاگرد یا ماتحت مدرس کے سپرد کئے جاویں اور وہ طالب علم

Marfat.com

اس کی شکایت کرے تو شکایت سننا چاہیے اور تحقیق کے بعد اس کا انتظام کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ محض اس کے طالب علم ہونے کے سبب اس کو اور اس کی بات کو محض لاشئے سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاوے۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی طالب علم سے کوئی امر نامناسب صادر ہو اور کسی طور سے معلوم ہو جاوے کہ غضبناک ہو کر کہنے سے زیادہ نفع ہوگا تو وہاں اس کی مصلحت کے واسطے غصہ ہی کرنا افضل ہے اس سے اس کی اصلاح کامل ہو جاوے۔ (اصلاح انقلاب امت، ص ۲۹۷ تا ۲۹۹)

بیوی کی تربیت و تادیب کا شرعی حکم:

(۶) اس سلسلہ میں مجھے اپنے "درسِ قرآن" جلد دوم، درس ۲۶۵، صفحہ ۶۰۱ کا مضمون یاد آیا جہاں سورۃ النساء، آیت نمبر ۳۴ میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾ اس آیت میں شوہروں کے حقوق کے سلسلہ میں ارشاد ہے کہ جن بیویوں سے مرد کو بددماغی اور بدخوئی کا قوی احتمال ہو تو ان کی تادیب اور تنبیہ کے سلسلہ میں حق تعالیٰ نے تین ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔ اول زبانی نصیحت و فہمائش کرنے کا حکم۔ دوسری ہدایت ان کو بستروں اور خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دینے کا حکم۔ تیسری ہدایت آخری درجہ میں ان کو مارنے کی بھی اجازت کا حکم۔

اب مفسرین نے بیویوں کو مار مارنے کی جو تشریح حدیث اور ائمہ دین سے فرمائی ہے اس کو ذیل میں درسِ قرآن، جلد دوم، صفحہ نمبر ۶۰۱ سے نقل کرتا ہوں:

" اگر وہ (یعنی بیویاں) شریفانہ سزا اور تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہوں تو پھر ان کو

Marfat.com

معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے مگر مار ایسی ہو کہ عورت کے بدن پر نشان نہ پڑے۔ ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے کی نوبت نہ آئے اور چہرہ پر مارنے کو مطلقاً منع فرما دیا گیا ہے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ مسواک وغیرہ سے مارے جس سے کہ مار کا اثر و زخم نہ ہو۔ مگر اس تیسرے درجہ کی سزا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا کہ شریف اور بھلے لوگ ایسا نہیں کریں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مارنا گو مباح اور جائز ہے مگر نہ مارنا افضل ہے۔

بہر حال اگر اس معمولی مار پیٹ سے بھی معاملہ درست ہو گیا تو مقصد حل ہو گیا۔ تو مردوں کو عورتوں کی اصلاح کے لئے یہ تین اختیارات دیئے گئے اور ان تدابیر سہ گانہ کے ذریعہ اگر وہ تابعدار ہو جائیں تو پھر مردوں کو بھی چشم پوشی اور معمولی باتوں پر الزام تراشی کی تلاش کرنے کی ممانعت کا حکم دیا گیا ہے۔"

شاگردوں کی تادیب کیسی ہو:

اب یہاں قرآنی لفظ **"واضربوھن"** کی جو تفسیر میں نے نقل کی ہے وہ یہ جتلانے کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شوہروں کے حقوق بیویوں پر جو قرآن و حدیث میں بیان کئے ہیں وہ نہایت اہم ہیں اور ظاہر ہے کہ استاد اور شاگرد کے حقوق اس درجہ کے اہم نہیں تو تیسرے اور آخری درجہ میں جب بیویوں کو مارنے کی اجازت دی تو ایک استاد کو شاگرد پر اگر کسی حالت میں شرعاً مارنے کا بھی حق ہو تو استاد کی یہ مار شوہر کی مار کے مثل بحکم قرآنی ہے۔ اگر کم نہ سہی تو زیادہ سے زیادہ اتنی ہی مان لی جائے تو مدرسین کو بس اس درجہ کی مار کی اجازت ہونی چاہئے اور وہ بھی آخری درجہ میں۔ اول نصیحت و فہمائش جس میں ڈانٹ ڈپٹ بھی شامل ہو سکتی ہے۔ دوسرے درجہ میں سرپرست سے شکایت۔ تیسرے

Marfat.com

درجہ میں مار۔ مگر ایسی مار جو اوپر نقل کی گئی اور منہ پر مارنے کی ممانعت ہے۔ مگر ہمارے بعض مدرسین مدرسہ اور مسجد میں بیٹھ کر قرآن و حدیث پڑھاتے ہیں مگر قرآن اور حدیث کے احکام سے بے بہرہ اور غافل ہو کر۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

الغرض میں نے اپنے جذبات کو سکون پہنچانے کے لئے بڑی تعب اٹھائی ہے اور کئی جلسوں یعنی کسی نہ کسی طرح اس تحریر کے خاتمہ پر آیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں اور دین کے کام دین کے طریقہ پر بجا لانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اب میں نے خلیل احمد اور امیر احمد سے کہا ہے کہ وہ فی الحال بچوں کو مدرسہ بھیجنا بند کر دیں اور اس خط کے جواب کا انتظار کریں۔ اگر یہ تحریر کسی درجہ میں سود مند ثابت ہوگی اور نگران تعلیمی کمیٹی نے مدرسین مدرسہ کو فہمائش و ہدایت فرما کر اس ظالمانہ مار پیٹ کو بند کرا دیا اور جواباً تم نے مجھے اس سے مطلع کیا تو بچے پھر مدرسہ میں جانا شروع کر دیں گے۔ اسی لئے میرا تم کو مشورہ ہے کہ تم بملہ نگران کمیٹی کے ممبر حضرات کو میری تحریر پیش کر کے مجھ کو اس تحریر کا جواب جلد از جلد دینے کی کوشش کرنا۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزا

راقم بندہ محمد احمد عفی عنہ

حضرتؒ کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ استادوں کو شاگردوں کے ساتھ ان کے مذاق واستعداد کو سامنے رکھ کر رفق و ملاطفت کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ ان کے نشاط و شوق کے باقی رکھنے کی بھی رعایت کرنی چاہیئے اور استاد صرف ان کے تعلیم علوم ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ ان کے اعمال واخلاق کی بھی حتی الامکان نگرانی کرے۔

Marfat.com

تیری یادیں تیری باتیں تیرے حسین خطوط
اپنے ہمراہ یہی زادِ سفر رکھتے ہیں

Marfat.com

باب : ۷

حضرتؒ کے مکاتیب

داعی کبیر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تاریخ دعوت و عزیمت، جلد سوم، صفحہ ۲۴۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

" تحریر و تقریر کو کامیاب بنانے کے لئے جتنی صفات اور صلاحیتیں اور بلاغت کے اصول و قوانین ضروری ہیں ناقدین ادب نے ان سب کا جائزہ لیا ہے اور ہر عہد میں ان پر بحث ہوتی رہی ہے لیکن بہت کم لوگوں کو اس کا احساس ہوا ہے کہ ان صفات اور صلاحیتوں میں ایک بڑا موثر اور نا قابل فراموش عنصر یا عامل صاحب کلام کا اخلاص اور دردمندی ہے۔ "

مزید لکھتے ہیں:

" تحریر کی قوت، کلام کی تاثیر اور قبول عام و بقائے دوام کے لئے سب سے زیادہ معاون عنصر لکھنے والے کی اندرونی کیفیات، اس کا یقین، دلی جذبہ، کسی حقیقت کے اظہار کے لئے اس کی بے چینی اور بے قراری ہے۔ ایسے کسی شخص کو جو اس اندرونی کیفیت سے سرشار اور اس کو دوسروں میں پیدا کرنے کے لئے

Marfat.com

مضطرب و بے قرار ہو، جب قدرت کی طرف سے ذوقِ سلیم بھی عطا ہو، الفاظ و اسالیب بیان پر ضروری حد تک قدرت بھی حاصل ہو۔ اس کی تحریر میں علم و ادب، عقل و استدلال اور حسن بیان کے ساتھ سوز دروں اور خونِ جگر بھی شامل ہو تو اس کی تحریر میں ایسا اثر اور ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں ہزاروں دلوں کو زخمی کرتی ہے اور سینکڑوں برس گذر جانے کے بعد بھی اس کی تازگی و زندگی اور اس کی تاثیر و قوت تسخیر قائم رہتی ہے۔

بعض اہل دل کے کلام میں جو غیر معمولی حلاوت اور قوت ہے وہ ان کی روح کی لطافت اور قلب کی پاکیزگی اور اندرونی کیفیات و سرمستی کا نتیجہ ہے۔ اس کے لئے وہ کسی خارجی مدد اور مقام اور وقت کے محتاج نہیں ہوتے۔ ان کی خوشی و سرمستی کا سرچشمہ اور ان کی دولت کا خزانہ ان کے دل میں ہوتا ہے۔ خواجہ میر درد نے جو خود صاحبِ دل اور صاحبِ درد تھے اس پورے گروہ کی ترجمانی اس شعر میں کی۔

جایئے کس واسطے اے درد میخانے کے بیچ
کچھ عجب مستی ہے اپنے دل کے پیمانے کے بیچ

(تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ سوم، ص ۲۴۴)

ہمارے اکابر کو اللہ تعالیٰ نے اس باطنی کیفیت، یقین و مشاہدہ، جذبہ ہمدردی، اخلاص و دردمندی، لطافتِ روح اور ذوق سلیم کا بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مکتوبات جو اسلامی ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں اب بھی بندگانِ خدا اور سالکانِ طریقت کے لئے رہنما ہیں۔

Marfat.com

دور حاضر کے ولی کامل حضرت الحاج محمد احمد صاحبؒ نے بھی اپنے متعلقین احباب، مشائخ اور علماء کے نام، گرامی نامے ارسال فرمائے ہیں جو علمی، دینی اور روحانی طور پر رہنما ہیں۔ ان خطوط میں قرآن وحدیث کے انوار اور اکابر اہل اللہ وربانیین علماء کی برکات جھلکتی محسوس ہوتی ہیں۔ ذیل میں حضرتؒ کے صرف تین خطوط من وعن نذر قارئین ہیں۔

بریگیڈیئر (ر) محمد شریف کے نام:

محترمی وعزیزی جناب چودھری صاحب زاداللہ علمہ وعملہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

آپ نے اپنے گرامی نامہ مورخہ ۹۵-۶-۱۹ میں دو امور کے متعلق تحریر فرمایا۔ ایک "درسِ قرآن" کی فری سپلائی کے متعلق بعض ضروری تجاویز۔ دوسرے قضا نماز کی ادائیگی کے متعلق ضروری مسائل وغیرہ۔ احقر اس عریضہ میں پہلے قضا نماز کے متعلق کچھ عرض کرتا ہے۔ اس میں حسب ذیل مراحل ہیں:

(۱) قضا نمازوں (جن میں فرائض و واجب الیل یعنی وتر شامل ہیں) ان کا تعین اور تعداد۔

(۲) قضا نماز کی نیت۔

(۳) قضا نمازوں کو ادا کرنے کی جگہ اور طریق۔

(۴) نوافل کے بجائے قضا نماز کی ادائیگی اولیٰ و افضل [illegible]۔

(۵) حالت اقامت اور حالت سفر کی نمازوں کی قضا۔

(۶) قضا نماز کی ادائیگی کے وقت شرعی عذر کا اعتبار ہوگا۔

Marfat.com

(۷) قضا نمازوں کے ادائیگی کے لئے اوقاتِ ممنوعہ۔

(۸) قضا نمازوں سے متعلق فدیہ اور وصیت کے احکام۔

(۹) جلد ششم کا درس نمبر ۳۔۸ کا مطالعہ، جلد نہم درس نمبر ۱۲۶۶ کا مطالعہ و متفرق مسائل۔

اب ہر نمبر سے متعلق تفصیلات حسبِ ذیل ہیں:

قضا نمازوں کا تعین و تعداد:

نمبر (۱) ایک مسلمان کے لئے بالغ ہونے پر نماز فرض ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اپنے بلوغ کے وقت کا تعین نہیں کرسکتا تو پندرہ سال کی عمر ہو جانے پر بالغ ہو جانا تسلیم کرے اور پھر اس کے بعد سے حساب لگائے کہ کتنے عرصہ کی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ دن، ماہ یا سالوں کے لحاظ سے کتنے عرصہ کی نماز قضا ادا کرنا ہیں۔ اس کا تعین کرلے پھر فرض نمازوں کی ادائیگی دو طرح پر ہے۔ ایک حالت اقامت کی اور دوسرے حالتِ سفر کی۔ اگر یادداشت سے سفر اور حضر کی قضا نمازوں کا تعین نہیں کرسکتا تو گمانِ غالب پر عمل کرے اور بہتر ہے کہ احتیاطاً کچھ زیادہ ہی پڑھ لے۔ سفر و حضر کی قضا نمازوں کا طریق نمبر (۵) میں عرض کیا جائے گا۔

نمبر (۲) قضا کی نماز میں تعین شرط ہے۔ پس اگر بہت سی نمازیں فوت ہوئی ہیں اور ان کی قضا پڑھنے لگے تو ضروری ہے کہ وقت یعنی ظہر یا عصر وغیرہ کا تعین کرے اور یہ بھی تعین کرے کہ فلاں روز کی ظہر یا عصر پڑھتا ہوں اور اگر فوت شدہ نمازوں کی کثرت کی وجہ سے دن کا تعین نہ کرسکے تو اس کا آسان

Marfat.com

طریقہ یہ ہے کہ یوں نیت کرے کہ میں اپنی فوت شدہ ظہر یا عصر کی نماز جو میرے ذمہ ہے اس کی سب سے پہلی فائتہ نماز کی نیت کرتا ہوں۔ ہر نماز کے لئے اسی طرح نیت کر لے۔

قضاء کی ادائیگی میں حزم واحتیاط کی تاکید:

نمبر (۳) قضا نمازوں کی ادائیگی میں جس قدر فرصت ملے پڑھ لیا کرے۔ اپنے گھر میں یا مسجد میں عام نمازوں کے وقت مگر تین اوقات ممنوعہ یعنی طلوعِ آفتاب، وقتِ زوال اور غروبِ آفتاب کے وقت نہ گھر میں پڑھے اور نہ مسجد میں۔ نیز مسجد میں قضا نماز ایسے وقت پڑھے جبکہ سنن اور نوافل ادا کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً عصر کی فرض نماز کے بعد سے مغرب کی نماز کے وقت تک نوافل حنفیہ کے نزدیک مسجد میں نہیں پڑھے جاتے ہیں اس لئے مسجد میں اگر اس وقت قضا نماز ادا کرے گا تو دیکھنے والا سمجھ جائے گا کہ قضا نماز پڑھ رہا ہے جن کا ظاہر کرنا بھی منع ہے۔ گویا مسجد میں قضا نماز اس طرح اور اس وقت پڑھے کہ کسی دیکھنے والے کو قضا نماز کی ادائیگی کا شبہ نہ ہو۔ اپنے کو بے نمازی کبھی ہونا ظاہر نہ کرے۔

چنانچہ وتر کی قضا اگر مسجد میں عشاء کے وقت کے علاوہ دن میں پڑھتا ہو تو تیسری رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھنے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر تکبیر نہ کہے، صرف اللہ اکبر بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ لے۔ اگر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہی تو دیکھنے والا سمجھ لیگا کہ قضا وتر پڑھ رہا ہے۔ اس لئے بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ لے۔ گویا مسجد میں ہی زیادہ قضا نمازوں کی ادائیگی کا موقع ملتا ہے تو جب کہ عام نمازی سنن یا نوافل پڑھتے

Marfat.com

ہیں، قضا پڑھنے والا قضا کی نیت سے قضا ادا کر سکتا ہے۔ جہاں تک ہو زیادہ سے زیادہ قضا نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرے۔ بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ اور گناہ ہے۔ کم از کم ایک وقت میں ایک ہی قضا نماز پڑھ لیا کرے۔

فرائض و واجبات کی ادائیگی سب پر مقدم ہے:

نمبر (۴) جس کے ذمہ قضا نمازیں واجب ہوں تو نوافل پڑھنے کی بجائے قضا نماز میں مشغول ہونا اولیٰ وافضل ہے بلکہ اہم ہے۔ اگر کسی کے ذمہ چند اور تھوڑی نمازیں قضا ہوں تو مشہور سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ جو فرضوں کے ساتھ ہیں اور نمازِ تہجد و اشراق و چاشت و اوابین، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃ المسجد و تحیۃ الوضو جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے، ادا کر کے نمازِ قضا کچھ ایام میں پوری کر لینے کی امید قوی ہو تو اس وقت مذکورہ نوافل اور سنن غیر مؤکدہ ادا کر سکتا ہے۔ مگر قضا نمازوں کی کثرت اتنی ہو کہ مذکورہ نوافل اور سنن غیر مؤکدہ کے اوقات میں بھی قضا نمازیں ادا کر کے پوری ادائیگی مشکل معلوم ہو تو پھر فرائض اور واجب کی قضا میں لگا رہے تا زندگی تاکہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا تو فرائض اور واجبات کی ادائیگی پوری نہ ہونے سے تو بچ جائے۔

سفر و حضر کی قضاء کا حکم:

نمبر (۵) فرض نمازیں حالتِ حضر یعنی وطن میں اقامت کی حالت میں اور سفر میں حضر کے خلاف قصر نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ اگر شرعی مسافر کی نمازیں جو قصر ہیں قضا ہوئی ہیں تو ان کی قضا خواہ اقامت میں ادا کرے یا سفر میں تو وہ

Marfat.com

قصر یعنی حالت سفر کی نمازیں قصر قضا کرے گا۔ تو اگر کوئی اپنی قضا نمازوں میں تعین کرسکتا ہے کہ حالت سفر میں کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں تو وہ حالت سفر کی طرح قصر نمازیں ادا کرے گا جبکہ حالت اقامت کی نمازوں کی قضا مقیم ہونے کی طرح پوری نمازیں قضا ادا کرے گا۔ اگر پوری طرح یادداشت سے حالت سفر اور حالتِ اقامت کا تعین ممکن نہ ہو تو غالب گمان پر عمل کرے۔

نمبر(۶) قضا نماز کی ادائیگی کے وقت اگر کوئی شرعی عذر ہوگا تو اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً جس وقت قضا نماز کی ادائیگی کا ارادہ کیا اور اسی وقت وہ کھڑا ہونے پر قادر نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر پڑھنے پر قادر نہیں تو لیٹ کر یا اشارہ سے پڑھ سکتا ہے تو اسی طرح ادا کرلے اور جب صحت یا قیام پر قدرت ہو جائے تو پڑھی ہوئی نماز کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نمبر(۷) عام نمازوں کے ادا کرنے سے جو تین اوقات مکروہ وممنوع ہیں، یعنی طلوعِ آفتاب، وقتِ زوال اور وقتِ غروب۔ انہی اوقات میں گھر میں یا مسجد میں نماز قضا ادا کرنا بھی ممنوع ہے۔

وصیت کرنا:

نمبر(۸) (۱) اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں اور روزہ قضا ہو گئے اور ان کو قضا کرنے کی مرتے وقت تک نوبت نہ آئی تو اس کو مرتے وقت ان قضا نمازوں اور روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کرنے پر گنہ گار ہوگا۔

(۲) قضا نمازوں اور روزوں وغیرہ کے فدیہ کی وصیت میت کے ترکہ کے ایک

Marfat.com

تہائی مال میں جاری ہوگی خواہ وصیت زیادہ کی ہو۔

(۳) ہر نماز کا فدیہ صدقہ فطر کی مقدار میں یعنی احتیاطاً دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت دی جائے اور ہر وتر نماز اور ہر روزہ کا بھی اسی قدر فدیہ دیا جائے۔

(۴) اگر میت نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا یا اس نے کوئی وصیت نہیں کی تو اس کے وارث یا وارثین پر کوئی چیز واجب نہیں ہے لیکن اگر وارث اپنی طرف سے اپنے مال میں سے یا تقسیم کے بعد اپنے حصہ میں سے احسان کے طور پر ادا کرنا چاہے تو جائز ہے۔

(۵) اگر وصیت کی لیکن اس کا تہائی حصہ قضا نمازوں اور روزوں کے فدیہ کے لئے کافی نہیں ہے تو جس قدر ادا ہو سکتا ہے ایک تہائی میں سے دیا جائے اور باقی کے لئے وارث بطور احسان ادا کر دے۔

(۶) بہت سی یا کل نمازوں اور روزوں کا فدیہ ایک ہی فقیر کو دے دینا جائز ہے۔

(۷) مرض الموت میں کسی شخص کو اپنی نمازوں کا فدیہ دینا جائز نہیں کیونکہ جب تک اشاروں سے نماز پڑھ سکتا ہے تو نماز پڑھنی چاہیئے اور جب اس سے بھی عاجز ہو جائے تو اس زمانہ کی نماز معاف ہے۔

سچی توبہ:

نمبر (۹) (۱) کیسا ہی گنہ گار کیوں نہ ہو اور کیسی ہی زیادتی اپنی جان پر کی ہو حتیٰ کہ کفر اور شرک اور کبیرہ وصغیرہ کیسا ہی گناہ کیا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ سچی توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف

Marfat.com

فرمادیتا ہے۔ اس مضمون کو مختصر کرنے کے لئے درس نمبر ۱۲۶۶، درس قرآن جلد نہم کا ملاحظہ ہو۔

(۲) کفر و معصیت سے سچی اور پکی توبہ کر لینے اور ایمان کے ساتھ عمل صالح اختیار کر لینے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کے مطیع اور فرمانبردار بن جانے پر عذاب جہنم سے بچ جانے اور جنت میں پہنچ جانے کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس کے لئے درس قرآن جلد ششم کا درس نمبر ۳ سے ۸ ملاحظہ فرمالیا جائے۔

فقط والسلام۔ دعا گو و دعا جو

احقر بندہ محمد احمد عفا اللہ عنہ۔ کراچی

کرنل (ر) قاری فیوض الرحمٰن کے نام:

محترمی و معظمی! ادامت برکاتہم و فیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت والا کی جدید تالیف لطیف "تعارف قرآن" لاہور سے طلب کی تھی جس کے مطالعہ سے الحمد للہ مشرف ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کو جو علمی وسعت و دینی صلاحیت عطا فرمائی ہے آپ نے اس کا حق ماشاء اللہ بطریق احسن متعدد بابرکت تالیفات شائع کر کے ادا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ تالیفات کو قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور آپ کے درجات عالیہ میں مزید رفعت و ترقی عطا فرمائیں۔ آمین۔

"تعارف قرآن" میں جن گرانقدر، عالی مرتبت حضرات مفسرین، اولیائے کرام و بزرگان دین کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس مبارک فہرست میں اس عاجز و

Marfat.com

ناکارہ کا نام آ جانے پر ایک طرف تو شرم وندامت سے سر جھک جاتا ہے کہ کہاں ذی شان جلیل القدر حضرات مفسرین اور کہاں یہ احقر ناکارہ! من آنم کہ من دانم۔ دوسری طرف حق تعالیٰ کا عطا کردہ یہ غیر اختیاری شرف وعزت کہ ایسے ذی شان، عالی مقام، بلند پایہ بزرگانِ دین کی فہرست میں اس احقر کا نام آجانے سے کیا عجب ہے کہ حضرات اکابر کا کفش بردار ہو کر میدانِ حشر میں اس عاجز مسکین کو کھڑا ہونا نصیب ہو جائے اور حضرات اکابر کے درجاتِ عالیہ کے طفیل میں میری بھی مغفرت ہو جائے۔

''تعارف قرآن'' میں پورے ایک صفحہ میں اس احقر کا تذکرہ فرما کر مجھے جو شرف وعزت آپ نے عطا فرمایا ہے اس پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور آپ کے لئے دل سے دعا گو ہوں۔ جزاک اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

اتفاق امر کہ احقر اور جناب ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی صاحب کے تذکرہ کتاب میں ساتھ ہی یکے بعد دیگرے آ گئے ہیں۔ ڈاکٹر بلگرامی صاحب میرے ہم عمر ہونے کے علاوہ الہ آباد میں کالج میں میرے ہم سبق اور کلاس فیلو بھی تھے۔ کالج میں ان کے اور میرے ایک ہی مضامین تھے۔ ان کے تعارف صفحہ ۳۵۸ پر ایک غلطی کتابت کی نظر سے گذری وہ یہ کہ سطرے میں ۱۹۳۵ء میں پاکستان لوٹنا تحریر ہے۔ ۱۹۳۵ء کی بجائے ۱۹۵۳ء ہونا چاہیئے تھا۔

''تعارف قرآن'' میں آپ کے تذکرہ کا بھی حق تھا کیونکہ ماشاء اللہ آپ بھی مفسرین کی فہرست میں اپنی تالیف تفسیر سورۃ العصر کی بنا پر شامل ہیں۔ غالباً آپ کی صفت تواضع نے آپ کو اپنے تذکرہ سے روکا۔ قارئین ''تعارف

Marfat.com

قرآن" کے لئے باعث دلچسپی ضرور ہوتا۔ بہر حال ماشاء اللہ آپ کی تالیفات آپ کے تعارف کے لئے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مزید آپ کو نوازیں۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

فقط والسلام

احقر العباد بندہ محمد احمد عفا اللہ عنہ

کراچی

قاری فیوض الرحمٰن کے نام دوسرا خط:

معظمی و محترمی حضرت الحافظ القاری جناب ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی

کافی عرصہ کے بعد آں محترم کی یاد تازہ ہوئی۔ مرسلہ چار رسائل بذریعہ ڈاک موصول ہوئے۔ حضرت والا نے اس احقر ناکارہ کو اس مبارک ھدیہ سے نوازا جس کے شکریہ کے لئے میرے پاس رسمی الفاظ نہیں۔ بس متاثر دل سے بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہوں کہ مولائے کریم اپنی خاص نوازشات، انعامات و احسانات سے آپ کو مزید نوازیں اور اس پر اخلاص دینی خدمت کو قبول فرمائیں اور اپنے قرب خاص کے درجاتِ عالیہ سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

یہ احقر تو اپنی ضعیفی اور کبرسنی کی وجہ سے گوشہ گیر ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے باوجود لکھنو (انڈیا) سے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ، جو کافی عرصہ سے مختلف امراض کی بنا پر صاحب فراش ہیں ان کا محبت نامہ احقر کو

Marfat.com

موصول ہوا تھا جس میں حضرت نے تحریر فرمایا تھا کہ اب میں اپنے آخری ایام زندگی گذار رہا ہوں، اس حال میں جہاں میری کچھ اور خواہشات ہیں وہیں ایک خواہش یہ ہے کہ آپ سے ایک ملاقات ہو جائے۔ حضرت مولانا کے ان الفاظ نے احقر کو مجبور کر دیا کہ باوجود اپنی ضعیفی کے اور موسم سرما کے ہونے کے ۴ دسمبر ۱۹۹۱ء کو احقر انڈیا کے لئے روانہ ہو گیا تھا اور لکھنو، دہلی، سہارنپور اور تھانہ بھون ۱۴ دن کے قیام کے بعد کراچی واپس آ گیا۔ اس سفر سے واپسی پر نزلہ، زکام کی شدت میں گرفتار رہا۔ اب بحمد اللہ کچھ طبیعت درست ہے تو درسِ قرآن کی بارہویں جلد موسومہ " تکملہ درسِ قرآن " کی ترتیب میں مصروف ہوں جس میں مضامین قرآنی مختلف عنوانات کے تحت یکجا جمع کر رہا ہوں۔ عنوانات فقہی و حدیث کے موافق تجویز کئے ہیں اور پورے قرآن شریف کی ہر آیت یا جملہ کو کسی متعلقہ عنوان کے تحت یکجا درسِ قرآن کی گیارہ جلدوں کے حوالہ سے ترتیب دے رہا ہوں۔

گویا ایک طرح قرآنی انڈکس کی شکل ہو جائے گی اگر حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور تائید و توفیق سے اس کام کی تکمیل کرا دی۔ اب تو ماشاء اللہ درسِ قرآن کی بھی اشاعت کافی بڑھ گئی ہے اور رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ نے اس درسِ قرآن کو منظور کر لیا ہے اور اس کی اشاعت میں قابل قدر مالی استعانت فرمائی ہے۔

چنانچہ اسلام آباد میں رابطہ عالمِ اسلامی کے دفتر نے ادارہ ھذا سے ۱۷۵ سٹ بغرض تقسیم حاصل کئے ہیں۔ یہ آپ حضرات محبین درسِ قرآن کی دعاؤں

Marfat.com

کا اثر ہے کہ جو حق تعالیٰ نے اس کی اشاعت کو غیر معمولی شرف عطا فرمایا ہے اور اب اردو خواں امت مسلمہ دنیا کے اکثر ممالک میں بفضلہ پہنچ گیا ہے۔ ﴿ ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذو الفضل العظيم ﴾

میں لکھنا کیا چاہتا تھا اور لکھ کیا گیا۔ حضرت والا نے اس احقر کو اپنی عنایت سے نوازا۔ تالیفات مرسلہ کو بڑے شوق اور محبت کے جذبہ سے احقر اور متعلقین خانہ مطالعہ کریں گے۔

پھر جو فرنٹیر پبلشنگ کمپنی نے فاتحہ پر ان کتب میں اپنی دیگر مطبوعات کی فہرست طبع کی ہے اس کو دیکھ کر تو اس احقر کی عقل دنگ رہ گئی۔ **ھٰذا من فضل ربی** کے سوا اور کیا کہوں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت جملہ تالیفات کو عطا فرمائے۔ ان شاء اللہ بعض دوسری مذکورہ تالیفات سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، فی الحال انڈیا (دہلی) سے "علمائے ہند کی شاندار ماضی" چار حصص میں شائع کر رہا ہوں اور اپنے ہند و پاک کے اکابر علمائے اسلام کی قربانیاں جو وہ پیش کر گئے اس سرزمین میں اسلام کو زندہ رکھنے اور کرنے میں اس سے دل بے حد متاثر ہے کہ وہ کیا کر گئے اور ہم آج کیا کر رہے ہیں۔ غالباً آں محترم کے مطالعہ میں یہ کتاب آئی ہوگی۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

فقط والسلام مع الاکرام

احقر بندہ محمد احمد عفی عنہ

حضرت حاجی صاحبؒ کا سلسلۂ مکاتیب عظیم خزانہ، گنج گراں مایہ، اپنے احباب و متعلقین پر خصوصی نظر شفقت و توجہ اور محبت و عنایت کے آئینہ دار ہی نہیں بلکہ خود حضرت

Marfat.com

حاجی صاحبؒ کے عظمت مقام، تربیت کے انداز، عجز و انکسار اور ان کے کامل اخلاقی اقدار بھی واضح کرتا ہے۔

ان خطوط میں پند و نصائح کے جواہر بھی ہیں، انابت الی اللہ، عبدیتِ کاملہ اور وارفتگی و عشقِ رسول ﷺ کے موتی بھی جابجا ٹکے ہوئے ملتے ہیں۔ اگر برادرم مولانا مفتی حبیب احمد صاحب محنت کریں اور حضرتؒ کے مرسلہ تمام خطوط کو یکجا کتابی شکل میں شائع کردیں تو نفع عام اور افادہ عام ہوگا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب : ۸

تفسیری جھلکیاں اور اکابر کی رائے

حضرت الحاج محمد احمد صاحب نے ساری زندگی جو قرآن مجید کی خدمت کی اور درس قرآن دیا، وہ درسِ قرآن کے نام سے گیارہ جلدوں میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر عوام وخواص میں یکساں مقبول ہو چکا ہے۔ اس میں سہولت یہ ہے کہ دس پندرہ منٹ کا ہر ہر درس جدا جدا کر کے لکھ دیا گیا ہے۔ یہ عوام وخواص کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ افادہ عام کے لئے چند جھلکیاں اور ان کی تلخیص نذر قارئین ہیں۔

مرغوبات سے محبت کو مقصدِ زندگی نہ بنایا جائے:

﴿زین للناس حب الشهوات من النسآء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحرث ذلك متاع الحيوة الدنيا والله عنده حسن الماٰب﴾

(آل عمران:۱۴)

ترجمہ: خوشنما معلوم ہوتی ہیں لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی۔ عورتیں ہوئیں، بیٹے ہوئے، لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نشان لگے

Marfat.com

ہوئے گھوڑے ہوئے، مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی۔ یہ سب استعمال کی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

تفسیر: یہاں آیت میں دنیا کی چند اہم مرغوب چیزوں کا نام لے کر بتلایا گیا ہے کہ دنیا میں رہنے والے افرادِ انسانی کے لئے خواہشات نفس کے حصوں کی محبت طبعی طور پر باعث دلچسپی اور دل کشی بنا دی گئی ہے۔ اس لئے بہت سے لوگ ان شہوات و خواہشات میں پھنس کر خدا سے غافل ہو جاتے اور آخرت کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ جن چیزوں کا نام اس جگہ لیا گیا ہے وہ عام طور پر انسانی رغبت و محبت کا مرکز ہیں اور ان میں سب سے پہلے عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ دنیاوی لذتوں اور شہوتوں کی یہ منتہیٰ ہیں۔ متاعِ دنیا میں مردوں کو کسی چیز کی محبت عورتوں کی محبت کو نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں کہ جو مردوں کے لئے ضرر رساں ہو۔ دوسرے درجہ میں بیٹوں کی محبت ہے۔ لوگ یہی خواہش کرتے ہیں کہ ہمارے بیٹے ہوں جو وقت پر ہمارے مددگار و معین ہو سکیں اور ہمارے جانشین بن سکیں۔ اس کے بعد تیسرے درجہ میں سونے اور چاندی کے جمع کیئے ہوئے خزانوں کی محبت ہے جن کو انسان اپنی تمام خواہشات اور لذت کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ جانتا ہے اس لئے سونے چاندی سے بھی دلی شغف اور انسِ خاطر ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد آرام و آسائش، عیش و طرب کے مظاہرہ کی ضرورت پڑتی ہے تو چوتھے درجہ میں خوبصورت اور فربہ گھوڑوں اور سواریوں کی محبت ہے کہ جو سفر اور سیر و تفریح کا

Marfat.com

ذریعہ ہیں اور ظاہری شان و شوکت اور عزت و وجاہت اور فخر و مباہات کا سبب ہیں۔ پھر پانچویں درجہ میں چوپایوں اور مواشی کی محبت ہے۔ یعنی اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ اور بکری کی محبت ہے جو انسان کا ذریعہ معاش ہیں۔ گوشت اور دودھ کی غذا انہیں سے میسر آتی ہے اور اون و کھال و چمڑا بھی انہی چوپایوں سے حاصل ہوتا ہے جس سے طرح طرح کی انسانی ضرورتوں و راحتوں کی چیزیں بنتی ہیں۔ مثلاً شال، دوشالہ کمبل، چادر، جوتے وغیرہ بنتے ہیں۔ اور چھٹے درجہ میں کھیتی یعنی زراعت کی محبت ہے جس پر انسان کی حیات کا دارومدار ہے۔ کھیتی وکاشت اگرچہ ضرورت کے لحاظ سے سب سے اول ہے لیکن شہوت ولذت کے اعتبار سے سب سے آخر ہے۔ اس لئے اس کو سب سے اخیر میں ذکر میں فرمایا تو یہ سب چیزیں انسان کو دنیا میں طبعاً مرغوب اور پسندیدہ ہیں اور اکثر لوگ ان کی محبت میں حد سے زیادہ گرفتار ہو جاتے ہیں اور ان کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہو کر خدا کو اور آخرت کو بھلا بیٹھتے ہیں۔

مقصود بیان یہ ہے کہ یہ دنیا کی ساری مرغوبات بہت زیادہ دل لگانے کے قابل نہیں۔ انہیں مقصد زندگی نہ بنایا جائے بلکہ تعلیم شریعت کے مطابق اعتدال کے ساتھ ان کی طلب اور ضرورت کے موافق ان کو جمع کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا اور ان کو آخرت کی فلاح کا ذریعہ بنانا چاہیئے۔

(درس قرآن، جلد دوم، پارہ ۳، صفحہ ۱۵۵)

عبادالرحمٰن کے اوصاف:

☼ و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً و اذا

Marfat.com

خاطبهم الجٰهلون قالوا سلٰماً ﴿ (فرقان:۶۳)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جہلا ان سے بات کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کرتے ہیں۔

تفسیر وتشریح: یہاں آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مطیع، فرمانبردار اور اطاعت گذار بندوں کو عباد الرحمٰن فرمایا۔ ویسے تو اللہ کے بندے سبھی ہیں، کافر ومشرک بھی اسی کے بندے ہیں کیونکہ سبھی کو خدا نے پیدا کیا ہے مگر یہاں مخصوص فرمانبردار بندے مراد ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو اپنے نیکوکاری ہی کے سبب بندگان خدا کہلانے کا خصوصی حق ہے۔ پھر یہاں عباد اللہ نہیں فرمایا بلکہ عباد الرحمٰن فرمایا حالانکہ عباد کے ساتھ لفظ اللہ عام طور پر زیادہ مناسب سمجھا جاتا ہے تو مفسرین نے یہاں عباد الرحمٰن فرمانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ تخلیق، تربیت اور ابقاء وغیرہ تمام احسانات کی اصل علت رحمت الٰہیہ ہے۔ اگر حق تعالیٰ رحمٰن نہ ہوتے تو کائنات پیدا نہ ہوتی یا پیدا ہوتی تو باقی نہ رہتی یا باقی رہتی تو اس کی تربیت وترقی کے اسباب معدوم ہوتے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے جو ہر انسان کی واحد کفیل ہے۔ ان آیات میں صاحبِ ایمان بندوں کی دو صفات بیان ہوئیں۔ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب کوئی جاہل ان سے الجھے تو وہ جواب میں رفع شر کی بات کہہ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

(درسِ قرآن، جلدِ ہفتم، صفحہ ۶۲۸، سورہ فرقان)

قرآن کے حقائق وثمرات:

سورہ ذاریات، پارہ نمبر ۲۷، آیت ۳۹ تا ۴۶ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

٭قرآنی واقعات نافرمان قوموں کی سزا کے بار بار قرآن کریم میں دہرائے گے ہیں اب ان کی حیثیت زیادہ سے زیادہ یہ رہ گئی ہے کہ کسی مسجد میں کوئی ملا مولوی چند نمازیوں کے سامنے ان کو پڑھ دے اور وہ سن لیں اور بس قصہ ختم۔ نہ قوم کے لئے یہ قرآنی واقعات عبرت کے باعث ہیں نہ نصیحت کا ذریعہ۔ کیونکہ اب اس قوم اور ملک میں قرآن کی حیثیت دین و دنیا کی صلاح وفلاح اور دونوں عالم کے نجات دہندہ کی تو حقیقت میں سمجھی نہیں جاتی، اس میں ہمیں ہمارے مسائل کا حل نظر ہی نہیں آتا تو اس کے اوپر کان دھرنا، اس سے عبرت حاصل کرنا، اس سے نصیحت پکڑنا، اس کے احکام کی پابندی کرنا، اس کی ممانعتوں سے بچنا۔ اس کا کیا سوال؟ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ...

رقیبوں نے لکھائی ہے رپٹ جا جا کہ یہ تھانہ میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

بہر حال قرآن کا قرآن ہونا کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے، کوئی قوم اور ملک اسے اپنائے یا نہ اپنائے، کوئی اسے اپنا نجات دہندہ سمجھے یا نہ سمجھے۔ قرآنی احکام اور خبریں اپنی جگہ اٹل ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نتائج احکام خداوندی سے نافرمانی کے بتلا دیئے ہیں وہ پیش آنا لازمی اور لابدی ہیں۔ اب دیر یا سویر اللہ کی حکمت اور مشیت پر موقوف ہے۔ اللہ اس قرآن کی حقیقی عظمت اور اس کی قدر دانی اس ملک اور قوم کو بھی نصیب فرما دیں اور اس سے انحراف کے وبال کو ہم پر سے ٹال دیں۔ آمین۔

(درسِ قرآن، جلد دہم، صفحہ ۱۴۱)

Marfat.com

درسِ قرآن علماء کی نظر میں:

حضرت حاجی صاحبؒ کے درسِ قرآن کو اللہ نے جو مقبولیتِ عامہ عطا فرمائی وہ ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوا کرتی۔ جب درسِ قرآن زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ان علماء کرام نے جن آراء کا اظہار کیا ان کی تحریرات کے اقتباسات افادہ عام کے لئے پیش خدمت ہیں۔

جامع و نافع تفسیر:

شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

حاجی محمد احمد صاحبؒ نے درسِ قرآن کے متعلق اپنے مدت مدید کے تجربہ کی بنا پر منجانب اللہ ایسی جامع و نافع اور مختصر تفسیر قرآن مجید مرتب فرمائی جو عام فہم اور زود فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دین مبین کی ہمہ گیر ضروریات پر مشتمل ہے اور اپنی خصوصیات و جامعیت کے لحاظ سے یہ تفسیر ایک انفرادیت کا مقام رکھتی ہے۔ جیسے جیسے اس کی اشاعت ہوگی مسلمانوں کے لئے اس کی ضرورت وطلب روز افزوں ہوگی۔

عظیم قرآنی خدمت:

شیخ الحدیث محدثِ کبیر استاذی الکریم حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

درسِ قرآن زبان کی سلاست وروانگی اور خطاب میں سادگی اور دل نشینی اور مسلک اہل حق کا پورا پورا لحاظ اور اتباع "درسِ قرآن" کی اہم خصوصیات

Marfat.com

ہیں۔ اللہ اس عظیم قرآنی خدمت کو قبول فرمائے۔

مسلکِ اسلاف کی اتباع:

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحبؒ شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اشرفیہ فرماتے ہیں:

درسِ قرآن کی سب سے اہم اور قابلِ قدر چیز یہ ہے کہ کسی موقع پر سلف کے مسلک سے ذرہ برابر انحراف نہیں بلکہ پوری طرح ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مضامین قرآن کی تشریح و تحقیق کی گئی ہے۔

عوام کے لئے نافع:

شیخ طریقت حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں:

حضرت حاجی صاحبؒ کی تفسیر درسِ قرآن عوام کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس کتاب میں متعدد اردو عربی متداول تفاسیر و کتب احادیث و سیر و تواریخ اور دیگر مذہبی کتب و رسائل سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مبارک سلسلہ:

حضرت مولانا سبحان محمودؒ فرماتے ہیں:

درسِ قرآن کے اس مبارک سلسلہ کو ہر اسکول کالج، مساجد اور گھروں میں جاری کرنا چاہیئے۔

مضامین پر اعتماد:

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

"کوئی مدرسہ اور کوئی گھر اس درسِ قرآن سے خالی نہ رہے"

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے درسِ قرآن کو حرفاً حرفاً پڑھا ہے۔ مضامین پر اعتماد ہے۔"

ان افراد اور علماء کے علاوہ کئی جرائد نے بھی اپنی تقاریظ ثبت کیں جس سے درسِ قرآن کے درجہ استناد کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم حضرت حاجی صاحبؒ کو اس تفسیر کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اپنے انداز کی پہلی تفسیر:

احقر نے بھی اس وقت ماہنامہ الحق میں درسِ قرآن پر تبصرہ و تعارف کے عنوان سے اپنی رائے لکھی تھی۔ وہی تحریر من وعن نذرِ قارئین ہے۔

" قرآنِ حکیم کی تعلیمات تمام مسائل کا حل اور مشکلات کی شاہ کلید ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے مالٹا کی جیل میں پانچ سال کے مسلسل فکر و تدبر کے بعد امت کے زوال و انحطاط کے جن دو اسباب کی نشاندھی کی تھی ان میں قرآنی تعلیمات سے جہالت کو تمام رسوائیوں کا پیش خیمہ قرار دیا تھا۔ پھر عملی طور پر خود قرآنِ حکیم کا آسان ترجمہ و تفسیر کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے جلیل القدر تلامذہ، حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھیؒ اور اسی مکتبِ فکر کے روحانی فرزند حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ ہی کی ہدایات کے مطابق جگہ جگہ درسِ قرآن و دورہ تفسیر کے

Marfat.com

سلسلے شروع ہوئے۔ دورۂ تفسیر و تراجم قرآن کا یہ مقدس جال پورے ملک میں پھیل چکا ہے۔ قرآن حکیم کی اردو تفاسیر کا سلسلہ چلا تو اس میں شیخ الہند ہی کے ترجمہ و تفسیر قرآن نے سب کو بنیاد فراہم کی اور بحمد اللہ اب علمی اور فنی اعتبار سے اردو زبان تفاسیر کے عظیم ذخیرے سے مالا مال ہے۔

مگر ضرورت تھی اس بات کی کہ مشکل علمی مباحث، فنی مسائل، دقیق نکات سے ہٹ کر خالص رشد و ہدایت اور وعظ و ارشاد کے پہلو کو سامنے رکھ کر قرآن حکیم کے ترجمہ و تفسیر کو حضرت شیخ الہندؒ کے مشن کی تکمیل میں اس قدر آسان کر دیا جائے کہ عام لکھے پڑھے اردو خواں حضرات بھی جب استفادہ کرنا چاہیں تو وہ روزانہ ایک سبق کے طور پر قرآنی ہدایات بآسانی پڑھ سکیں۔

حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا گیارہ جلدوں میں درس قرآن اس سلسلہ کی عظیم پیش رفت ہے جو اپنے طرز تحریر، آسان اسلوب، رشد و ہدایت اور عام فہمی میں اپنے انداز کی پہلی تفسیر ہے جس کا روزانہ ایک تفسیری درس پندرہ بیس منٹ میں بآسانی مساجد کے حلقوں، تبلیغی سوسائٹیوں، تعلیمی نشستوں اور اپنے گھروں میں پڑھا اور سنایا جا سکتا ہے۔

درس قرآن بارگاہ صمدیت میں قبول بھی ہے جسے قلیل مدت میں مؤلف کے حین حیات میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے بہشتی زیور اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کے فضائل اعمال کی طرح ہزاروں کی تعداد میں بار بار چھپنے اور تقسیم ہو جانے کی نوبت حاصل ہو رہی ہے۔ ہماری خالص دینی تبلیغی اور اصلاح انقلاب امت کے نقطہ نظر سے یہ قطعی رائے اور احباب کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ

Marfat.com

اس درسِ قرآن سے استفادہ اور اس کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔"

اختتامیہ:

قرآنِ کریم دنیا کی وہ واحد آسمانی کتاب ہے جس کا لفظ لفظ حقیقت اور حرف حرف سچائی کی دلیل ہے۔ یہ کتابِ ہدایت قیامت تک کے لئے حقائق و عبر اور رشد و ہدایت کا واضح نمونہ ہے۔ پورے قرآنِ مجید میں ہمارے لئے نصیحت کا وافر بیان و سامان موجود ہے۔ دنیا میں قرآنِ کریم کی کئی تفاسیر موجود اور مطبوع ہیں ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں عرق ریزی سے کام کر کے بڑی عمدہ ترتیب اور دلکش پیرائے میں مضامینِ قرآن کو بیان کیا ہے۔ ہمارے ممدوح جناب الحاج محمد احمد صاحبؒ کی تفسیر بھی ظاہری و معنوی ہر دو اعتبار سے واقعی بڑی عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اس کارِ خیر پر اجرِ جزیل سے نوازے اور تفسیر ہذا کو امت کے لئے نفع بخش اور سود مند بنائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب : ۹

معالجین کے مشاہدات اور تاثرات

مخدوم ومکرم حضرت حاجی صاحبؒ ایک انسان تھے اور انسانی تقاضوں سے معمور بھی۔ انسانی فطرت ان کے بھی خمیر میں موجود تھی۔ صحت کے ساتھ بیماری انسان کی فطری لاچاری ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ بیمار ہوتے تو زیادہ تر روحانی معالجے پر توجہ دیتے تھے مگر اس میں توغل نہ تھا، مادی علاج کی سنت پر بھی عمل پیرا رہتے تھے۔ امراض کی یلغار، جان لیوا بیماریاں، امراض چشم اور امراض قلب وسینہ کے مسائل وعوارض سے گذرتے رہے۔ امراض قلب وسینہ کے ماہر جناب ڈاکٹر حافظ محمد ایوب سے علاج، معائنہ اور مشاورتیں بھی ہوتی رہیں۔

ذیل میں بطور نمونہ صرف ان ہی کا ایک مکتوب من وعن نذر قارئین ہے جس میں موصوف کے تاثرات، مشاہدات اور چشم دید واقعات درج ہیں۔ جس سے حضرت حاجی صاحبؒ کی سیرت واخلاق، صبر وشکر، محامد ومحاسن اور شمائل وخصائل، انابت وعبدیت اور تفویض وتوکل کے کئی ابواب نمایاں ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

محترمی ومکرمی جناب امیر احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرتِ اقدس علامہ محمد احمد صاحب قدس سرہ کے سوانح اور متعلقات کو ایک کتابی شکل دینے کے سلسلے میں القاسم اکیڈمی کا والا نامہ جو اس احقر کے نام آیا ہے نہایت مسرت کا موجب ہے لیکن چراغ کو سورج سے چہ نسبت۔ ہم جیسوں کا شمار راندۂ درگاہ اور نالائقوں کی ٹولی میں ہوتا ہے۔

حق ادا نہ ہوا:

حضرت حاجی صاحبؒ کا شمار ان برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے جس کی تعریف کے لئے خود لغت الفاظ تلاش کرتی ہے، میری کیا بساط؟ ہاں! البتہ ایک معالج کی حیثیت سے چند ایک تاثرات پیش خدمت ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ "حق ادا نہ ہوا"۔

یہ آنجناب جانتے ہی ہیں کہ یہ احقر بھی کسی کی "زلف کا اسیر" ہے اور وہ ہستی بھی کیا ہستی ہے جس کے روحانی مقام سے "دنیا واقف ہے"۔ ایک کامل ولی، بلکہ ولایت کے مقام میں ممتاز درجہ پر فائز۔ بتائیے ایسی ہستی سے ۲۸ سال کے تعلقِ روحانی نے یہ فرصت ہی نہ دی کہ کسی اور کی ذات سے بھی فیض حاصل کیا جائے۔ اس کی ضرورت ہی نہ ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ اپنے مربی و شیخ کی مجالس کے علاوہ کہیں بھی طبیعت نے اجازت نہ دی اور حضرت علامہ صاحبؒ کی مجالس سے باقاعدہ مستفیض نہ ہو سکا۔ البتہ اتنا عرض کروں کہ:

Marfat.com

حضرت تھانویؒ سے فیض صحبت:

میرے مربی شیخ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم خود حضرت حاجی صاحبؒ کی بزرگی، تقویٰ اور درسِ قرآن کے معترف ہیں اور کئی بار فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کی صحبت سے براہ راست فیض حاصل کیا ہے۔

سوال نامہ میں جو سات سوال ترتیب سے درج ہیں، احقر اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ترکی بہ ترکی ان کے جوابات تحریر کرے۔ البتہ ایک مختصر سا "تاثر" حضرت حاجی صاحبؒ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے پیش خدمت ہے۔ "گرقبول افتدزہ عزوشرف"

صابر، حلیم اور منکسر المزاج:

حضرت اقدسؒ عمر کے اس حصے میں پہنچ چکے تھے جسے "ضعیفی" کہا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرتؒ کمزور سے کمزور تر ہوتے جا رہے تھے اور ویل چیئر (Wheel Chair) پر آپ کے ہمراہ یا دوسرے احباب کے ساتھ کلینک تشریف لاتے تھے۔ میرا پہلا تاثر یہ ہوتا تھا کہ آپ بے پناہ صابر، حلیم الطبع اور عاجزی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میں خود انتہائی معمولی انسان ہوتے ہوئے بھی مجھ سے ان کا رویہ نہایت مشفقانہ ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی تکالیف کا بھی بہت ہی مختصر اظہار فرماتے تھے۔

عمر کی نسبت سے چونکہ سماعت کم ہوتی جا رہی تھی اور آواز بھی اکثر دھیمی ہو جاتی۔ میں نہایت قریب ہو کر اکثر حضرتؒ کا معائنہ کرتا تھا (اور اندر ہی اندر حضرتؒ کی روحانی شعاعوں اور برکتوں سے مستفید بھی ہوتا رہتا تھا) حضرتؒ

Marfat.com

نہایت انہماک اور دلجمعی کے ساتھ اپنا معائنہ کرنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔

دورانِ گفتگو حضرت حاجی صاحبؒ کا تعلق یوں لگتا تھا گویا اب بھی اللہ تعالیٰ سے ربط قائم ہے، توکل تو کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور اس آرزو کا بار بار اظہار فرماتے کہ میری طبیعت اس قدر سنبھل جائے کہ "مدینہ منورہ" پہنچ جاؤں۔ اس آرزو کا بار بار تذکرہ فرماتے۔ دعا کے لئے جب بھی احقر نے عرض کیا دل کھول کر دعائیں فرماتے جس میں دین کی ترقیات کے علاوہ ترقی رزق، عافیتِ اہل وعیال اور صحت وتندرستی کی دعائیں ضرور شامل ہوتیں۔

راضی بہ رضائے الٰہی:

اس دنیا سے پردہ فرمانے سے چند روز قبل بھی کلینک میں تشریف لائے۔ حضرت حاجی صاحبؒ اس وقت کافی کمزور، نحیف، لاغر اور ان کا بلڈ پریشر تنزلی کی طرف (LOW) مائل ہو چکا تھا۔ آواز بالکل ہی کمزور ہو چکی تھی، بہت ہی قریب ہو کر سننا پڑ رہا تھا، نبض بھی تیز چل رہی تھی۔ لیکن ان کے تقویٰ کی یہ برکت تھی کہ اب بھی نہایت پرعزم اور استقلال اور ہشاش بشاش تھے اور اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ اللہ والے واقعی اس دنیا میں جس حال سے بھی دوچار ہوتے ہیں، لیکن "راضی برضا رہتے ہیں"۔

حضرت حاجی صاحبؒ اس وقت بھی یہی آرزو اپنی زبان مبارک سے فرماتے رہے کہ مجھ میں اتنی قوت اور صحت آجائے کہ یہاں سے بذریعہ ہوائی سفر مدینہ منورہ تک پہنچ جاؤں اور بس!

آہ! قربان جایئے! اور پھر چند روز ہی بعد حضرت حاجی صاحبؒ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

کام کرنے کا موقع اور انتہائی قریب ہونے کی سعادت پاکستان وجود میں آنے کے بعد حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۸ء سے میں اور موصوف ایک ہی دفتر میں کام کرتے رہے اور رہائش بھی قریب رہی یعنی پڑوسیوں کی حیثیت سے رہے، شروع سے مولوی صاحب کو میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی کم گو، متحمل مزاج، نرم گو، معاملہ فہم، انتہائی مستقل مزاج، منصف مزاج، دینی احکام پر سختی سے پابندی کرنے والے، سچائی کے مقابلے میں بڑے سے بڑے خطرہ کو خاطر میں نہ لاتے اور بے خوف سچ پر عمل پیرا رہنے والے انسان کے طور پر ان کو دیکھا کبھی اپنے بچوں پر سختی کرتے نہیں دیکھا، لیکن اصولوں پر کسی طور پر بھی سودے بازی ہرگز قبول نہ فرماتے۔

حج پر جاتے اور آتے وقت سامان برابر تھا:

آپ جب حج پر تشریف لے گئے تو انتہائی مختصر سامان ساتھ تھا ایک دستی پنکھا بھی تھا جب حج سے واپسی کا پروگرام ہمیں معلوم ہوا تو ہم ان کے استقبال کے لئے ائیر پورٹ گئے مسافر اترنا شروع ہوئے ہر مسافر اپنے سامان سے لدا پھدا آرہا تھا آپ بھی آتے نظر آئے دیکھا وہی سامان ہاتھ میں ہے جو لے گئے تھے اور وہ پنکھا بھی ہاتھ میں ہے جو دوران استعمال ٹوٹ گیا تھا۔

دفتر کی گاڑی میں نہیں جاؤں گا:

سب نے استقبال کیا سب عام روایت کے مطابق مختلف انداز میں جذبات کے اظہار میں مصروف ہو گئے مگر آپ انتہائی اطمینان وسکون سے ملے اور فوراً فرمایا کہ سفر مکمل ہونے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے اور دعا میں

Marfat.com

مصروف ہو گئے اختتام پر میں نے کہا کہ آیئے گاڑی میں بیٹھئے فوراً فرمایا کہ گاڑی دفتر کی لائے ہو۔اس میں نہیں جاؤں گا میں نے کہا کہ دفتری گاڑی کے استعمال کے قانونی چارجز میں ادا کروں گا تب مسکرائے اور بیٹھ گئے یعنی اس وقت بھی آپ کو یہ وسوسہ ہوا کہ گاڑی کے ناجائز استعمال کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔

شادیوں میں سنت کی پابندی کا اہتمام:

محمد اقبال احمد صدیقی مرحوم لکھتے ہیں کہ

۱۹۳۶ء میں جناب حاجی محمد احمد صاحبؒ کی چھوٹی ہمشیرہ سے میری شادی طے پائی تو لڑکے والوں اور لڑکی والوں کے لئے ایک تحریری پمفلٹ بسلسلہ شادی تمام اصول وضوابط مطابق شریعت مطہرہ کے خود موصوف نے تحریر فرما کر طرفین کو پابند کیا کہ کوئی رسم ورواج ہرگز خلاف شرع نہیں ہوگا۔ بالآخر نومبر ۱۹۳۷ء میں ہماری بارات جب دوھرہ دون گئی

تو جناب حاجی صاحبؒ موصوف محلّہ دھاما والا دھرہ دون میں مع اہل وعیال کے مقیم تھے چنانچہ بارات کو تین یوم تک اپنے یہاں قیام کرایا اور تیسرے دن عصر اور مغرب کے درمیان نکاح ہوا ۔ B۲۵۰ کے بخوشی مہر مقرر ہوئے۔

ڈھولک کی آواز سے نفرت:

ان تین روزہ قیام بارات میں ایک رات کو جناب حاجی صاحبؒ کے پڑوس میں کسی مکان سے مستورات کے ڈھولک پر گانے بجانے کی آواز

Marfat.com

آئی تو موصوف نے قطعاً گوارا نہ فرمایا کہ میں اس کی آواز کو نہ سن سکوں اور فوراً ایک کمبل اٹھا کر دور کسی مسجد میں چلے گئے اور تمام رات گزار کر صبح بعد از نماز اشراق مکان پر واپس تشریف لائے دھرہ دون ایک پہاڑی علاقہ ہے نومبر میں وہاں شدید سردی ہوتی تھی لیکن موصوف نے سردی کی پروانہ کی اس وقت موصوف کی عمر ۳۲' ۳۳ سال ہوگی۔

بارات میں بھی نماز کے اہتمام کی تاکید:

واپسی بارات پر ٹرین میں جناب حاجی صاحبؒ نے خود ایک لوٹا پانی بھر کر اپنی ہمشیرہ (دلہن) کے پاس رکھ دیا کہ ہرگز کوئی نماز قضا نہ کی جاوے یہ وضو کیلئے پانی رکھا ہے۔

سود سے اجتناب:

یہاں کراچی میں دوران ملازمت دفتر سروے آف پاکستان میں اپنے جی پی فنڈ کے سلسلہ میں حکومت پاکستان سے تقریباً ۳'۴ سال تک تحریری جدو جہد میں مصروف رہے۔

کہ میری اصل رقم جی پی فنڈ میں کوئی پیسہ سود منافع کا ہرگز ہرگز شامل نہ کیا جاوے چنانچہ بورنیشن اپنی جی پی فنڈ کی اصل رقم بلا سود منافع کے وصول فرمائی۔

سرکاری کاغذ کے استعمال سے اجتناب:

موصوف کو تقویٰ و پرہیزگاری کا اتنا خیال تھا کہ کبھی دفتر میں سرکاری قلم کاغذ سے اپنا کوئی پرائیویٹ خط تحریر نہیں فرمایا کہ یہ سرکاری استعمال کے خلاف ہوگا۔ (بحوالہ الھادی نمبر ۱۵۳)

Marfat.com

کمال احتیاط:

حضرت صوفی عبدالمالک مہاجر مدنی مدظلہ نے فرمایا کہ

ایک مرتبہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کے ساتھ طواف میں شریک تھا طواف سے فراغت کے بعد فرمایا کہ میرے جیب میں جو ریال پڑے ہوں' نکال لیں میں نے نکالے فرمایا دوبارہ نکالو۔ تو کل ایک سو ستر ریال نکالے فرمایا یہ صدقہ کردو اسلئے کہ دوران طواف بعض مرتبہ غیر اختیاری طور پر کسی خاتون کا جسم یا دوپٹہ کی ہوا لگ جاتی ہے اسلئے یہ صدقہ کردو۔

(الہادی ۲۰۱)

تقویٰ کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں فرمایا کہ نافرمانی کا تقاضا ہو اور پھر اس کو روکے اور اس کا غم اٹھائے۔ اس غم سے پھر تقویٰ کا نور پیدا ہوتا ہے پھر اسی تقویٰ پر اللہ کی طرف سے ہزاروں انعامات ملتے ہیں۔

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخ زیبا مجھ کو

❀❀❀

Marfat.com

باب: ۳

اتباعِ سنت' استقامت اور کرامت

ایک مسلمان کو حسب اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سا رنگ ڈھنگ' چال چلن' صورت و سیرت' فکر و عمل اور فیشن و کلچر بنائے۔ ہر جگہ اور ہر ملک اور ہر قوم میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے۔

قہر ہو کہ مہر ہو جو کچھ بھی ہو
محبوب کی ہر اک ادا محبوب ہے

لہذا جو مسلمان ہو گا وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو گا۔ اس کی سنت کا فدائی ہو گا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل' یہی استقامت ہے یہی عین اسلام و ایمان اور یہی کرامت ہے۔

کشف و کرامت اور اتباع:

کرامتِ اولیاء میں اسباب طبعیہ کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ معجزات کی طرح براہِ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحبِ معجزہ و صاحبِ

Marfat.com

کرامت کے اِختیار میں بھی نہیں ہوتے مگر ان کا صدور بغیر واسطہ اولیاء وانبیاء کے نہیں ہوتا۔

کرامت کی حقیقت:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ معارف القرآن جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۱ میں لکھتے ہیں۔

ایک محسوس مثال سے اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ آپ جس کمرے میں بیٹھے ہیں اس میں بجلی کی روشنی بلب سے اور ہوا برقی پنکھے سے آپ کو پہنچ رہی ہے مگر یہ بلب اور پنکھا اس روشنی اور ہوا پہنچانے میں قطعاً خود مختار نہیں بلکہ ہر آن اس جوڑ (کنکشن) کے محتاج ہیں جو تار کے ذریعے پاور ہاؤس کے ساتھ ان کو حاصل ہے ایک سیکنڈ کیلئے یہ تار ٹوٹ جائے تو نہ بلب آپ کو روشنی دے سکتا ہے نہ پنکھا ہوا دے سکتا ہے کیونکہ درحقیت وہ عمل بلب اور پنکھے کا ہے ہی نہیں بلکہ بجلی کی رو کا ہے جو پاور ہاؤس سے یہاں پہنچ رہی ہے انبیاء اور اولیاء اور سب فرشتے ہر عمل میں ہر کام میں ہر آن میں حق تعالیٰ کے محتاج ہیں اسی کی قدرت اور مشیت سے سب کام وجود میں آتے ہیں اگر چہ ظہور اس کا بلب اور پنکھے کی طرح انبیاء واولیاء کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ اس مثال سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان چیزوں کے صدور اور وجود میں اگر چہ اختیار انبیاء اور اولیاء کا نہیں مگر ان کا وجود باجود ان کے بالکل بے دخل بھی نہیں جیسے بلب اور پنکھے کے بغیر آپ کو روشنی اور ہوا نہیں پہنچ سکتی یہ معجزات وکرامات بھی انبیاء واولیاء کے بغیر نہیں ملتے۔

(معارف القرآن جلد اول ص ۱۰۱)

Marfat.com

اولیاء کے کرامات‘ انبیاء کے معجزات ہیں:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ دوسری جگہ رقمطراز ہیں۔

ہر ولی کے کمالات چوں کہ ان کے رسول و پیغمبر کے کمالات کا عکس اور انہی سے مستفاد ہوتے ہیں اسلئے امت کے اولیاء اللہ کے ہاتھوں جتنی کراموں کا ظہور ہوتا رہتا ہے یہ سب رسول کے معجزات میں شمار ہوتے ہیں۔

(معارف القرآن جلد ششم ۵۸۶)

قطب زمان:

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ بھی گروہ اولیاء میں سے تھے حضرت مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی صاحب فرماتے ہیں۔

آپ قطبِ زمان تھے اتنی بڑی اہم بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے‘ نہ ہی یہ ہمارا مقام و منصب ہے کہ اتنی بڑی بات کہہ سکیں البتہ اولیاء عظام کے اس منصب عظیم کے بارے میں حضرتؒ کے خاص دیرینہ رفیق واصل باللہ فنا فی الرسول حضرت الحاج صوفی عبدالمالک صاحب المدنی نے فرمائی حضرت صوفی صاحبؒ کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ آپ نے حضور رحمۃ اللعالمین کے روضہ اقدس کے جالیوں مبارک سے اندرونی حصہ مبارک کی تقریباً پینتیس سال تک خدمت کی ہے آپ صاحب کشف و کرامات ہیں آپ گذشتہ دنوں کراچی تشریف لائے ہوئے تھے حضرت الحاجؒ کے مکان شمالی ناظم آباد میں آپؒ کے صاحبزادے محترم الحاج امیر احمد صاحب کے ہاں تقریباً ایک ماہ قیام فرمایا اور بھری مجلس میں ارشاد فرمایا کہ مرحوم حضرت الحاج محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وقت

Marfat.com

کے قطب تھے۔

کشفِ باطن:

حضرت صوفی عبدالمالک صاحب مدظلہ نے یہ بات بھی مجلس میں بتائی کہ

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ عمرے و حج کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے صبح کی نماز کے بعد طواف بیت اللہ فرمایا اور پھر مطاف میں بیٹھ گئے میں بھی حضرتؒ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا مجھ سے خصوصی اہمیت کے ساتھ پوچھا کہ اس وقت کتنے انسان طواف کر رہے ہوں گے میں نے عرض کیا کہ تقریباً ایک لاکھ۔ فرمایا ان میں سے مجھے صرف ایک انسان نظر آ رہا ہے باقی انسان نظر نہیں آ رہے۔ میں نے عرض کیا تو پھر کیا نظر آ رہے ہیں فرمایا مختلف جانوروں کی شکلیں مثلاً گائے' بکریاں' کتے' بھیڑیے وغیرہ نظر آ رہے ہیں اور ساتھ اس بات کو اپنی زندگی میں راز میں رکھنے کا حکم فرمایا

حضرت صوفی عبدالمالک صاحب کا تعارف:

مخدوم ومکرم جناب الحاج صوفی عبدالمالک صاحب کون ہیں احقر کاتب الحروف کی ایک مفصل تحریر نذر قارئین ہے۔

احقر (مولف) کے چھوٹے بیٹے محمد طاہر کو کچھ عرصہ قبل 1995ء میں شدید لا علاج کینسر کا مرض لاحق ہو گیا تھا ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق ایک فیصد بچنے کی امید بھی نہیں تھی اس موقع پر پروردگار کی قدرت کا کرشمہ اور والدہ کی خدمت کو بیٹے کے معالجے پر ترجیح کے ثمرات ظاہر ہوئے اور خرقِ عادت کے طور پر بچہ کینسر کے مرض سے شفایاب ہو گیا اس موقع پر احقر (مولف) نے اپنے مہربان دعاگو اور بزرگ عالم دین

Marfat.com

حضرت مولانا حافظ ابراھیم بن احمد ایبجی مدظلہ کو مفصل خط لکھا تھا جواب ریکارڈ میں مل گیا ہے جناب الحاج صوفی عبدالمالک دامت برکاتھم کے تعارف کی غرض سے شریک اشاعت ہے پڑھنے والوں کو موصوف کے تعارف کے ساتھ ساتھ شاید والدہ کی خدمت اور قدم بوسی کی سعادت حاصل ہو اور دنیا و آخرت کے مشکلات رفع ہوں۔

والدہ کی دعا' لا علاج کینسر کا کامیاب معالجہ:

مکرمی ومحترم المقام جناب حضرت مولانا ابراھیم ایبجی صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ آپ حضرات کی دعائیں اور توجہ اور قلبی میلان تھا کہ اللہ کریم نے بظاہر وسائل کے قطعی انقطاع کے باوصف والدہ محترمہ کو حج بیت اللہ کی توفیق ارزانی فرمائی اور مجھے ان کے دعاؤں کے صدقے ان کی خدمت کا موقع عطا فرمایا آپ کی پرخلوص دعاؤں کے صدقے احقر کو سفر حج میں والدہ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی والدہ ماجدہ نے بھی اور احقر نے سفر حج کے تمام مقدس مقامات پر خصوصیت سے اپنے والدین' اساتذہ' مربیین اور محسنین کی طرح آپ حضرات و جملہ اہل خاندان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔

محمد طاہر کی بیماری:

میرا چھوٹا بیٹا محمد طاہر شدید بیمار تھا اور اسے دائیں پاؤں میں کینسر کی شکایت تھی جمعہ کے روز (جبکہ اتوار کو روانگی تھی) اسلام آباد کمپلیکس' اسلام آباد سی ایم ایچ اور ارنم ہسپتال پشاور اور دیگر تمام ڈاکٹروں اور

Marfat.com

اپنے ہی خواہوں کی یہ متفقہ رائے تھی کہ بچے کا پاؤں فوراً کاٹ دینا چاہیے اور وہ اس میں کوئی ایک بال برابر کی گنجائش اور ایک دو منٹ کی تاخیر کے بھی روادار نہ تھے احقر کو ابھی تک حج کی منظوری کی اطلاع نہیں ملی تھی اور اسی کشمکش میں تھا کہ بچہ شدید علیل ہے اور ایک عذر معقول ہے' والدہ ماجدہ کے سامنے بھی یکم اپریل سے مسلسل بچے کی شدید علالت کا ذکر ہوتا رہا اور ڈاکٹروں کی رائے کا بھی' ہم چاہتے تھے کہ والدہ محترمہ کی زبان سے خود یہ نکلے کہ بچے کی شدید علالت کے پیش نظر حج کا پروگرام ملتوی ہو جانا چاہئے مگر آخر تک والدہ محترمہ کے منہ سے ایسا کلمہ نہیں نکلا بلکہ ان کا اصرار تھا کہ اسے اس سال حج کرا دینا چاہئے اور جب جمعہ کے روز ڈاکٹروں کے قطعی فیصلے آ گئے کہ پاؤں کٹنا چاہئے۔

حج کی منظوری:

ہفتے کے روز ہم اسی پریشانی میں تھے کہ ادھر سے حج کی منظوری کی اطلاع بھی آ گئی ایک مرتبہ دل میں یہی فیصلہ کیا کہ ایسی شدید ترین صورت حال میں جب شریعت بھی انسان کو معذور قرار دے تو حج کا پروگرام ملتوی ہونا چاہئے۔ التواء کے فیصلے سے والدہ بھی ناراض نہ ہوگی جب مریض کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو اس کی زندگی خطرے میں ہے مگر اسی لمحے دل میں خیال آیا اور قوی تر ہوتا چلا گیا کہ شاید اگلے سال والدہ کی خدمت کا موقع نہ مل سکے ان کی علالت اور صحت اس کی اجازت نہ دے۔

والدہ کی خدمت کو ترجیح:

اپنے ایک مہربان دوست پروفیسر افضل رضا صاحب نے کہا کہ آپ کعبہ اور

Marfat.com

قبلہ جارہے ہیں دوسرا قبلہ والدہ ہے تو پھر پریشانی کیوں؟ سب کچھ خدا پر چھوڑ دیجئے بس یہ خیال اتنا پختہ ہوا کہ دوسرے خیال کی طرف توجہ ہی نہ رہی اور دل میں بچے کے مقابلہ میں والدہ کی خدمت کو ترجیح حاصل ہوگئی مگر والدہ ماجدہ کو ڈاکٹروں کی رائے نہیں بتائی کہ اس کو بچے کی شدید علالت اور خطرناک کینسر کا علم ہو کر اس کا حج خراب نہ ہو اہلیہ کو بھی نہیں بتائی کہ وہ فوراً رونا دھونا اور ماتم شروع کر دے گی۔

صرف میرا بھانجا حافظ حبیب الرحمن اس راز سے باخبر تھا اسی روز اپنے خاندانی بزرگ بزرگوار م الحاج شیر علی خان صاحب کو خط لکھ دیا اور بڑی ہمشیرہ بھی پہنچ گئیں ان کو بھی ڈاکٹروں کا یہ فیصلہ نہیں بتایا البتہ ارنم ہسپتال کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر شیر محمد خان کو خط لکھ دیا کہ میرے بچے کو ہسپتال میں داخل کر دو اخراجات جو آئیں وہ ہم برداشت کرتے رہیں گے مگر پاؤں کاٹنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ بھی ڈاکٹروں سے معلوم ہوا تھا کہ ارنم کے معالجے پر کم از کم ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ ہم اتوار کے روز سفر حج پر روانہ ہوئے یہ غالباً یکم مئی تھی۔ ۱۲ مئی کو ارکان حج سے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ کیلئے روانگی ہوئی۔

گناہوں کا تحفہ' والدہ کا وسیلہ:

مگر میں خدا گواہ ہے طواف' عرفات' مزدلفہ' منیٰ کسی بھی مقام پر مناسک اور عبادات پر توجہ نہ دے سکا ہر طواف میں یہی دعا کرتا رہا یا اللہ! گناہوں کا تحفہ والدہ کا وسیلہ لایا ہوں اور کچھ بھی نہیں۔

صوفی عبدالمالک صاحب کے ہاں حاضری:

پھر مدینہ منورہ میں اپنے ایک بزرگ الحاج صوفی عبدالمالک صاحب بنگلہ دیشی عمر ۹۰ سال کی خدمت میں حاضری ہوئی وہ میرے دعا گو بھی ہیں

Marfat.com

اور بزرگ بھی۔ جب میں جاتا ہوں تو ان سے ملاقات ہوتی ہے بعض اوقات ان کے ہاں قیام بھی ہوتا ہے' دعاؤں سے' توجہات سے نوازتے ہیں اور بعض خصوصی عنایات سے بھی نوازا ہے ان کے ہاں حاضری ہوئی' انہوں نے دسترخوان رکھا' ضیافت کا اہتمام کیا اور اس دوران فرمایا حقانی صاحب! میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں خواب بہت کم دیکھتا ہوں خواب یہ ہے کہ مشتفیٰ العام (ہسپتال) مدینہ منورہ میں ایک ڈاکٹر صاحب ہیں اور ان کے ساتھ کچھ لوگ ہیں ایک سات سال کا بچہ لایا گیا تو بتایا گیا کہ اس کا پاؤں کاٹنا ہے میں نے کہا اس کا پاؤں نہ کاٹو' اس کا پاؤں نہ کاٹو اس کا پاؤں نہ کاٹو اور اس بچے کو چھوڑ دو' اس کے بعد میں بیدار ہو گیا انہوں نے مجھ گناہ گار سے پوچھا اس کی کیا تعبیر ہے میں نے عرض کیا حضرت! تعبیر ہوگئی فرمایا کیسے ہوگئی میں نے سارا پس منظر سنایا اور اپنی آپ بیتی بھی سنائی بلکہ اس سے قبل نہ تو ان کو اس قصہ کا علم تھا اور نہ انہیں کچھ کہا گیا تھا۔

صوفی عبدالمالک صاحب کی دعا:

پھر دعا کر دی اور بڑی دیر تک تضرع اور الحاح سے دعا کرتے رہے پھر فرمایا ٹیلیفون کرو پاکستان کو' میں نے فوراً رابطہ کیا تو حافظ حبیب الرحمٰن (بھانجے) نے بتایا کہ بچہ ارنم ہسپتال پشاور میں داخل ہوا اور چند روز کے بعد ڈاکٹروں کی رائے بدل گئی اور کہا کہ اب پاؤں کاٹے بغیر بھی علاج ممکن ہے بیماری کنٹرول ہوگئی ہے اب بچہ ہسپتال سے جین ہو کر گھر آ گیا ہے اور ٹھیک ہے میرے دل نے نہ مانا پھر بچے سے میری بات کرائی گئی تب تسلی ہوئی اس کے بعد والدہ ماجدہ کو حرم شریف میں ساری

Marfat.com

داستان سنائی تو پھر تو روتی بھی رہیں اور دعائیں بھی کرتی رہیں جب پاکستان واپسی ہوئی اور ائیر پورٹ پر اترے تو بچہ استقبال کیلئے موجود تھا اب بحمد للہ دوڑتا پھرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر شیر محمد خان صاحب مہربان ہوئے اور ہسپتال کی ادویات مفت کردیں' ڈیڑھ دولاکھ کے اخراجات سے بھی بچ گئے وللہ الحمد ۔

اور کینسر ختم ہو گیا:

ایک سال بعد پھر ڈاکٹر شیر محمد خان نے کہا کہ اس نوعیت کا یہ پہلا کیس ہے ڈاکٹروں کے بورڈ کا فیصلہ ہے کہ بچے کا پاؤں کاٹنا ہے میں نے اجازت نہ دی تو کہا اچھا ہڈی کا اپریشن کر کے یہ معلوم کرنے دیں کہ کینسر موجود ہے یا ختم ہو گیا ہے میں نے علماء کے مشورے سے اس کی اجازت دی' آپریشن ہوا ہڈی کی لیبارٹری کی رپورٹ آئی کہ کینسر بالکل ختم ہو گیا ہے ایک جرثومہ بھی باقی نہیں رہا وہ بچہ اب زندہ ہے' پانچ پارے قرآن یاد کرلیا ہے اپنی شکل وصورت عود کر آتی ہے والحمدللہ علی ذلک اسے میں والدہ ماجدہ کی خدمت کا نقد ثمرہ ہی کہہ سکتا ہوں یا پھر صوفی عبدالمالک صاحب اور آپ بزرگوں کی مخلصانہ دعاؤں کی برکت ہے اللہ کریم شکرگزاری کی اہلیت عطا فرمادے۔

یہ طویل خط اسلئے نقل کردیا کہ کتاب میں جگہ جگہ حضرت صوفی عبدالمالک صاحب کا ذکر بھی آیا ہے مکاتیب بھی اور مختلف حوالہ جات بھی' اس تفصیلی تحریر سے ان کی عظمت ومقام کی بھی ایک جھلک سامنے آجاتی ہے۔

(ماہنامہ القاسم جلد ۲ ش ۷ ص ۳۵)

Marfat.com

بیہوش آسیب زدہ فوراً اٹھ بیٹھا:

مخدومزادہ برادرم امیر احمد صاحب نے بتایا

کہ ایک دن ہمارے محلّہ کی مسجد الفلاح میں عصر کی نماز کے بعد مسجد میں ایک صاحب بیہوش ہو کر گر پڑے بہت سے نمازی ارد گرد جمع ہو گئے ۔کوئی تلوے مَل رہا تھا کوئی سر جسم وغیرہ کو حرکت دے رہا تھا مگر وہ آدمی افاقہ میں نہیں آرہا تھا اتنے میں حضرت والد صاحبؒ بھی آ گئے اور آ کر اس گرے ہوئے صاحب کے کان میں کچھ پڑھا بس پڑھنا ہی تھا کہ فوراً وہ صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے بعض لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ آیت افحسبتُم انّما خلقنٰکُم الخ پڑھی تھی۔

ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب جو کہ حضرتؒ کے خاص تعلق وعقیدت والوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ

حضرت حاجی صاحب مرحوم کا یہ واقعہ سن کر ایک مرتبہ میں نے پھر خود بھی اسی طرح آزمایا کہ ایک مسجد میں ایک آسیب زدہ بیہوش پر اسی طرح میں نے یہ آیت پڑھی تو زور سے آواز آئی کہ میں ابھی جاتا ہوں ابھی نکلتا ہوں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں میں گھبرا گیا کہ کہیں جن اس آدمی سے نکل کر مجھے نہ چپک جائے اور کہیں میں تماشہ نہ بن جاؤں لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی کوئی چیز اس آدمی سے نکلی اور وہ فوراً اٹھ کے بیٹھ گیا۔

(الہادی ص ۱۹۹)

گمشدہ فوراً مل گیا:

ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب کہتے ہیں

Marfat.com

کہ بڑا بورڈ کے علاقے کے پاس سے ایک شخص اغوا ہو گیا ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا ان کے متعلقین بہت پریشان تھے مجھ سے انکی پریشانی دیکھی نہ گئی میں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ وہ کوئی تعویز یا عمل بتلائیں تا کہ اس مصیبت سے نجات ملے حضرتؒ نے فرمایا کہ تعویز دیتا ہوں مگر تین شرطوں وباتوں کے ساتھ۔

(۱) کہ وہ اغوا شدہ مل جائے گا (۲) اس تعویز کے بارے میں کسی کو بتانا نہیں (اسلئے کہ حضرتؒ تعویز دینے سے احتراز فرماتے تھے) (۳) جب اغوا شدہ واپس آجائے تو یہ تعویز واپس کرنا ہے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں میں نے تینوں شرطیں مان لیں حضرتؒ نے تعویز دیا یہ حضرت کی کرامت تھی کہ وہ واقعی اغوا شدہ حیرت انگیز طریقے پر جلدی مل گیا۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ایک اور مرتبہ میں نے اسی تعویز کو کسی گمشدہ کیلئے دیا تو وہ بھی بحمد اللہ مل گیا (الہادی نمبر ۲۰۰)

حضور اقدس ﷺ کا پیغام تسلی:

حضرت حاجی صاحبؒ کمال درجہ کے عاشقِ رسول ﷺ بھی تھے جن دنوں حضرتؒ کی تفسیر درس قرآن کی کچھ لوگوں کی طرف سے بڑی شدومد سے مخالفت کی جارہی تھی حضرت حاجی صاحبؒ بڑے دل برداشتہ تھے انہی ایام میں سفر حجاز پیش آیا تو فرماتے تھے کہ

,,میں نے مواجہ شریف میں بیٹھ کر بڑی مناجاتیں کیں اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس بارگاہِ نبوی میں رو رو کر روداد غم سناتا رہا۔ چنانچہ آواز آئی فاعف عنهم واصفح (القرآن) . آپ عفو ودرگزر سے کام لیں حضرت صوفی عبدالمالک صاحب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر میں بھی

Marfat.com

موجود تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابینا وامینا کی آواز مبارک میں نے خود سنی،،۔

صوفی عبدالمالک صاحبؒ کا ایک کشف:

حضرت حاجی صاحبؒ کی آرزو تھی کہ ان کی موت مدینۃ الرسول میں آئے مگر اللہ کی حکمت وشان تھی کہ یہ آرزو پوری نہ ہوئی حضرت صوفی عبدالمالک صاحب مہاجر مدنی نے فرمایا میرا یقین واثق ہے کہ ان کا جسد مبارک مدینۃ الرسول منتقل ہوگیا ہوگا۔

باب السلام میں ملاقات:

جناب الحاج صوفی عبدالمالک صاحب نقشبندی مجددی المدنی مدینہ منورہ سے اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۳ ذوی الحجہ یوم الاثنین کو ہمارا روزہ تھا صفِ اول میں جناب شیخ محمد صاحب کے ساتھ روزہ افطار کیا محمد طاہر بھی ساتھ تھے روزہ افطار کر کے یہیں صفِ اول میں مغرب کی نماز پڑھی پھر عشاء کی نماز بھی ادا کی پھر عشاء کی نماز کے بعد مجھے شیخ محمد نے فرمایا کہ مولانا محمد احمد صاحب کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ ان کا خط آیا ہے آپ کو سلام عرض کیا ہے فرمانے لگے کہ وہ تو یہاں آئے ہوئے ہیں مجھے کل تو باب السلام پر ملے ہیں ان سے میری بات چیت ہوئی اور ملاقات ہوئی کیا وہ آپ کے ہاں نہیں آئے؟ وہ تو آپ کے خاص مہمان ہیں آپ کے پاس تو آئے ہوں گے میں نے دل میں سوچا کہ مولانا تو پہلے مجھے خط لکھتے ہیں پھر پروگرام بنا کر تشریف لاتے ہیں میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ شاید مولانا کسی اور جگہ ٹھہرے

Marfat.com

نے کہا الحمد للہ بالکل درست ہے۔

سورۂ حشر و سورۂ ملک کا سماع:

پھر عشاء کے بعد مجھ سے سورۂ ملک سنی اور سورۂ حشر کی آخری آیتیں تین مرتبہ "اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم" کے ساتھ سنیں۔ اس وقت تقریباً رات کے ساڑھے دس بجے تھے۔ اسی دوران رشید بھائی اور حبیب بھائی آگئے۔ میں اور ابو گھر آگئے۔ ابھی طبیعت الحمد للہ کافی بہتر تھی۔

یومِ عرفات، یومِ وفات:

(۹ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۸ مارچ ۱۹۹۹ء بروز اتوار)

آج صبح منیر بھائی گھر آئے اور کہا کہ حبیب کا فون آیا تھا خلیل ماما اور اویس کو لے کر فوراً ہسپتال پہنچو، نانا جان کی طبیعت بہت خراب ہے۔ میں، منیر بھائی، ابو اور خلیل چچا جلدی ہسپتال پہنچ گئے تو دیکھا کہ دادا جان پوری طرح غنودگی میں تھے۔ بالکل ہوش نہیں تھا۔ آکسیجن لگی ہوئی تھی۔ ہم سب لوگ یٰسین شریف پڑھتے رہے۔ چاروں طرف ڈاکٹر کھڑے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر انوار اسلام نے پیر میں چابی سے گدگدی کی لیکن دادا جان نے پیر بالکل نہیں ہلایا۔ ڈاکٹر صاحب کان میں بھی چیختے رہے لیکن بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے ہمیں انجکشن لانے کو کہا۔ میں اور حبیب بھائی بھاگے بڑی مشکل سے ملا۔ لے کر جب ہسپتال کے گیٹ سے داخل ہو رہے تھے کہ منیر بھائی سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے کہا اب انجکشن کی ضرورت نہیں رہی، واپس کرا دو۔

Marfat.com

میرے ذہن میں انتقال کا خیال نہیں آیا، یہ خیال ہوا کہ ڈاکٹروں کا ارادہ بدل گیا ہوگا۔ راستے میں حبیب بھائی نے کہا کہ کہیں انتقال تو نہیں ہوگیا۔ اس پر کچھ فکر ہوئی۔ اوپر جا کر دیکھا تو خلیل چچا سامنے ہی کھڑے ہوئے آنسو پوچھ رہے تھے اور دادا جان کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ نظر پڑتے ہی ایک لمحہ کے لئے میرے قدم وہیں رک گئے۔

قد کان ما خفت ان یکونا
و انا الی اللہ راجعون

اللہ پاک دادا جان کی کروٹ کروٹ مغفرت فرمائے، آگے آنے والی تمام منازل آسان فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آخری لمحات میں یٰسین اور کلمہ پڑھوانے کی تاکید:

حبیب بھائی نے بتایا کہ نانا جان فجر کے بعد سے ابو کو بلانے پر بہت اصرار کر رہے تھے۔ پہلے پوچھا کہ امیر ہیں۔ کہا کہ بلوایا ہے، آتے ہی ہوں گے۔ پھر پوچھا کہ اویس کہاں ہے، اویس کو بلاؤ۔ بتایا کہ اسے بھی بلوایا ہے، آتا ہی ہوگا۔ پھر ۹:۴۵ پر فرمایا اچھا زور زور سے کلمہ پڑھو۔ میں نے کہا کہ ہم یٰسین شریف پڑھ رہے ہیں تو فوراً فرمایا ہاں! ہاں! پڑھو۔ یہ کہہ کر غنودگی میں چلے گئے۔ اس کے آدھے گھنٹے بعد تقریباً ۱۰:۲۰ پر انتقال ہوگیا۔ انتقال کے وقت میں، ابو، خلیل چچا، رشید بھائی، حبیب بھائی، منیر بھائی پاس تھے۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد ہی ظفر تائے ابو بھی پہنچ گئے۔ پھر ایدھی کی ایمبولینس بلوائی۔ میں اور منیر بھائی پیچھے بیٹھے اور ابو آگے تھے۔ غسل خادم صاحب، خلیل چچا اور رشید

Marfat.com

بھائی نے دیا۔ میں اور حبیب بھائی وہیں موجود تھے پانی وغیرہ دے رہے تھے۔

نماز جنازہ:

تعزیت کرنے اور جنازہ میں شرکت کے لئے بڑے بڑے علماء تشریف لائے۔ عصر کے بعد ظفر تائے ابو نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں ہمارے مدرسے کے استاد (استاد حدیث) مولانا سعید صاحب بھی تھے۔ ان کے علاوہ مولانا انور بدخشانی صاحب (استاد بنوری ٹاؤن کراچی) مولانا مشتاق احمد عباسی صاحب، شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ صاحب (مہتمم جامعہ اسلامیہ کلفٹن) وغیرہ تھے۔ رات کو کراچی کے مفتی رفیع عثمانی صاحب اور مفتی تقی عثمانی صاحب اور مولانا عزیز الرحمن صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ عشاء کی نماز دادی کی مسجد میں مفتی رفیع صاحب ہی نے پڑھائی۔ گھر پر الحمد للہ بالکل رونا دھونا نہیں ہوا۔ سب پڑھ پڑھ کر بخش رہے ہیں۔

آج عید الاضحیٰ ہے۔ گھر پر بالکل عید نہیں لگ رہی۔ قربانی بھی ان شاء اللہ کل ہوگی۔ مولانا عبد القیوم حقانی صاحب (نوشہرہ) کو جب فون پر انتقال کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے بتاتے تو میں ضرور آتا۔ ان کو کل دوپہر فون کیا تھا۔ آج صبح سے کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔

وصیت نامہ کا خلاصہ:

رات کو میں نے اور منیر بھائی نے دادا جان کا سارا وصیت نامہ پڑھا۔ سارا وصیت نامہ ایسا ہے کہ بس پڑھنے کے قابل۔ اس میں بار بار مدینہ شریف میں انتقال کی تمنا ہے۔ اس پر منیر بھائی نے کہا کہ اللہ پاک اپنے نیک بندوں کی آخر

Marfat.com

تک خواہشات کو توڑتا ہے تاکہ قیامت میں اس کے بدلہ اتنا بڑھا چڑھا کر اجر دے کہ بندہ کہے کہ یا اللہ! کاش دنیا میں آپ میری ایک دعا بھی پوری نہ فرماتے، سب کچھ یہیں عطا فرماتے۔ سارا وصیت نامہ پڑھ کر منیر بھائی نے کہا کہ اس سے نانا جان کے متعلق دو باتوں کا علم ہوا۔ ایک مدینہ شریف میں موت، دوسرا ہر وقت موت کا استحضار۔

آخر ایام میں حضرت دادا جان کا اس دعا کا بھی بہت ورد رہتا تھا **"اللّٰهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي في بلد رسولك ﷺ"** اللہ پاک ہمیں بھی یہ دونوں چیزیں عطا فرمائے اور دادا جان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب : ۱۲

تعزیتی پیغامات

حضرت حاجی صاحبؒ کے سانحہ ارتحال پر ملک بھر کی علمی و دینی شخصیتوں، زعماء قوم و ملت، علماء اور عامۃ المسلمین نے حضرتؒ کے صاحبزادوں کے نام تعزیتی خطوط لکھے اور اپنے تاثرات کا اظہار بھی فرمایا۔ تمام حضرات کے آراء و تاثرات کے لئے تو ضخیم کتاب چاہیے۔ ذیل میں چند ایک مشاہیر اور زعماء قوم کی مفصل تعزیتی تحریروں سے اقتباسات پیش خدمت ہیں کہ ان سے حضرت حاجی صاحبؒ کی سیرت کے اہم گوشوں پر روشنی پڑتی ہے اور عقیدت منداس سے سبق حاصل کریں گے اور مستقبل کا مورخ بھی بھرپور استفادہ کرے گا۔

اللہ والے بزرگ:

حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب راولپنڈی اپنے تعزیتی پیغام میں تحریر کرتے ہیں:

" حضرت مرحوم اللہ والے بزرگ تھے۔ ساری زندگی دین کی خدمت میں گذاری۔ مرحوم کا تعلق حضرت والد مولانا عبدالرحمن کامل پوری سے رہا۔ درس

Marfat.com

قرآن حضرت کا صدقہ جاریہ ہے۔ ان شاء اللہ ان کے لئے یہ ذخیرہ آخرت ہوگا۔"

خوبیوں کے مالک:

رامپور یوپی (انڈیا) سے جناب محمود حسن صاحب فرماتے ہیں:

" موصوف میں بہت خوبیاں تھیں۔ انہوں نے جو کام (درسِ قرآن) انجام دیا ہے، وہ رہتی دنیا تک ان کے لئے پڑھنے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کا کام انجام دے گا۔"

سرمایہ نجات:

شیخ الحدیث استاذی المحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

" مرحوم نہ صرف خود اہل اللہ میں سے تھے بلکہ علمائے حق سے ہمیشہ وابستہ اور دارالعلوم حقانیہ جیسے بڑے دینی مراکز کی سرپرستی بھی فرماتے تھے۔ ان شاء اللہ ان کے یہی اعمالِ حسنہ ان کے لئے آخرت میں سرمایہ نجات ہونگے۔

قابلِ رشک خدمات:

معروف سکالر محمد موسیٰ بھٹو صاحب فرماتے ہیں:

" حضرت حاجی صاحبؒ موصوف اس دور کے اہل اللہ میں سے تھے۔ ان کی قرآنی خدمات قابلِ رشک ہیں۔"

بیش قیمت کام:

شیخ المشائخ حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب لکھتے ہیں:

Marfat.com

" مولانا محمد احمد صاحب کا یہ بیش قیمت کام (درسِ قرآن) کس قدر وقیع ہے۔ سیدھی سادی زبان میں عوام تک پہنچانے والا لہجہ اور خواص کے لئے علمی مآخذات وغیرہ اس درسِ قرآن کی خصوصیات ہیں۔ اللہ مولانا کو کروٹ کروٹ جنتی راحتیں عطا فرمائے۔"

صدی کا عظیم سانحہ:

سعودی عرب سے جناب ظہیر الدین صاحب لکھتے ہیں:

" حاجی صاحب کی وفات اس صدی کا عظیم سانحہ ہے۔ مشکل وقت میں انہوں نے ہمیشہ قرآن و سنت کے حوالے سے ہماری راہنمائی فرمائی۔"

اسلاف کا نمونہ:

جرمنی سے مولانا [illegible] تحریر فرماتے ہیں:

" [illegible]

[illegible]

[illegible]

" [illegible]

اشاعت اور خدمت اسلام میں [illegible]

[illegible] تمام عالم اسلام میں [illegible] تھا۔

Marfat.com

صدقہ جاریہ:

مولانا محمد اکرم قادری الاشعری رقم طراز ہیں:

" حضرت مولانا محمد احمدؒ کی رحلت کا پڑھ کر افسوس ہوا۔ خدا آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ مرحوم کا درسِ قرآن ان کا صدقہ جاریہ ہے۔"

حیاتِ جاوداں:

جناب ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن صاحب اپنے تعزیتی خط میں فرماتے ہیں:

" مولانا مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ درسِ قرآن" ہے جو ملک بھر کی لائبریریوں کی زینت ہے۔ فوج میں بھی اسی درسِ قرآن سے درس دیا جاتا ہے۔ حضرتؒ نے قرآنِ پاک کی یہ عظیم خدمت کرکے اپنے آپ کو جاوداں بنادیا ہے۔"

خوبیوں کے حامل.

حویلی دیوان صاحب اجمیر شریف کے سجادہ نشین پیرزادہ سراج الدین تعزیتی پیغام دیتے ہیں:

" الحاج محمد احمد صاحب مرحوم معتبر مشن، سادہ لوح، مسکین طبع اور ایسی ہی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جو کوئی ان سے ایک بار ملتا تھا ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔"

اخلاص و للّٰہیت کا ثمرہ:

مولوی محمد اشرف صاحب بہاول نگر سے لکھتے ہیں:

Marfat.com

" اللہ نے حضرت مولانا محمد احمد صاحب مرحوم کے اخلاص وللہیت اور حضرت تھانویؒ کی فیضِ صحبت کی برکت سے آپ کی تفسیر درسِ قرآن کو وہ قبولیت عامہ عطا فرمائی کہ آج تقریباً ملک میں ہر مدرسہ میں، ہر مسجد میں درسِ قرآن موجود ہے۔"

تعلیماتِ اسلامی کا تابناک ستارہ:

محمد اسلم ظفر صاحب چک لالہ سے اپنے احساسات یوں بیان کرتے ہیں:

" چند یوم قبل حضرت حاجی صاحبؒ کی وفات سے متعلق آپ کا مراسلہ موصول ہوا، پڑھ کر ازحد دلی صدمہ پہنچا اور بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ آہ تعلیمات اسلامی کے آسمان کا ایک تابناک ستارہ پوری آب وتاب کے ساتھ جگمگا کر اپنے وقت مقررہ پر غروب ہو گیا اور عالمی تاریخ اشاعت تعلیمات اسلامی کا ایک روشن باب ختم ہو گیا۔ دعا ہے کہ رب کریم حضرتؒ کی دینی اور ملی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔"

ناقابلِ تلافی نقصان:

مولانا حافظ خلیل الرحمن راشدی صاحب فرماتے ہیں:

" حضرتؒ کی رحلت کا سانحہ فاجعہ ایک ایسا ناقابلِ تلافی نقصان ہے اور یہ ایک ایسا خلا ہے جس کا پر ہونا مدتوں مشکل نظر آتا ہے۔ حضرت شریعت و طریقت کے علمبردار، علم وعرفان کے گہوارہ، صاحب دل وسیع المشرب۔ عالی ظرف اور دین شرع متین کے مخلص شیدائی تھے۔

امام التفسیر تھے، بندہ کو حضرتؒ کی عظیم اور پروقار شخصیت سے علمی وادبی

Marfat.com

اعتبار سے مسلسل مستفید ہونے کا شرف حاصل رہا۔ اللہ آپ کو غریقِ رحمت کرے۔"

پیکرِ تواضع:

مولانا سید وصی مظہر ندوی لکھتے ہیں:

" مرحوم علم و حلم اور تواضع کا پیکر تھے۔ زندگی بھر دین اور مستحقین کی خدمت کرتے رہے۔ جہدِ مسلسل پر عامل تھے اور تھک کر مایوس ہو کر بیٹھ جانے کے قائل نہ تھے۔"

نعمتِ عظمیٰ:

رام پور یو پی (انڈیا) سے جناب صابر رضا خان کا تعزیت نامہ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

" حضرت حاجی صاحبؒ موصوف نے درسِ قرآن تالیف فرما کر امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ان کے قلم کی نوک سے جو الفاظ نکلے ہیں ہر ایک … قرآن ایک عظیم علمی تحفہ ہے۔ حضرتؒ کی یہ کتاب … جو قرآن کریم سے شغف رکھتے ہیں، خداوند تعالیٰ کی جانب سے نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اللہ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ "

ترقی درجات:

مستان گنج رامپور سے مولانا محمد یوسف شمسی لکھتے ہیں:

" الحاج محمد احمد صاحبؒ نے درسِ قرآن کے حوالے سے جس محنت و جانفشانی مشقت و دیدہ ریزی سے کام کیا ہے اس کے لئے وہ قابلِ صد ستائش

Marfat.com

ومبارکباد دیتی ہیں۔ اس کا اجر یقیناً رب کریم بتوسل حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مرحمت فرمائیگا جو ان کے لئے باعث ترقی درجات اور ان کے متوسلین کے لئے باعث نجات ہوگا۔"

ذریعہ ایصال ثواب:

میجر (ر) سردار محمد ظفر خان اپنے تعزیتی پیغام میں فرماتے ہیں:

"مرحوم بہت بڑی شخصیت تھے۔ کتنا عظیم کام درس قرآن کی شکل میں چھوڑ گئے۔ جو رہتی دنیا تک ان کے ایصال ثواب اور مغفرت کا ذریعہ بنے گا۔"

نور ہدایت:

راولپنڈی سے جناب محمد توفیق صاحب رقم طراز ہیں

"حضرت والا کی ذات والا کو اللہ نے ان کی حیات مبارکہ میں اس قدر مقبول بنا دیا تھا۔ برصغیر میں [illegible] متعارف ہو چکے تھے۔ حضرت نے اپنی حیات [illegible] درس قرآن [illegible] فرمایا ایسی شمع روشن [illegible] سے اللہ [illegible] ہدایت سے نوازتا رہے گا۔"

ہدایت کا [illegible]

[illegible] نے اس موقع پر تعزیتی خطوط لکھے تھے۔ برادرم الحاج [illegible] اقتباس درج ذیل ہیں۔

اللہ کریم اجر عظیم سے نوازے۔ حضرت اقدس سے تم کو [illegible] عقیدت اور محبت تھی۔ مرحوم ہمارا سرمایہ [illegible] تھے۔ اللہ کریم [illegible] انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔

Marfat.com

احقر گذشتہ ہفتہ سے علیل ہے، پورا ہفتہ ہوا بیمار ہوں۔ آج کچھ افاقہ ہے، قدرے صحت ملی تو میرا حاضری کا قطعی ارادہ ہے۔ میرا دل صبر نہیں کر پاتا، گھر میں بار بار کہتے ہیں اب کے بار حاضری ہوگی اور ان شاء اللہ حاضری کی سعادت ضرور حاصل ہوگی۔ یہ میرا ذاتی اخلاقی اور ایمانی فرض بنتا ہے۔ جب بھی سفر کے قابل ہوا اور ٹکٹ لیا تو ان شاء اللہ اطلاع کر دوں گا۔

جامعہ کے اساتذہ اور طالبان نے فوراً ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام کیا۔ اسی روز میرے سفر پر روانگی سے قبل تعزیتی اجلاس بھی ہوا۔ ہمارے ہاں جامعہ میں مرحوم کو سب اپنا روحانی مربی، محسن اور استاذ و مرشد سمجھتے تھے۔ درسِ قرآن مرحوم کا عظیم صدقہ جاریہ ہے۔ یہاں کے اساتذہ اور طلباء کی محبوب مطالعاتی چیز ہے۔ جامعہ کے اساتذہ و طلبا اور ہم گنہ گار اسے اپنا سانحہ سمجھتے ہیں۔ گھر میں بھی ختم القرآن اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ رحمتوں سے نوازے۔

Marfat.com

تذکرہ وسوانح الحاج مولانا محمد احمد صاحبؒ

رسائل وجرائد کی نظر میں

علامہ طالب الہاشمی صاحب

بیدار ڈائجسٹ لاہور

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی علمی اور تصنیفی شہرت اب کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مختلف علمی، دینی اور سوانحی موضوعات پر ان کی بیسیوں تالیفات منظر عام پر آ کر سند قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ مولانا موصوف کی تحریریں علمی تبحر کے ساتھ مسحور کن جذب و سوز کی بھی مظہر ہوتی ہیں۔ زیر نظر کتاب الحاج مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ و سوانح پر مشتمل ہے۔ مولانا موصوف پاکستان اور بھارت کے دینی حلقوں میں ایک بلند پایہ مفسر قرآن اور اپنی مشہور تالیف ''درس قرآن'' کی ۔۔ جلدوں کے مؤلف کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے ذاتی اوصاف و خصائل سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ مولانا حقانی نے یہ کتاب لکھ کر اس کمی کو بطریق احسن پورا کر دیا ہے اور اپنے ممدوح کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر کے ثابت کیا ہے کہ وہ ایک صاحب دل بزرگ، مفسر قرآن، اور تقویٰ وطہارت، ذوقِ عبادت اور انابت الی اللہ کی دولت سے مالا مال دردمند شخصیت تھے۔ ان کو قدرت نے گویا دین کی خدمت اور ترویج و اشاعت قرآن ہی کے لئے بنایا تھا۔ اپنی

Marfat.com

شخصیت وکردار اور صفاتِ حمیدہ کے اعتبار سے وہ اس شعر کا مصداق تھے ....

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

فاضل مؤلف نے کچھ ایسے واقعات بھی بیان کیے ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا محمد احمد کو اللہ تعالیٰ نے کشف وکرامت کے کمال سے بھی نوازا تھا۔ زیر تبصرہ کتاب بے حد دلچسپ ہے اور ہر اعتبار سے مطالعہ کے لائق ہے۔

بیدار ڈائجسٹ لاہور جون 2003ء

ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی

مولانا محمد احمد صاحبؒ یکم رمضان ۱۳۵۸ھ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ حضرت حکیم الامت کے وصال کے بعد حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ اور ان کے بعد مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری نور اللہ مراقدہما سے تجدید بیعت ہوئی۔ مولانا کاملپوریؒ کے انتقال کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے اپنا تعلق جوڑلیا۔ آپؒ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد احمدؒ نے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تجدید کی۔ مولانا موصوف کی زندگی دین کی خدمت میں گذری اور اشاعتِ دین آپ کی زندگی کا جز ولاینفک بن گیا۔

زیر تبصرہ تالیف میں جناب مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہم نے حضرت موصوف کی سوانح تحریر فرمائی ہے اور کل بارہ (۱۲) ابواب قائم کر کے صاحب سوانح کی زندگی کے تقریباً تمام ہی پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ان ابواب میں فاضل

Marfat.com

مؤلف نے اپنے ممدوح کے ابتدائی حالات، خشیت وتقویٰ، سلسلہ بیعت، حسن معاشرت، پابندی شریعت، اتباع سنت، استقامت و کرامت، قرآن کریم سے شغف وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس طرح یہ کتاب حضرت مرحوم کی مفصل سوانح عمری ہے، جس کا مطالعہ انشاءاللہ بہت مفید رہے گا۔ (ابومعاذ)

البلاغ فروری 2004ء

ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے گذشتہ ایک دو سال کے مختصر عرصے میں کئی مفید، مختصر اور جامع سوانح مرتب کی ہیں۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے حالات زندگی پر کتابیں مرتب کرنے کے بعد اب ان کی مرتب کردہ یہ نئی کتاب ہمارے سامنے ہے، جو مشہور بزرگ مولانا محمد احمد صاحبؒ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ مولانا محمد احمد صاحب مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے خلیفہ مجاز اور بزرگانِ دیوبند کے فیض یافتہ تھے۔ ان کی تفسیر ''درسِ قرآن'' کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ ان کی پیدائش 1908ء اور وفات 1999ء میں ہوئی۔

کتاب بارہ (۱۲) ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل، پیدائش، ابتدائی تعلیم، باب دوم، خشیت وتقویٰ، سلسلہ بیعت، باب سوم، اتباع سنت واستقامت، باب چہارم، قرآن سے شغف، باب پنجم شخصیت وکردار، باب ششم نظریہ تعلیم وتربیت، باب ہفتم، مکاتیب، باب ہشتم تفسیر قرآن، باب نہم، معاصرین کے مشاہدات وتاثرات، باب دہم، وصیت نامہ،

Marfat.com

باب یازدھم، سفرآخرت سے متعلق ہے اور آخری باب میں تعزیتی پیغامات جمع کیے گئے ہیں۔ ماہنامہ الفاروق نومبر 2003ء

ماہنامہ ''نصرۃ العلوم'' گوجرانوالہ

زیرتبصرہ کتاب پاکستان کے معروف عالم دین اور مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی کی کاوش ہے، جس میں کراچی کے مشہور عالم دین، درس قرآن کے مؤلف الحاج مولانا محمد احمدؒ کی سوانح حیات قلمبند کی گئی ہے۔ بارہ (۱۲) ابواب کے تحت ان کی پیدائش سے لے کر وفات تک اہم واقعات، بعض معاصر جرائد اور شخصیات کے حوالے سے درج کئے گئے ہیں، آخری باب تعزیتی پیغامات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مولانا محمد احمدؒ کی شخصیت کے تعارف میں ایک عمدہ کوشش ہے، جس کی کمپوزنگ، کاغذ وطباعت اور رنگین لیمینشن ٹائٹل جلد معیاری ہے۔

محمد فیاض خان سواتی ماہنامہ نصرۃ العلوم مئی 2003ء

ماہنامہ ''الحماد'' کراچی

حکیم الامت، مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں علم دین اور حکمت ومعرفت کی جلیل القدر خدمات کی جو توفیق خاص نصیب فرمائی تھی، وہ کسی باخبر مسلمان سے مخفی نہیں۔ حضرتؒ کے دینی خدمات کے حوالے سے ایک عظیم دینی خدمت یہ تھی کہ انہوں نے ایسی مثالی شخصیتوں کی ایک جماعت تیار فرمائی جو شریعت و طریقت کی جامع اور اپنی زندگی میں مجموعی طور پر نہ صرف خود اسلامی اعمال واخلاق وسیرت وکردار کی حامل تھیں، بلکہ انہوں نے حضرت تھانویؒ کے اندازِ تربیت کو حتی الوسع اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہیں مریدین میں سے الحاج جناب حضرت محمد احمد صاحبؒ

Marfat.com

(مؤلف درسِ قرآن) کی شخصیت بھی ہے، جو ۱۳۵۸ھ کو حضرت تھانویؒ سے وابستہ ہوئے۔حکیم الامت کے وصال کے بعد حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے،ان کے بعد مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ سے، ان کے وصال کے بعد مفتی اعظم پاکستان مؤلف تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ سے جڑے اور ایسے جڑے کہ حضرت مفتی صاحب نے آپ کو خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔مفتی صاحبؒ کے وصال کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ سے بھی خلعت خلافت نصیب ہوئی۔دو خلافتوں کے باوجود کسر نفی کا یہ حال تھا کہ آخر دم تک اپنے آپ کو مرید و طالب ہی رکھا اور مرشد و پیر بننے کی کوشش نہیں کی۔

تفسیر درسِ قرآن کے حوالے سے آپ نے شہرت عام پائی، ورنہ عمومی زندگی گوشہ گمنامی میں گذری۔ اللہ والوں کے تذکرے اصلاحِ اعمال و اخلاق میں غیر معمولی تاثیر رکھتے ہیں۔زیر تبصرہ کتاب حضرت الحاج محمد احمد صاحبؒ کے تذکرے کے اس پہلو سے متعلق ہے،جس میں قارئین کے لئے اصلاح کا بہت سارا مواد موجود ہے اور انتہائی مفید، دلچسپ اور سبق آموز حالات پر مشتمل ہے۔

کتاب ہذا میں موضوع سے ہٹ کر بعض مفید سلسلے بھی آ گئے ہیں' مثلاً باب نمبر۲ نظریہ تعلیم و تربیت ص ۹۳ تا ص ۱۱۶ تک حضرت الحاجؒ کے ایک مکتوب کے علاوہ بقیہ طوالت خارج موضوع ضرور ہے۔تاہم فائدہ و استفادہ سے خالی نہیں۔

ماہنامہ الحماد جمادی الاول 1424ھ

ماہنامہ ''الصیانہ'' لاہور

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہٗ بانی و سرپرست جامعہ ابو ہریرہ خالق

Marfat.com

آبادنوشہرہ سرحد، پاکستان ان گنی چنی شخصیات میں سے ایک ہیں، جن کو درس وتدریس، تحریر وتقریر، وعظ ونصیحت اور اُمورِ نظامت وغیرہ میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اللھم زدفزد۔

زیرِ نظر کتاب تذکرہ وسوانح مولانا محمد احمد صاحب المعروف بہ ''تحفہ عشق ومحبت'' مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی تازہ تصنیف ہے، جس میں موصوف نے مفسر قرآن الحاج مولانا محمد احمد صاحب کے تذکرہ وسوانح کو بڑے بہترین طرز میں زیبِ قرطاس کیا ہے۔

مولانا مرحوم کی ابتدائی تعلیم وتربیت، اساتذہ کرام، ترک ملازمت، قرآن کی خدمت، خشیت وتقویٰ، سلسلہ بیعت، حسنِ معاشرت، پابندی شریعت، اتباعِ سنت، استقامت وکرامت قرآن سے شغف، شخصیت وکردار، صفاتِ حمیدہ، حضرتؒ کے بیان کردہ تفسیری نکات، معالجین کے مشاہدات وتأثرات، وصیت نامہ، سفرآخرت، تعزیتی پیغامات۔ مضامین انتہائی پراثر اور ہر خواص وعام کے لئے مفید ہیں۔ خوبصورت ٹائٹل، سفید واعلیٰ کاغذ، مضبوط جلد، لاجواب تصحیح، بہترین چھپائی۔ میری دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف کتاب ہذا کی صحت، عمر، علم اور اخلاص میں اورزیادہ برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

قاضی عتیق الرحمٰن سرگودھوی

ماہنامہ الصیانۃ جون 2003ء

....

ماہنامہ ''الحسن'' لاہور

زیرِ تبصرہ کتاب ایک بندۂ خدا، درویش خدامست، فقر بوذر وسلمان کے وارث، رجوع دعوت الی القرآن کے علمبردار، قرآن وسنت کی تعلیمات کے داعی اور اکابر علماءِ دیوبند کے مسلکِ اعتدال کے امین، تفسیر درسِ قرآن کے مؤلف الحاج مولانا محمد احمد

Marfat.com

صاحبؒ کا جامع سوانحی خاکہ ہے۔ جو مرحوم کی پیدائش اور ابتدائی تعلیم و تربیت، خشیت و تقویٰ، اتباع سنت، قرآن کریم سے شغف، شخصیت و کردار، نظریہ تعلیم و تربیت، حضرت کے مکاتیب کی تفسیری جھلکیاں اور اکابر کی رائے، معالجین کے مشاہدات اور تأثرات، وصیت نامہ، سفرِ آخرت اور تعزیتی پیغامات بارہ (۱۲) ابواب پر مشتمل ہے۔ طرزِ بیان دلکش، اسلوبِ بیان دلنشین، ترتیب بیان منطقی اور عام فہم ہے۔ اصلاح و تربیت کے نقطۂ نظر سے شخصیات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے مفید اور کار آمد ہے۔ (محمد امجد کاشمیری)

ماہنامہ الحسن جون 2003ء

ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' لاہور

زیر تبصرہ، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ خلیفہ و مجاز حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی سوانح حیات ہے۔ اس کتاب میں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے بارہ ابواب کے تحت حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے حالاتِ زندگی خوبصورت انداز میں تحریر فرمائے ہیں۔ طالبین و سالکین کے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہے۔

ماہنامہ انوار مدینہ جون 2003ء

ماہنامہ ''العصر'' پشاور

کسی ولی کامل جامع الصفات شخصیت یا کسی معتبر عالم دین کی زندگی کے تمام نقشے کو یکجا کر کے ایک مجموعے کی شکل میں پیش کرنے کو سوانح یا اس قسم کے مترادف الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں پیش نظر صرف یہی بات ہوتی ہے کہ جن حضرات کو ان کی

Marfat.com

باسعادت زندگی کا براہِ راست مشاہدہ نہ ہوا ہو، تو اس کے ذریعے ان کی کسی حد تک تشنگی دور ہوسکتی ہے اور ایک گونہ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں ہمارے دور کے مایہ ناز عالم دین مفسر قرآن الحاج حضرت مولانا احمد صاحب ایسے ہی شخصیات میں سے تھے، جو اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے اور جن کی پوری زندگی عوام کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے وقف تھی۔ ان کی سوانح سیرت وافکار اور دینی خدمات کو مولانا موصوف عبدالقیوم حقانی صاحب نے زیر نظر ''سوانح مولانا محمد احمد'' کے نام سے شائع کیا ہے، جس میں مولانا موصوف کی زندگی کے گوشے گوشے کو مختلف ابوابوں کی شکل میں مرتب کیا ہے، جو کہ مختلف مکتب فکر کے لوگوں کی زندگی صراط مستقیم پر استوار کرنے کے لئے کافی ہے۔ الحمدللہ اندازِ تحریر میں تسلسل کتاب کی افادیت میں اضافہ ہے اور یوں قاری کے لئے تکمیل کتاب ایک لابدی اور سہل امر ہوتا ہے۔ اعلیٰ جلد بندی، نفیس کاغذ اور خوشنما دلکش ٹائٹل ایک اضافی خوبی ہے۔ حق تعالیٰ موصوف کی اس عظیم خدمت کو اپنے دربارِ عالیہ میں قبول فرما کر اُمت کی اصلاح کے لئے ایک ذریعہ ثابت کرے...... ع این دعا از من واز جانب جہاں آمین آباد

ماہنامہ العصر نومبر 2003ء

سہ ماہی ''الفرید'' کا تبصرہ

مولانا عبدالقیوم حقانی محتاج تعارف شخصیت نہیں ہیں۔ موصوف ۵۶ سے زائد کتابوں کے مصنف اور محقق عالم دین ہیں۔ زمانۂ شباب سے تاہنوز علمی و تحقیقی کتابوں اور دین مبین کی ترویج واشاعت سے متعلق لٹریچر کی اشاعت وطباعت میں مصروفِ کار ہیں۔

Marfat.com

ان کی جہد مسلسل اور لگن سے محنت و ہمت قابل رشک ہے۔ یقیناً اس دور میں دیباچہ کنزالدقائق کی عبارت ''الحبر النحریر محرز قصبات السبق فی التقریر والتحریر'' کے صحیح مصداق ہے اور اب تو تقریباً ایک سال سے تذکرہ وسوانح ان کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ اس مختصر عرصے میں آپ نے کئی سوانحات مرتب کر کے شائع کئے ہیں۔ سوانح قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ، سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، جمالِ یوسف مولانا محمد یوسف بنوریؒ، تذکرہ سید سلیمان ندوی، مفتی کفایت اللہ نمبر، تذکرہ علی میاں القاسم نمبر، تذکرہ وسوانح مولانا محمد احمد صاحب اور ساتھ ہی شرح شمائل ترمذی۔

زیر نظر کتاب تذکرہ وسوانح الحاج محمد احمد صاحبؒ ہے۔ موصوف ایک خدامست درویش، فقر بوذر وسلمان کے وارث، رجوع ودعوت الی القرآن کے علمبردار، قرآن وسنت کی تعلیمات کے داعی اور اکابر علماءِ دیوبند کے مسلک اعتدال کے امین اور تفسیر درس القرآن کے مؤلف تھے۔ شریعت وطریقت کے جامع، صاحبِ دل بزرگ اور متبع سنت شخصیت تھے۔ دنیا میں ہمیشہ سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ بعض شخصیات جب اس دارِفانی سے کوچ کر جاتی ہیں، تو ان کے احوال ومعارف، علمی کمالات ومآثر کے تذکرہ، جدوجہد اور طریق کار سے بہت کچھ رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی نے ان کی علمی اور عملی زندگی سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لئے قابل قدر مجموعہ مرتب کیا ہے، جو ایک ایسی سعادت ہے، جس پر دارین کی فلاح موقوف ہے اور ہمارے لئے مشعل راہ............ ہے

ایسے انداز سے چلیئے کہ نقوش کف پا
تیری نسلوں کی قیادت کے لئے زندہ رہیں

سہ ماہی الفرید جولائی راگست رستمبر 2003ء

Marfat.com

ماہنامہ ''آئین'' لاہور

مولانا محمد احمدؒ سروے آف پاکستان میں اعلیٰ عہدہ پر فائز سرکاری ملازم تھے، لیکن مولانا کی خشیتِ الٰہی، التزام شریعت اور علمی تفوق نے ان کی شناخت سرکاری مرتبے سے کہیں زیادہ بلند تر بنادی۔ دیگر خدمات کے علاوہ درسِ قرآن کی تالیف مولانا کا ایسا کارنامہ ہے، جو ان کے لئے نجات اخروی اور خلق خدا کے لئے راہِ ہدایت کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ مولانا صاحب نے بھی اپنی زندگی میں اس کا ادراک کرلیا تھا اور سرکاری ملازمت ترک کر کے قرآن کی دعوت عام کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوگئے تھے۔ دین اسلام کا صحیح فہم رکھنے اور اتقی اللہ کو مقصود بنا لینے والے شخص سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں میں کسی قسم کی کوتاہی کا مرتکب ہوگا۔ مولانا میں یہ وصف بہ درجہ کمال موجود تھا۔ آپ کے ساتھ سرکاری فرائض ادا کرنے والوں نے یہ شہادت بھی دی ہے کہ مولانا کی موجودگی میں تو کسی دوسرے کو بھی ہنسی مذاق کی جرأت نہ ہوتی اور وہ سب کام میں لگے رہتے۔

مولانا محمد احمدؒ ظاہری کمالات کے ساتھ ساتھ باطنی کمالات سے بھی متصف تھے۔ زیرنظر کتاب میں مؤلف کتاب نے مولانا کی کرامت کے بھی کئی واقعات بطورِ حوالہ پیش کئے ہیں اور جناب صوفی عبدالمالک مدنی صاحب کی زبانی یہ بھی کہا ہے کہ مولانا قطب زماں تھے۔ بقول مصنف آپ مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کے مجاز بیعت تھے، لیکن اس کے باوجود آپ کسی کو بیعت کرتے تھے نہ آپ نے کسی کو خلافت دی۔ اسے بھی مولانا کی عالی ظرفی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

کتاب 12 ابواب میں منقسم ہے۔ کتاب میں واقعات کو یکجا کر کے متعلقہ باب پر روشنی ڈالنے کا انداز اپنایا گیا ہے۔ کتاب عمدہ کاغذ پر مناسب پوائنٹ میں شائع ہوئی

Marfat.com

ہے۔ کتاب کے سرورق پر بھی محنت کی گئی ہے، لیکن ٹائٹل پر مولانا کا تعارف دینے کی بجائے صرف کتاب کا نام ہی دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

ماہنامہ آئین مئی 2003ء

ماہنامہ ''الہادی'' کراچی

زیرِ تبصرہ کتاب ایک عظیم گمنام شخصیت حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحبؒ کی سوانح ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم نے ماشاء اللہ اکابر مشائخ کی سوانح لکھنے کا ایک اہم ترین کڑی ہے۔ الحاج مولانا محمد احمد صاحبؒ اکابر کی یادگار تھے۔ پاکستان بننے سے پہلے حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا عبد الرحمٰن کاملپوریؒ جیسی عظیم ہستیوں سے فیض روحانی حاصل کیا۔ پاکستان بننے کے بعد حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ سے مسلسل تعلق قائم رکھا اور ان دونوں حضرات سے مجاز بیعت ہوئے۔

مولانا محمد احمدؒ سراپا صدق و اخلاص تھے۔ گوشہ گمنامی میں خاموشی کے ساتھ قرآن پاک کے بحر ہدایت میں غوطہ زن رہ کر اس آبِ حیات سے خوب سیراب ہوتے رہے اور مخلوقِ خدا کو بھی اس سے سیراب ہونے کی دعوت دیتے رہے۔ اخلاصِ کامل اور مسلسل محنت کے بعد انہوں نے درسِ قرآن کی گیارہ جلد تالیف کیں۔ یہ ان کے اخلاص للّٰہیت کی دلیل ہے۔ اللہ کی کتاب عظمت و تقدس والی پاکیزہ کتاب ہے۔ اس کے حامل بھی پاکیزہ و مقدس اللہ کے منتخب بندگان خاص ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سلیم الفطرت پاکیزہ طبع ہوتے ہیں۔

حضرت الحاج محمد احمدؒ ایک عظیم مثالی شخصیت تھے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ

Marfat.com

نے ان کی سوانح لکھ کرامت کو ایک بڑا سرمایہ فراہم کیا۔ حضرت الحاج محمد احمد لائق تقلید شخصیت تھے۔ فرائض تو کجا وہ شریعت کے مستحاب کے بھی پابند تھے۔ فقیرانہ طبیعت کے مالک تھے۔ ان کی فکر تھی کہ مسلمان کتابِ ہدایت قرآن پاک پر عمل کریں اور دارین کی ذلتوں' ناکامیوں سے بچ جائیں۔ وہ دعوت الی القرآن کے علمبردار اور قرآن وسنت کی تعلیمات کے مخلص داعی تھے۔ یہ کتاب بارہ (۱۲) ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں حضرت حاجی صاحبؒ کی پیدائش تعلیم وتربیت اساتذہ کرام، ترک ملازمت اور قرآن کی خدمت کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں ان کے خشیت وتقویٰ' سلسلہ بیعت' حسنِ معاشرت' اور پابندی شریعت کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں اتباعِ سنت' استقامت اور کرامت کا ذکر ہے۔ چوتھے باب میں قرآن سے شغف اور والہیت کا بیان ہے۔ پانچویں باب میں شخصیت وکردار اور صفاتِ حمیدہ کا بیان ہے۔ چھٹے باب میں نظریہ تعلیم وتربیت کا ذکر ہے۔ ساتویں باب میں حضرتؒ کے مکاتیب کا ذکر ہے۔ آٹھویں باب میں ان کی تفسیر کی جھلکیاں ذکر کی گئی ہیں۔ نویں باب میں معالجین کے مشاہدات اور تاثرات کا ذکر ہے۔ دسویں باب میں وصیّت کا بیان ہے۔ گیارہویں باب میں ان کے سفرِ آخرت کا بیان ہے۔ بارہویں باب میں تعزیتی پیغامات کا ذکر ہے۔ یوں اس عظیم مسافر کی زندگی کے سفر کا آغاز و اختتام بیان کیا گیا ہے اور یہ یہ بتایا گیا کہ ایک مسلمان کی حقیقی زندگی کس طرح گذرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم العالیہ کی اس خدمت جلیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین یاربّ العالمین۔ (مشتاق احمد عباسی)

ماہنامہ الہادی کراچی/ اپریل 2003ء

....

Marfat.com

Marfat.com

مصنف کی دیگر تصنیفات

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com